New Era Magazine

غازی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از قلم اقراء اشرف

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

غازی

از قلم اقراء اشرف

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ہمارا پرچم

یہ پیارا پرچم

یہ پرچموں میں

عظیم پرچم

عطائے رب کریم پرچم

ہمارا پرچم

یہ پیارا.....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بند کرو یہ تماشا".

کسی کی غصے سے بھری آواز آئی تو وہ ڈر کر اچھلی اور اپنے سر پر کھڑی سارہ کو دیکھا. جس کا بس نہیں چل رہا کہ اس کا گلا دبا دے. اور مڑ کر اس پرانے ریڈیو کو دیکھا جو وہ گھر کے ملازم کا چرا کر لائی تھی. لیکن اب سارہ کی مہربانی سے وہ ریڈیو جام شہادت نوش کر چکا تھا.

"یہ کیا کیا آپ نے سارہ آپی".

وہ بھی جواباً غصیلے لہجے میں بولی. لیکن آواز سارہ کی نسبت ہلکی اور دھیمی تھی.

"جو کیا بلکل ٹھیک کیا. ہزار بار سمجھایا ہے کہ جب میں سو رہی ہوں تو اونچی آواز میں گانے مت سنا کرو. اب آئیندہ تم میرے سونے کے دوران اونچی آواز میں گانے نہیں سنو گی".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ ابھی بھی غصے میں تھی.

"پہلی بات تو یہ ہے آپا کہ وہ گانا نہیں ملی نغمہ تھا. گانے آپ سنتی ہیں میں نہیں. اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کی بات کیوں مانوں گی بھلا".

اب وہ سارہ کو چڑاتے ہوئے انداز میں بولی. اسکا غصہ بس اتنا ہی ہوتا تھا. اب وہ مزے سے سارہ کے تاثرات دیکھ رہی تھی.

"شٹ اپ پری آئیندہ مجھے آپا بلایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا".

سارہ نے انگلی کی اشارے سے وارن کرتے ہوئے کہا.

"لیکن آپا آپ سے زیادہ برا تو کوئی ویسے بھی نہیں ہے".

پری صاحبہ سارہ کے تاثرات کے مزے لیتے ہوئے بولی.

"پری بی بی سارہ بی بی آپ دونوں کا ناشتے کی میز پر ڈاکٹر صاحبہ اور ملک صاحب انتظار کر رہے ہیں".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے کہ سارہ اور پری کی باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوتا ایک ادھیڑ عمر خاتون جو ملک ہاؤس کی پرانی ملازمہ تھی پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولی. اور جواب سنے بغیر واپس چلی گئی.

"تمہیں تو میں بعد میں پوچھتی ہوں".

سارہ ایک غصے بھری نظر ڈالتی ہوئی واشروم کی طرف بڑھ گئی.

"ایک تو ریڈیو کا قتل کر دیا اور اوپر سے پوچھیں گی بھی مجھے واہ آپا".

پری منہ ہی منہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جلدی چلو زین. کچھوے کی طرح چل رہے ہو اس طرح تو ہم پکڑے جائیں گے. اور یاد رکھنا اگر ہم پکڑے گئے تو میں سارا الزام تم پر ڈال دوں گا. بلکہ میں تمہیں پہچاننے سے ہی انکار کر دوں گا. پھر کرتے رہنا اکیلے ہی مشن پورا".

وہ بھاگنے کے سے انداز میں چل رہا تھا جب اسے احساس ہوا کہ زین اس سے کافی پیچھے ہے. اور یہ بات ان کے لیے کسی خطرے سے کم نہ تھی.

"علی بھائی انسان کو کسی جانور سے نہیں ملانا چاہئے بری بات ہوتی ہے".

زین نے صرف کچھوے والی بات غور کیا تھا.

"ہیں ں ں

علی اب کی بار زین کا بازو پکڑ کر اسے تقریبا گھسیٹے ہوئے بولا. جو ابھی تک آہستہ چل رہا تھا اپنی بھاری جسامت کی وجہ سے.

"چلو جلدی سے اس درخت کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاؤ. اور جب تک میں آواز نہ دوں وہاں سے ہلنا مت. میں ذرا چیک کر کے آؤں کہیں ہماری سوچ سے زیادہ سخت پہرا نہ ہو".

علی جلدی سے بولا. اور زین کو درخت کی جانب دھکیلتے ہوئے خود دوسری جانب بڑھا.

"رک جاؤ".

علی پوری تسلی کرنے کے بعد جب زین کے پاس گیا اور اسکو کچھ سمجھا کر خود درخت پر چڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک زوردار آواز آئی.

"اللہ تعالی مجھے معاف کر دے... میرے سارے گناہ معاف فرما دے... اے اللہ کوئی فرشتہ بھیج دے جو مجھے اس..... ابھی وہ دعا میں مشغول تھا کہ کسی نے اسے گدی سے پکڑ کر زور سے پیچھے کی جانب کھینچا. اور زین کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ علی کی دعا پر

اور دونوں کے پکڑے جانے پر کس طرح کا منہ بنائے. اور اس چکر میں وہ اپنے منہ کو مضحکہ خیز زاویوں سے سجا چکا تھا.

****

آغا جان اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے جب انکی نظر لان میں موجود فوزیہ بیگم پر پڑی. جو آج بھی کسی کی پسندیدہ جگہ بیٹھی اس کے انتظار میں تھیں. لیکن کبھی کبھی قسمت ساتھ نہیں دیتی اور انتظار صرف انتظار ہی رہتا ہے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آغا جان.."

کوئی قریب آکر بولا تو آغا جان نے چونک کر پیچھے دیکھا اور یکدم مسکرائے. اور آگے بڑھ کر اسکو گلے سے لگا لیا.

"اس بار آنے میں دیر نہیں کر دی تم نے برخوردار.." آغا جان نے مسکراتے ہوئے پوچھا.

"جی آغا جان اس بار کام تھوڑا زیادہ تھا اور بابا جان اور چاچو بھی گھر تھے اس لیے. پھر آپکو پتا ہے کراچی میں میرے بہت سے دوست بھی ہیں تو بس ان سے ملنے ملانے میں اتنے دن لگ گئے".

اس نے کافی تفصیل سے جواب دیتے ہو آغا جان کو نرمی سے الگ کیا اور انکو کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گیا.

"اور سنائیں بی بی جان سے صلح ہوئی آپکی یا اس بار بھی آپ نے میرے کندھے پر بندق رکھنے کا ارادہ کیا ہوا ہے"؟..

وہ آغا جان کی طرف دیکھتے ہوے بولا تھا.

"آہا....اس عمر میں بھی تمہاری بی بی جان کو منانا پڑتا ہے. واہ حیدر خاں تمہارا رعب ودبدبہ پورے علاقے پر ہے.. نہیں ہے تو ایک گل خانم پر نہیں ہے..".

آغا جان ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے خود سے بولے تو وہ بے اختیار ہنس پڑا.

"اسکا مطلب ہے کہ اس بار بھی مجھے ہی آپکی سفارش کرنی ہو گی بی بی جان سے".

وہ تھوڑا اکڑ کر بولا تو آغا جان بھی ہنس پڑے.

****

"بابا جان مجھے الگ کمرہ چاہیئے میں 23 سال کی ہو چکی ہوں. کوئی بچی نہیں ہوں جواب بھی میں پری کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہوں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ نے ناشتے کی میز پر اونچی آواز میں بد تمیزی سے بولتے ہوئے نتاشا بیگم کی طرف دیکھا. جن کی وجہ سے اس کو پری کے ساتھ رہنا پڑ رہا تھا.

"ٹھیک ہے بیٹا تم آج سے گھر کے جس روم میں چاہو شفٹ ہو جاؤ".
ابھی نتاشا بیگم کچھ کہتیں. حسیب ملک نے نرمی سے کہا اور ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے. لیکن سارہ نے ایکدم غصے سے چمچ کو پلیٹ پر مارا تو سب اسکو چونک کر دیکھنے لگے.

"کیا ہوا تم نے خود ہی تو ابھی کہا ہے کہ تم اب الگ روم میں رہنا چاہتی ہو".

نتاشا بیگم نے تھوڑا ڈپٹ کر اس سے پوچھا. پری اور حسیب ملک ابھی تک اسی کی طرف دیکھ رہے تھے.

"ہاں میں نے کہا ہے. لیکن میں اسی کمرے میں رہوں گی. پری کو دوسرے کمرے میں شفٹ ہونا ہو گا".

سارہ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے بیٹا...پری بیٹا تم اپنی مرضی سے جس کمرے میں چاہو شفٹ ہو جاؤ. سارا اسی کمرے میں رہنا چاہتی ہے".

حسیب ملک پہلے سارہ اور پھر پری سے ایک ساتھ مخاطب ہوئے. تو پری نے پر شکوہ نظروں سے حسیب ملک کی طرف دیکھا. پھر سر جھکا کر ناشتہ کرنے لگی.

(اگر آپ سمجھ رہے ہیں کہ پری صاحبہ اداس تھی تو.....ایسا کچھ نہیں ہے...)اور نتاشا بیگم نے افسوس سے سارہ کو دیکھا اور خفگی سے سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگیں.

جبکہ حسیب ملک اب چائے پینے کے ساتھ ساتھ اخبار دیکھ رہے تھے. اور سارہ اپنی بات منوا کر اب استہزائیہ انداز میں پری کو دیکھ رہی تھی...

اور پری بھرپور اداکاری کر رہی تھی اداس اور تکلیف میں دکھنے کی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلی میں ایک نیا شادی شادہ جوڑا گزر رہا تھا. جو چند دن پہلے ہی اس محلے میں آیا تھا. لڑکا حیدر آباد سے تھا اور کراچی میں ایک تولیہ فیکٹری میں مزدور تھا. وہ پہلے کہیں اور رہتا تھا. لیکن اب کی بار حیدر آباد سے اپنی نئی نویلی دلہن کو بھی ساتھ لایا تھا. اس لیے راجو کے محلے میں اسنے ایک گھر کرائے پر لیا ہوا تھا.

بظاہر تو سب ٹھیک تھا لیکن. راجو جیسے گھاگ شخص کو کچھ غیر معمولی لگ رہا تھا. آخر کیا تھا جو وہ نہیں جانتا تھا. لیکن وہ پتا لگا لے گا.

"اوراجو بابو.. دھیان کدھر ہے تیرا.. کب سے بلا رہا ہوں. ابا نے بھیجا ہے.. پان بنا کر دے ایک.. جلدی کر نہیں تو ابا کو لگے گا میں کہیں گلیوں میں آوارہ گردیاں کر رہا ہوں".

وہ شادی شدہ جوڑا تو کب کا اسکی دکان کے سامنے سے گزر کر جا چکا تھا. لیکن راجو اپنی ہی سوچوں میں گم تھا. جب ایک بچے نے آکر اسکا کندھا تقریبا جھنجھوڑتے ہوئے کہا. تو راجو چونک پڑا. اور پھر اس بچے کو پان بنا کر دینے لگا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

حیدر خان پشاور کے ایک چھوٹے مگر خوبصورت گاؤں میں رہتے ہیں. گاؤں کے چند بزرگوں نے انکو بہت عرصہ پہلے ہی گاؤں کے جرگے کا سردار بنا دیا تھا. گاؤں کے لوگ انکی بہت عزت کرتے ہیں. اور پورے گاؤں میں وہ آغا جان کے نام سے مشہور تھے. گھر میں بھی سب چھوٹے بڑے انکو آغا جان کہتے ہیں.

حیدر خان کے دو بیٹے احسن حیدر اور حسن حیدر تھے. اور آغا جان نے دونوں کی شادی اپنی ایک دور کی کزن کی بیٹیوں سے کر دی تھی. ثوبیہ بیگم احسن حیدر کے اور فوزیہ بیگم حسن حیدر کے نکاح میں آئیں تھیں.

احسن حیدر اور حسن حیدر نے اپنی جوانی کے دنوں میں ایک بزنس سیٹ کیا تھا. جو آج شہرت کی بلندیوں کا چھو رہا تھا. اور حیدرز کمپنی کا چرچہ پشاور کے علاوہ کراچی میں بھی تھا. کیونکہ اب وہ اس بزنس کو کراچی میں بھی سیٹ کر چکے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

آغا جان کے حجرے میں اس وقت گھر کے تقریباً سارے افراد سوائے ایک کے آغا جان کے حکم سے موجود تھے. اور نسوار خان اپنے ناک کے نتھنے پھلائے آغا جان کے حکم کا منتظر تھا. اور آغا جان کے پوتے کو قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا. اور انکا پوتا منہ

ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا. ساتھ ایک نظر آغا جان کے چہرے کو بھی دیکھ لیتا. پھر مایوسی سے منہ پھیر کر پھر سے بڑبڑانا شروع کر دیتا.

"ہاں بھئی نسوار خاناں بولو کیا مسلئہ ہے"؟

آغا جان ایک تیز نظر اپنے پوتے صاحب پر ڈال کر نسوار خان سے بارعب آواز میں پوچھا.

"آغا جان آپکا پوتا اس (نسوار خان نے ایک 9 سالہ بچے کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا) بچے کے سات مل کر امارا باغ سے انار توڑتا اے. ام نے بوت بار آپکے پوتے کو بولا کے ام سے خرید لیا کرو انار. تم تو بوت امیر او. لیکن آغا جان آپکا پوتا اماری بات نئی مانا. اور آج پر (پھر) سے امارا باغ میں آیا. لیکن آج ام تیار تا. ام نے آپکے پوتے پکڑ لیا آں (ہاں)".

نسوار خان نے اپنی گلابی اردو میں اونچی آواز سے مسلئہ پوری تفسیل سے بیان کیا.

"ہاں بھئی لڑکے کیا کہتے ہو؟ کیا نسوار خان صحیح بول رہا ہے"؟ میں صرف سچ سننا چاہوں گا.

آغا جان نے کٹیلے لہجے میں اپنے پوتے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.

"میں علی حیدر خان جو بھی کہوں گا جیسے بھی کہوں گا سچ کے سوا سب کچھ کہوں گا.... نہیں".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Articles | Books | Poetry | Interviews

اس نے یہ سب کچھ اتنی جلدی جلدی کہا کہ ایک پل کو پورے حجرے میں خاموشی چھا گئی.

"یہ جوٹ بولتا اے ام نے رنگے آتوں (ہاتھوں) پکڑا اے اسکو".

نسوار خان جو ہقا بقا بیٹھا تھا سمجھ آنے پر جلدی سے بولا.

"زین بچے کیا سچ ہے کہ تمہارے ساتھ مل کر علی نے نسوار خان کے باغ سے انار چوری کیے ہیں".

آغا جان اب زین کی طرف متوجہ ہوئے تو زین جو پہلے ہی تیار بیٹھا تھا فوراً کھڑا ہوا اور بولا.

"آغا جان میں تو خود علی بھائی کو سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں. کہ چوری کرنے سے گناہ ملتا ہے. لیکن علی بھائی مجھے دھمکی دیتے ہیں کہ مجھے اپنے روم میں بند کر دیں گے.. اس لیے مجھے انکا ساتھ دینا پڑتا ہے".

زین نے کسی رٹی رٹائی تقریر کی طرح اپنی بات مکمل کی اور کن اکھیوں سے علی کو دیکھا جو پھر سے بڑبڑانا شروع کر چکا تھا.

"آغا جان فیصلہ سنا دیں ملزم اب ایک ٹھوس گواہی کے بعد مجرم بن چکا ہے".

حسن صاحب نے بڑی دقت سے زین کی تقریر پر مسکراہٹ روکی اور آغا جان سے کہا.

"علی".

"جی آغا جان".

آغا جان کے پکارنے پر علی بڑبڑانا چھوڑ کر سیدھا ہوا.

"تم اگلے پورے ہفتے تک نسوار خان کے باغ کو پانی دو گے...اور میرے بندے تم پر پوری نظر رکھیں گے".

آغا جان نے کہتے ہوئے رخ موڑ لیا کیونکہ اس سے زیادہ وہ بی بی جان کی غصیلی نظروں کی تاب نہیں لا سکتے تھے. کیونکہ ابھی تک انکے پوتے نے انکی صلح نہیں کروائی تھی بی بی جان سے.

****

"سنو".

علی اس وقت نسوار خان کے باغ میں موجود تھا جب اسے آواز آئی. تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا.

"سنا ہے نسوار خان کے باغ میں ایک ہفتے کے لیے بھرتی ہو گئے ہو. اب تو تمہیں ادھر آنے کے لیے باقاعدہ مشن پلان نہیں کرنا پڑے گا".
کسی کی چڑاتی ہوئی آواز آئی.

"اس وقت میں سخت غصے میں ہوں شان مجھے مت چھیڑو. پہلے ہی اس سمندر خان (زین) نے میرے ساتھ غداری کی ہے".
علی نے خفگی سے کہا اور ایک درخت کی طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا. لیکن پھر جلدی سے واپس مڑا تو وہ ابھی تک علی کو ہی دیکھ رہا تھا. یکدم اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا.

"سوری ذیشان میں غصے میں تھا اس لیے بنا سوچے سمجھے بول گیا".
علی نے شرمندگی سے کہا.

"اتنے عرصے بعد اس نام سے کسی نے مجھے پکارا. لیکن جسکا اس نام سے پکارنے کا انتظار ہے اس نے آج بھی نہیں پکارا".

ذیشان نے سر جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا تو علی بھی افسردہ ہو گیا. کیونکہ اس غم میں وہ بھی شریک تھا.

"لیکن آج تم نے مجھے کچھ کہا نہیں مجھے لگا تم شاید مجھے آج بھی تھپڑ لگاؤ گے. یا جواب دیے بغیر چلے جاؤ گے اور شاید کئی دن تک مجھ سے بات بھی نہ کرو".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsanay | Articles | Books | Poetry | Interviews

علی نے کچھ اداسی سے اور کچھ حیرانی سے کہا تو ذیشان نے سر اٹھایا.

"مجھے برا آج بھی لگا لیکن شاید میں غلط ہوں. اس نام سے پکارنے کا حق تو میں نے صرف اسے ہی دیا تھا. لیکن.... لیکن تم مجھے آئیندہ اسی نام سے بلانا. میں تم سے ناراض نہیں ہو نگا".

ذیشان نے کہا اور جانے کے لئے مڑا.

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہو گی اور اسے سب یاد ہو گا"؟

علی نے دل بڑا کرتے ہوئے آج وہ کہہ دیا تھا جسکو آج سے پہلے سوچنے سے بھی ڈرتا تھا. اور ذیشان کے قدم بے اختیار ساکت ہوئے.

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ زندہ ہے. لیکن اگر وہ زندہ ہے تو یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے شان یاد ہے. اسے شان بھول ہی نہیں سکتا".

پہلے الفاظ کہتے ہوئے تکلیف اور آخری الفاظ کہتے ہوئے یقین تھا اس کے چہرے پر جو صاف ظاہر تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر وہ چلا گیا. اور علی نے ایک آنسو اپنی آنکھ سے اپنے ہاتھوں میں جزب کیا اور خود کو نارمل کرنے کے لیے گہرے سانس لینے لگا. وہ جانتا تھا اب بہت دنوں تک وہ گھر میں کسی کی مسکراہٹ نہیں دیکھ سکے گا.

****

"فوزیہ".

"جی".

فوزیہ بیگم جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھیں چونک کر حسن حیدر کی طرف دیکھا اور بے دھیانی میں جواب دیا.

"فوزیہ کن خیالوں میں گم ہو چلو سو جاؤ کافی رات ہو گئی ہے".

حسن حیدر نے فوزیہ بیگم کو تھوڑی سختی سے کہا لیکن وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہیں تھیں.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا آپکو اس کی یاد نہیں آتی".

فوزیہ بیگم کی آواز میں اتنی تکلیف تھی کہ حسن حیدر بے چین ہو کر اٹھ بیٹھے.

"فوزیہ مانا کہ تم ماں ہو تم نے جنم دیا اس کو تمہاری تکلیف کی کوئی حد نہیں. لیکن میں بھی تو باپ ہوں. میرے بھی تو وہ جگر کا ٹکڑا ہے. بس فرق صرف اتنا ہے کہ مجھے تمہیں سنبھالنا ہے اس لیے ساری اذیت 'ساری تکلیف دل میں دبائے بیٹھا ہوں".

حسن حیدر بہت اذیت سے بولے. اور "اس" کے لیے 'تھی" استعمال نہیں کر سکے تھے. شاید ان کو یقین تھا کی انکی بیٹی زندہ ہے.

"حسن آپ کو یاد ہے جب وہ اسکول سے واپس آتی تھی تو پورا گھر سر پہ اٹھا لیتی تھی".

'مما مما..... مما'

'کیا ہو گیا پریشے کیوں چیخ رہی ہو'؟

فوزیہ نے 10 سالہ پریشے کو اتنا اونچا پکارنے پر ڈانٹا تھا. لیکن وہ پھر بھی باز نہیں آئی تھی.

'مما بھوک لگی ہے'.

وہ اتنی اونچی آواز میں بولی کہ کچن میں موجود کھانا کھاتے ذیشان نے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے.

'آہستہ بولیں لڑکی میرے معصوم سے کانوں نے آپکا کیا بگاڑا ہے'

17 سالہ ذیشان نے اب رخ پریشے کی جانب موڑا تھا.

'آپ مجھ سے بات مت کریں' شان میں آپ سے ناراض ہوں' کل رات آپ نے مجھے ڈانٹا تھا'.

وہ پھولے منہ کے ساتھ بولی تو ذیشان اور فوزیہ بیگم ہنس پڑے.

'لیکن...ڈانٹنے کے بعد سوری بھی تو کیا تھا نہ وہ یاد نہیں ہے آپ کو"؟

ذیشان نے بولتے ہوئے ابرو اچکائے. لیکن وہ جواب دینے کی بجائے اب ذیشان کے سامنے رکھے کھانے میں سے کھانا شروع ہو چکی تھی.

'توبہ ہے' ذرا جو اس لڑکی سے بھوک برداشت ہو' پریشے میں دوسرا کھانا نکال کر دیتی ہوں یہ ذیشان کو کھانے دو اس کو ابھی جا کر ٹیسٹ کی تیاری بھی کرنی ہے'.

فوزیہ پہلے ہلکی آواز میں بولی اور پھر پریشے سے مخاطب ہوئی. لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا وہ اب بھی پوری توجہ سے کھا رہی تھی.

'ممار ہنے دیں' میں ویسے بھی کھانا کھا چکا ہوں'.

ذیشان جانتا تھا کہ وہ بھوک کی کچی تھی. اس لئے فوزیہ بیگم سے بولا. جواب بھی غصے سے پریشے کو گھور رہیں تھیں.

"فوزیہ سو جاؤ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی".

حسن حیدر کی آواز فوزیہ بیگم کو کافی دور سے آئی تھی. پھر وہ حسن حیدر کی طرف مڑیں. انکی آنکھوں میں آنسو تھے اور ماضی کی یاد دھندلائی تھی.

"حسن جب کوئی بہت اپنا بھی مر جائے تو صبر آجاتا ہے' لیکن میرا دل کہتا ہے کہ وہ بھی اسی دنیا میں سانس لے رہی ہے' حسن کیا وہ مجھے یاد کرتی ہو گی' کیا اس کو پتا ہو گا کہ اس کی ماں بھی ہے جو اس کے لیے پل پل تڑپ رہی ہے' کیا وہ....."

فوزیہ بیگم کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی اور ان سے بولا نہیں جا رہا تھا. ان کا غم آج بھی دس سال پہلے اس دن کی طرح تازہ تھا جب پریشے ان سے جدا ہوئی تھی. حسن حیدر بھی بے آواز آنسو بہانے لگے اور فوزیہ بیگم کا سر اپنے کندھے سے لگا کر ان کو تسلی دینے لگے.

****

"ہیلو".

پری اپنے نئے کمرے میں کل رات ہی شفٹ ہو گئی تھی اور اب وہ یمنہ کو کال ملا چکی تھی' آخر اس کو خوشی کی خبر جو دینی تھی.

"پری کتنی بار بولا ہے کہ ہیلو مت کہا کرو' سلام کیا کرو".

یمنہ جو پری کی نسبت کچھ سمجھدار تھی افسوس کے ساتھ بولی.

"سلام یمنہ صاحبہ' تمہیں پتا ہے یمنہ کل سارہ آپا نے ڈیڈ سے الگ روم میں رہنے کا بولا تو ڈیڈ نے اجازت دے دی. یار آخر کار میری جان چھوٹی اس کمرے سے. بچپن سے اسی کمرے میں رہ رہ کر بور ہو گئی تھی. دیکھا سارہ آپا کو تنگ کرنے والا پلان کتنا اچھا تھا. اور تمہیں پتا ہے سارہ آپا....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب شروع ہو چکی تھی اور دوسری طرف یمنہ کب کی موبائل کال کاٹے بنا ہی بیگ میں رکھ چکی تھی. وہ کالج کے لیے لیٹ ہو رہی تھی. اور اسکو یہ بھی پتا تھا کہ ابھی یہ اسٹوری اس نے کلاس میں بیٹھ کر بھی سننی تھی پری صاحبہ سے. کبھی کبھی وہ سوچتی تھی کہ کیا کبھی ایسا ہو گا کہ پری ایک دن کے لیے ہی سہی بولنا بھول جائے.

****

راجو اس وقت عامر کے سامنے بیٹھا تھا اور عامر پر سوچ نظروں سے راجو کو دیکھ رہا تھا. پھر الجھے ہوئے انداز میں بولا.

"تو تمہارا کہنا ہے کہ وہ دونوں مشکوک حرکتیں کرتے ہیں. ایسا کیا دیکھا تم نے. تمہیں کوئی غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے'.

"نہیں عامر بھائی! وہ لڑکا روزانہ میری دکان کے سامنے سے گزرتا ہے اور ساتھ اس کی بیوی بھی ہوتی ہے. میری اطلاع کے مطابق تو اس کی بیوی گھریلو عورت ہے. پھر وہ کیوں ساتھ ہوتی ہے. اور کل تو وہ لڑکا میری دکان کے سامنے رک کر دکان کی طرف دیکھنے لگا. اور پھر جب میں نے دیکھا تو جلدی سے رخ موڑا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا.

"ہمم... اسکا مطلب ہے کہ واقعی کچھ گڑبڑ ہے. آخر وہ ہے کون؟.. مجھے اس کے بارے میں ایک ایک بات پتا کر کے بتاؤ راجو... تمہارے پاس کل شام تک کا وقت

ہے. شام سے رات نہیں ہونی چاہیے نہیں تو تمہاری چمڑی ادھیڑنے میں مجھے وقت نہیں لگے گا. اور تمہیں تو پتا ہے کہ مجھے جلد بازی میں ہر کام کرنے کی کتنی عادت ہے.

"تم فکر مت کرو عامر بھائی کل شام سے بھی پہلے پہلے تمہارا کام ہو جائے گا. لیکن وہ ....اگر تھوڑے سے پیسے مل جاتے تو..."

"فکر نہ کرو کام کرنے کے بعد مل جائیں اس سے پہلے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی. اگر کام نہ ہو تم سے تو بتا دینا میرے پاس ایسے بہت سے پالتو ہیں جو میرے ایک اشارے پر دوڑے چلے آتے ہیں".

عامر غرور سے اکڑ کر بولا تو راجو دل ہی دل میں اسکو گالیاں دیتے ہوئے وہاں سے اٹھا اور دروازے کی جانب بڑھا.

"ایک بار میری رسائی تمہارے باس تک ہو جائے پھر دیکھنا تمہیں تو میں اپنے جوتے کی نوک پر رکھوں گا".

راجو نے دروازے پر جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر کمرے سے نکل گیا.

جبکہ عامر اب کسی کو کال کر کے کہہ رہا تھا.

"باس مجھے ملنا ہے آپ سے ایک نئی بات پتا چلی ہے".

پھر تھوڑی دیر تک دوسری طرف سے کوئی بولتا رہا. پھر عامر کی آواز آئی.

"ٹھیک ہے باس کل شام تک سب پتا چل جائے گا پھر مل کر سب بتاتا ہوں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"نیلم میں ہوں دروازہ کھولو".

نیلم نے آواز سن کر دروازہ کھولا اور چوکنے انداز میں کھڑی ہو گئی.

"سالار"...کام ہوا"؟

نیلم نے سالار کو اندر آتے دیکھا تو جلدی سے دروازہ بند کرتے ہوئے بولی.

"ہاں اسکو شک ہو گیا ہے. اور اس نے جا کر کسی عامر نامی غنڈے کو بھی بتا دیا ہے. اور اب وہ ہمارے بارے میں حیدر آباد جا کر لوگوں سے پوچھے گا. اور جب تک واپس آئے گا تب تک ہم یہاں سے جا چکے ہوں گے. ہمیں آج ہی نکلنا ہو گا یہاں سے اس عامر نامی غنڈے نے راجو کو کل شام تک کا وقت دیا ہے. لیکن مجھے یقین ہے کہ راجو آج ہی حیدر آباد جائے گا. اسے عامر کا اعتماد جیتنا ہے".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

سالار نے پوری تفصیل بتائی. اور نیلم کچھ کہے بغیر اپنا سامان پیک کرنے لگی جو پہلے ہی پیک تھا. لیکن خود کو مصروف بھی تو ظاہر کرنا تھا.

"اور سالار جواب اتنا کچھ بتا کر انتظار کر رہا تھا کہ نیلم اب تعریف کرے گی. اور کہے گی کہ واہ اتنی جلدی تم نے پتا چلا بھی لیا کہ راجو اور عامر کی آپس میں کیا بات ہوئی. لیکن اب نیلم کے نظر انداز کرنے پر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا.

****

'پرنسس کیا کر رہی ہیں آپ اس وقت یہاں'?

ذیشان جو باتھروم سے باہر نکلا تو پریشے کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گیا. اور وال کلاک کی طرف دیکھا جو رات کے 12 بجا رہی تھی. اور پھر علی کو دیکھا جو گہری نیند میں تھا. علی اور ذیشان کا ایک ہی کمرہ تھا.

'شان علی بھائی کے چہرے پر ان مارکرز سے انکی مونچھیں بنائیں جیسے ٹی وی میں ہوتا ہے'?

پریشے پوجوش سی بولی. تو ذیشان مسکراہٹ دبا گیا. اور پھر سمجھاتے ہوئے بولا.

'پرنسس بری بات ہوتی ہے یہ 'علی آپ سے بڑا ہے آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہیے'.

'لیکن علی بھائی نے بھی تو ایک بار اکبر لالہ کے فیس پر ایسے ہے مار کر سے مونچھیں بنائیں تھیں نہ وہ بھی تو علی بھائی سے بڑے ہیں'.

10 سالہ پریشے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی. تو ذیشان بے بس سا ہوا. آخر اس لڑکی کو کوئی بات بھولتی کیوں نہیں.

'پرنسس میں کہہ رہا ہوں نہ کہ ایسا کچھ نہیں کرنا آپ نے. اور آپکو یاد ہے نہ پھر علی کو آغا جان کتنا ڈانٹا تھا. آپ کو بھی ڈانٹ کھانی ہے'؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان نے سنجیدگی سے سمجھانا چاہا تھا. ابھی پریشے کچھ بولتی کہ علی کی آواز آئی.

'جلدی فیصلہ کرو یار میری آنکھیں دکھ رہی ہیں اب زبردستی بند کر کرکے'.

'تم جاگ رہے تھے'؟

ذیشان حیرانی سے بولا اور پریشے حیران سے زیادہ پریشان ہو گی کیونکہ اب وہ اپنی سوچی گئی شرارت کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتی تھی.

'ہاں کیونکہ جب یہ چالاکو ماسی میرے ہی بیگ سے مار کر زچرا رہی تھی تب غلطی سے میں نے دیکھ لیا تھا'.

علی نے کہا اور دوسری طرف کروٹ بدل لی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'خررر خررر خررر....'

ذیشان نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ علی کے مصنوعی خراٹوں کی آواز پورے کمرے میں گونجنے لگی. اور ذیشان نے مسکراہٹ دبائے پریشے کو دیکھا جو اب منہ پھلائے واپس جا رہی تھی.

"ذیشان بچے..."

وہ ماضی کی یادوں میں گم تھا جب کسی نے اسکا کندھا ہلایا. اس نے مڑ کر دیکھا تو بی بی جان تھیں. وہ خالی نظروں سے بی بی جان کو دیکھنے لگا.

"بچے... کیا ہوا"؟

بی بی جان اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولیں. تو ذیشان انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا.

"بی بی جان جب اس نے جانا ہی تھا تو وعدہ کیوں کیا تھا. میں نے بھی اب علی کو کہہ دیا ہے کہ مجھے شان کہہ کر بلایا کرے. اب میں نے بھی اپنا وعدہ توڑ دیا. لیکن بی بی جان پہل اس نے کی تھی".

ذیشان بھیگی آواز میں کہہ رہا تھا. اور بی بی جان اس کے سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولیں.

"میرے بچے صبر کرو' اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے".

"اور کتنا صبر کروں بی بی جان '10 سال' کیا یہ کم ہیں 10 سال سے صبر ہی تو کر رہا ہوں".

وہ بی بی جان کی بات سن کے تڑپ اٹھا تھا. جو ابھی بھی اس کو صبر کرنے کا کہہ رہیں تھیں. اور سر اٹھا کر بولا تھا.

"بہت یاد آتی ہے وہ بی بی جان بہت. میں کیا کروں ایسا کہ مجھے سکون مل جائے. کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اس کو. اگر اس نے بچھڑنا ہی تھا تو قدرت نے اس کا نام میرے نام سے جوڑا ہی کیوں بی بی جان"؟

وہ پھر سے بی بی جان کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولنے لگا اور بی بی جان نے اس کو بولنے دیا. آخر دس سال کا غبار تھا اس کے دل میں جو آج وہ اپنے آنسوؤں اور شکوؤں سے باہر نکال رہا تھا. اور بی بی جان چاہتی تھیں کہ وہ سب کچھ کہہ کر اپنا دل ہلکا کر لے.

****

پری اور یمنہ بی. کام کے آخری سال میں تھیں اور یہ کالج پری کے بابا حسیب ملک کا ہی تھا. لیکن اسکے باوجود پری کو کوئی رعایت نہیں تھی.

"مس ماہ پارہ".

سر نے اس کو بلایا جو یمنہ کے کان میں گھسی سارہ آپا نامہ سنا رہی تھی. اور سر کے بلانے پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوئی تھی.

"مس ماہ پارہ".

سر نے پھر سے بلایا تھا لیکن پری صاحبہ ابھی تک آپا نامہ جاری رکھے ہوئے تھی. اور یمنہ بچاری اسکو کہنیاں مار مار کر تھک گئی تھی. جسکا پری پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا.

"مس ماہ پارہ".

اب کی بار سر نے کہتے ہوئے زور سے ڈیسک بجایا تھا. تو یکدم پری چپ ہوئی تھی.

"کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ ابھی میں نے کیا پڑھایا"؟

سر نے سنجیدگی سے پوچھا تھا. تو پری نے پوری کلاس کی طرف نظر گھمائی. سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی.

"کمال ہے سر نے سوال ہی پوچھا ہے اس میں دانت نکالنے کی کیا بات ہے اور دیکھ بھی مجھے ہی رہے ہیں جیسے میں ہی ماہ پارہ.....او تیری خیر...ماہ پارہ تو میں ہی ہوں...اسکا مطلب سر مجھ سے پوچھ رہے ہیں".

پری کے چہرے پر اب سچ میں ہوائیاں اڑ رہی تھیں. جس کو ابھی ابھی یاد آیا تھا کہ وہ ٹیچرز کے لیے پری نہیں ماہ پارہ ہے. اور اب سر کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی. اور سر کو الجھن ہونے لگی. اور وہ سوچنے لگے کہ عجیب لڑکی ہے. اور اتنے میں کلاس کا وقت ختم ہو گیا تو سر چلے گئے. اور پری سکون کا سانس لیتے ہوئے دھم سے واپس اپنی چیئر پر بیٹھی تھی.

"یار آج تو بچ گئی' اور تم مجھے بتا نہیں سکتیں تھیں".

اس نے یمنہ کو گھورتے ہوئے کہا.

"نہیں".

یمنہ نے مزے سے کہا اور کلاس سے باہر چل دی. کیونکہ اس کو پتا تھا کہ پری نے نہیں ماننا کہ وہ اسکو کہنیاں اس لیے مار رہی تھی.

"ہنہہ..."

پری تلملاتی ہوئی یمنہ کے پیچھے لپکی تھی.

****

"زین...زین....زرینہ بھی زین کدھر ہے؟ دو دن سے نظر نہیں آرہا".

علی گھر کے پیچھے بنے سرونٹ کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے زور زور سے زین کو آوازیں دے رہا تھا. لیکن جواب نہ ملنے پر زرینہ بی سے پوچھا جو زین کی دادی اور گھر کی پرانی ملازمہ تھیں لیکن ان کو حیدر منزل میں گھر کے ایک فرد کی حیثیت حاصل تھی. اور گھر کے ہر فیصلے میں ان کو شامل کیا جاتا تھا.

"بچے...زین نے تو کہا تھا کہ وہ تمہارے پاس جارہا ہے".

زرینہ بی حیرانی سے بولیں. جن کو زین علی کے پاس جانے کا بول کر کافی دیر پہلے ہی حویلی کی طرف چلا گیا تھا.

"اچھا زرینہ بی میں دیکھتا ہوں' کہاں چھپا بیٹھا ہے".

پہلہ جملہ زور سے اور آخری دل میں کہہ کر وہ بھی حویلی کی طرف بڑھا. اور ایک کمرے کے سامنے گزرتے ہوئے آوازیں سن کر وہ رکا اور دروازے کے ساتھ کان لگا لیے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"اور پتا ہے پھر کیا ہوا ایشا آپی... پھر علی بھائی کو آغا جان نے سزا سنائی کہ وہ پورا ہفتہ نسوار خان کے اناروں کے باغ کو پانی دیں گے".

وہ کہتے ہوئے زور سے ہنسا اور ایشا کے ہاتھ پر ہاتھ مارا ایشا بھی ہنسنے لگی. اور اسی وقت علی تلملاتے ہوئے کمرے میں بنا نوک کیے داخل ہوا تو ان دونوں کی ہنسی کو اچانک بریک لگی.

"بڑی ہنسی آرہی ہے".

وہ کہتے ہوئے کبھی زین اور کبھی ایشا کو دیکھتا

زین تو چپ ہو گیا تھا وقتی طور پر لیکن ایشا کی ہنسی نہیں رک رہی تھی. علی کے چہرے کو دیکھ کر. جو غصہ ضبط کرنے کے چکر میں ٹماٹر کی طرح لال ہو گیا تھا.

"اور تم سمندر خان.... میرے خلاف گواہی دی تھی نہ تم نے آغا جان کے حجرے میں 'میرا اتنا بڑا احسان بھول گئے تم 'اگر میں تمہارا نام زین نہ رکھتا تو تم آج سمندر خان ہوتے. جیسے تمہارے دادا دریا خان تھے".

اور وہ جو ہنسی کو بڑی حد تک کنٹرول کر چکی تھی اب کی بار اس کے منہ سے ہنسی کا پھنوارہ نکلا تھا. جب کہ زین اب احتیاطاً ایشا کے پیچھے چھپ گیا.

"ڈاکٹر ایشا مانا کہ ہنستے ہوئے آپ بہت پیاری لگتی ہیں. لیکن اس وقت ہنستے ہوئے زہر لگ رہی ہیں".

علی نے جل کر کہا تھا.

"ویسے پتا ہے میں نے کل خواب میں کیا دیکھا"؟

اب علی مزے سے بولا تو ایشا نے ہنستے ہوئے ابرو اچکائے 'جیسے پوچھ رہی ہو کیا دیکھا.

"میں نے دیکھا کہ میں نسوار خان کے باغ سے انار توڑتا ہوں اور میرے ساتھ زین ہوتا ہے اور کچھ انار زین جیب میں چھپا لیتا ہے. اور اپنی کسی چٹوری آپی کو جا کر وہ انار دیتا ہے. اور پھر دونوں مزے سے مجھے بے وقوف بنانے پر انار کھانے کے ساتھ ساتھ کھی کھی بھی کرتے جاتے ہیں. ویسے مزے کی بات یہ ہے کہ اس لڑکی کا چہرا بھی دیکھا میں نے خواب میں. بتاؤں کیا"؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا کی ہنسی بند ہوئی اور اب وہ بے یقینی سے علی کو دیکھ رہی تھی. جبکہ زین حیرت کی زیادتی

سے منہ کھولے کھڑا تھا. اور علی اپنا خواب سنا کر بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر مزے سے ایشا کو دیکھ رہا تھا.

"علی پلیز آغا جان کو مت بتانا وہ کیا کہیں گے کہ میں نے چوری کیے ہوئے انار کھائے.
وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گے".

ایشا پریشانی سے بولی.

"ٹھیک ہے ایک شرط ہے میری. وہ مانو گی تو نہیں بتاؤں گا".
علی نے ایشا سے کہا اور کن اکھیوں سے زین کو دیکھا جو دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ کر کمرے سے باہر نکلنے کے چکر میں تھا. علی نے جان بوجھ کر اس کو نظر انداز کیا. تاکہ وہ چلا جائے. اس سے بعد میں نپٹنے کا ارادہ تھا.

"کیا شرط"?
ایشا نے ڈرتے ہوئے پوچھا. کیونکہ علی ایشا کو اکثر کسی نہ کسی مسلئے میں پھنسا کر پھر اس کو بلیک میل کرتا تھا. اور اس کی شرطیں بھی بڑی خطرناک ہوتیں تھیں (ایشا کے لیے).

"وہ جو گول چشمے والی لڑکی تمہارے اسپتال میں نرس ہے. اس کا نمبر چاہیئے مجھے. اور اس کے موبائل میں میرے نام سے میرا نمبر بھی سیو کرنا ہے تم نے. اور اس بات کا پتا نہیں چلنا چاہیئے اس چشمش کو. بولو منظور"؟

علی نے سکون سے اپنی شرط سنائی اور پھر پوچھا.

ایشا چند لمحے اس کو دیکھتی رہی. اس کو پتا تھا کہ علی کا کوئی بھروسا نہیں وہ واقعی جا کر آغا جان کو بتا دیتا. ایسا پہلے بھی ہوا تھا. اس لیے اس نے شرط ماننے کی حامی بھر لی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے".

کہتے ہوئے ایشا دروازے کی طرف بڑھی اور دروازے پر جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بھی ادھر ہی دیکھ رہا تھا.

"ایشا نے غصے سے 'ہنہ' کہا اور دروازہ زور سے بند کیا. لیکن پیچھے سے اس کو علی کا قہقہ صاف سنائی دیا تھا.

"جل ککڑی نہ ہو تو. نہ خود بات کرتی ہے نہ کسی اور لڑکی سے کرنے دیتی ہے".

علی نے کہتے ہوئے کمرے میں اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو اسکو بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر کچے انار رکھے نظر آئے. اب وہ لالچی نظروں سے اناروں کو تک رہا تھا. اور یقیناً اب اناروں کی خیر نہیں تھی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا رپورٹ ہے"؟

اس نے سنجیدگی اور قدرے سرد انداز میں پوچھا تھا.

"راجو کو شک میں ڈالنے کے بعد میں گھر کی طرف جانے والی گلی میں مڑا اور وہیں چھپ کر دیکھنے لگا. تھوڑی دیر گزری تھی کہ راجو دکان سے اٹھا اور اسکا شٹر گرایا اور احتیاط سے ارد گرد دیکھ کر وہاں سے نکلا. میں بھی پیچھا کرنے لگا اس کا. لیکن ابھی وہ مین روڈ تک پہنچا ہی تھا کہ ایک گاڑی آئی. جس کا رنگ کالا تھا. اس سے دو بندے نکلے جو

شکل سے ہی غنڈے لگ رہے تھے انہوں نے راجو کے چہرے پہ کالے رنگ کا کپڑا ڈالا جس نے اس کے سر سے لے کر گردن تک اس کو ڈھانپ دیا تھا.

پھر وہ لوگ اس کو اندر بٹھا کر چلے گئے.

تو میں نے انکی گاڑی کا پیچھا کیا احتیاط سے. اور ایک گھنٹے بعد وہ ایسے بنگلے کے سامنے رکے جو کافی سنسان جگہ تھا. اور دور دور تک کوئی گھر نہیں تھا پھر وہ اسے گاڑی سے نکال کر ایسے ہی اندر لے گئے. پھر کمرے کے روشندان سے انکی باتیں سنیں اور اس کے باہر نکلنے سے پہلے ہی وہاں سے چلا آیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار اپنی رپورٹ دے کر چپ ہوا تو وہ نیلم کی طرف متوجہ ہوا جو ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چپ لے کر بیٹھی تھی اور سالار کو پوری توجہ سے سن رہی تھی. اب اس کو اپنی طرف دیکھتے پا کر اس کی طرف وہ چپ بڑھائی. جس میں راجو کا پچھلے ایک مہینے کا کال رکارڈ تھا.

"ہوں... تو اس کا مطلب ہے کہ راجو صرف مخبر ہے. اس کی جاسوسی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں. ہمیں عامر کو پکڑنا ہوگا. کیونکہ وہ بہت کچھ جانتا ہے.

یقیناً اس بار ہمیں بہت مشکل پیش آنے والی ہے. وہ لوگ بہت سوچ سمجھ کر قدم رکھ رہے ہیں. وہ اپنے عام سے ملازم کو بھی سامنے نہیں آنے دے رہے. چھوٹے موٹے کاموں کے لیے وہ کرائے کے غنڈوں کو ہائیر کر رہے ہیں. ہم نے پہلے بھی بڑے بڑے مشن مزمیں کامیابی حاصل کی ہے. لیکن ہر مشن میں مخالف ایسا تھا جو اپنے عام بندوں کی وجہ سے مار کھا جاتا تھا ہم سے. لیکن اس بار مخالف اپنے ہر بندے کو چھپا رہا ہے. تاکہ ہمیں کوئی سراغ نہ ملے. اور یاد رکھنا ایسے کیس میں سرغنہ وہ بھی ہو سکتا ہو جس کو ہم انکا بہت معمولی سا ملازم سمجھ رہے ہوں. اور ایسے سرغنے بظاہر اپنے ہی بندوں میں اس طرح کے روپ میں رہتے ہیں کہ انہیں خود بھی نہیں پتا ہوتا کہ ہمارے ساتھ بیٹھا شخص ہی ہمارا باس ہے.

اس لئے تم لوگوں کو اب پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کرنی ہے. اور اب آگے کیا کرنا ہے یہ تم لوگ جانتے ہو. ہم اپنے پلان بی پر عمل کریں گے.

اس نے تفصیل سے کہتے ہوئے بات ختم کی. اور اب لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا.

"غازی".

سالار نے ڈرتے ڈرتے پکارا. کیونکہ وہ ڈیوٹی ٹائم میں اسکو اسکے نام سے پکار رہا تھا. اور غازی سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ نیلم کے سامنے اس کی بے عزتی کر کے رکھ دیتا.

"بولو".

غازی نے جواب دیا تو سالار حیران ہوا کہ اتنی آسانی سے جانے دیا.

"کیا کچھ ہوا ہے مجھے لگ رہا ہے کہ تم ٹھیک نہیں ہو".

سالار نے محتاط انداز میں پوچھا. تو غازی نے لیپ ٹاپ رکھ دیا اور سیدھا ہو کر بیٹھا.

"ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے. بلکہ کافی عرصے بعد تھوڑا سکون محسوس کر رہا ہوں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی نے کہا اور پھر ساتھ ہی نیلم کی طرف دیکھا جو کچن میں چلی گئی تھی ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر.

"تم بتاؤ کہاں تک پہنچا تمہارا معاملہ."؟

غازی کے پوچھنے پر سالار نے برا سا منہ بنایا اور آہستہ آواز میں بولا.

"یار وہ تو مجھے ایسے نظر انداز کرتی ہے جیسے مجھے جانتی ہی نہ ہو. بات کرتے وقت اپنا لہجہ اتنا سپاٹ رکھتی ہے کہ میری ہمت ٹوٹنے لگتی ہے. اور تو اور مجھے دیکھتے ہی ایسے منہ بناتی ہے جیسے کونین چبالی ہو. پتا نہیں کیسے میرے ساتھ اتنے دن تک ایک ہی گھر میں رہی".

سالار نے رونا رویا تھا جیسے غازی کے سامنے. اور غازی اب مسکرا رہا تھا. وہ صرف مسکرانا جانتا تھا. ہنسنا تو اسکو آتا ہی نہیں تھا.. یا پھر بھول چکا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو اعتماد جیتو اسکا. ویسے حیرت ہے کئی بڑے بڑے مشنز میں تم نے اکیلے کامیابی حاصل کی ہے' اور اس بات پر کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایک لڑکی سے ڈر گے ہو' اس سے اپنے دل کی بات نہیں کر پا رہے ہو".

اب غازی نے پھر سے سنجیدگی کا خول چڑھا لیا تھا اور پھر سے لیپ ٹاپ اٹھاتے ہوئے بولا.

"مشی نزاور لڑکی میں فرق ہوتا ہے اور لڑکی بھی نیلم جیسی توبہ توبہ.."

****

"لڑکی اور مشنز میں فرق ہوتا ہے اور لڑکی بھی نیلم جیسی توبہ توبہ..."

سالار نے کہتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگانے کے ساتھ ساتھ گردن گھمائی تو کچن کے دروازے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی کے ساتھ کھڑی نیلم پر نظر پڑی جو اسی کو دیکھ رہی تھی. سالار نے بچاؤ کے لیے غازی کی طرف دیکھا تو وہ بے تاثر چہرہ لیے لیپ ٹاپ میں گم تھا. اور سالار نے خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے موبائل اٹھالیا. جبکہ نیلم ابھی تک اسکو دیکھ کم اور گھور زیادہ رہی تھی.

'اُففف میری توبہ 'جو آئیندہ کوئی ایسا خطرہ مول لیا میں نے".

سالار نے جھرجھری سی لی. اور کن اکھیوں سے نیلم کو دیکھا. جواب کچن میں واپس پلٹ گئی تھی.

****

"اور کتنی دیر لگے گی یار"؟

یمنہ بے زاری سے بولی. کیونکہ آج پری کا ڈرائیور ابھی تک نہیں آیا تھا لینے. تو پری نے یمنہ کو بھی اپنے ساتھ روک رکھا تھا. اور یمنہ کا ڈرائیور کب سے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے انتظار کر رہا تھا. یمنہ نے آفر کی تھی کہ وہ اپنی گاڑی میں اسکو ڈراپ کر دے گی. لیکن پری نہیں مانی تھی. اب یمنہ کو بھی اسکے ساتھ انتظار کرنا پڑ رہا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس دو منٹ".

پری لاپرواہی سے بولی. تو یمنہ نے گھور کر اسے دیکھا.

"ویسے میرے پاس ایک آئیڈیا ہے".

پری پرجوش سی بولی. تو یمنہ نے غصے سے اسکو دیکھا.

"پری تمہارے آئیڈیے ہمیشہ اوٹ پٹانگ ہوتے ہیں. دیکھو مجھ سے کوئی امید مت رکھنا کہ میں تمہارے آئیڈیے میں تمہارا ساتھ دوں گی".

یمنہ نے پری کی طرف انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے کہا.

"یمنہ تم نہ بے وفا دوست ہو' مجھے پتا چل گیا کہ تم میرا ساتھ اس مشکل وقت میں نہیں دو گی. بس تم چلی جاؤ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو. میں خود ہی کچھ نہ کچھ...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوبی بی یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھو. اور چپ کر کے کھڑی رہو. پہلے ہی مجھے غصہ آرہا ہے اور اوپر سے تمہارا ڈرامہ اُففف".

یمنہ نے اس کی اوور ایکٹنگ دیکھ کر باقائدہ ہاتھ جوڑے تھے. جس پر پری تھوڑی دیر چپ ہو گئی. لیکن پھر ایکدم یمنہ کی طرف گھومی. یقیناً اس کے دماغ میں کوئی نیا کیڑا بلبلایا تھا.

"یمنہ میری پیاری دوست 'دیکھو وہ سب تو میں مزاق میں کہہ رہی تھی. کیونکہ مجھے پتا تھا کہ تم بور ہو رہی ہو تو میں نے سوچا کہ تمہیں انٹرٹین کروں".

پری معصومیت سے کہتے ہوئے یمنہ سے تھوڑا دور ہوتے ہوئے بولی. کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں اب کی بار وہ ہاتھ میں پکڑی کتابیں اس کے سر میں نہ دے مارے. اور پھر یمنہ کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر پھر سے بولی.

"میں کہہ رہی تھی کہ کیوں نہ آج بس سے گھر چلیں. ایڈونچر بھی ہو جائے گا. پلیز اب انکار کرنے میں وقت ضائع مت کرنا. منا تو تمہیں میں نے ویسے ہی لینا ہے. تو خود ہی مان جاؤ".

"پری بی بی! فیصل صاحب ناراض ہوں گے آپ گاڑی میں بیٹھیے اور پھر کبھی اپنا یہ شوق پورا کر لیجیے گا."

ڈرائیور نے سمجھاتے ہوئے کہا. لیکن سامنے بھی پری تھی.

"تو ٹھیک ہے انکل آپ ادھر ہی رکیں. جب ہم گھر پہنچ جائیں گے تو آپ کو کال کر کے بتادیں گے. بائے بائے".

پری کہتے ہوئے یمنہ کے پاس گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے چلنے لگی.

"انکل آپ چلیں جائیں گھر پلیز اور بابا سے کہیے گا کہ ہم آجائیں گے وہ پریشان نہ ہوں".

یمنہ جو پری کے ساتھ چلتی کم گھسیٹتی زیادہ جارہی تھی بے بسی سے پیچھے مڑ کر کہا. اور ڈرائیور انکل کو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی تھی کہ یہ ہوا کیا ہے. پھر ان کو دیکھتے رہے جب وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئے.

"جلدی چلو یار کہیں بس نہ چلی جائے".

پری جلدی جلدی چلتے ہوئے بولی.

"اور کتنا جلدی چلوں پری. اور تمہارے اوٹ پٹانگ آئیڈیے کی وجہ سے مجھے بابا سے ڈانٹ کھانی پڑے گی آج".

یمنہ ابھی بھی غصے میں تھی.

"کچھ نہیں ہوتا' ابھی جلدی چلو پلیز".

لیکن جب وہ دونوں بس اسٹینڈ تک پہنچیں تو تب تک بس جا چکی تھی. پری کا جلدی مچانا بھی کسی کام نہیں آیا تھا. اب تو یمنہ رونے والی ہو گئی تھی. اب وہ دونوں وہیں کھڑیں کسی ٹیکسی کا انتظار کرنے لگیں.

ہر تھوڑی دیر بعد پری فٹ پاتھ سے تھوڑا آگے آ کر دیکھتی کہ کوئی ٹیکسی آ رہی ہے تو اس کو روکے اور اس چکر میں میں وہ اب کی بار تھوڑا زیادہ آگے آ گئی تھی. اور ایک گاڑی سے ٹکرا گئی لیکن اس گاڑی میں بیٹھے افراد نے اس کو دیکھ لیا تھا جس کی وجہ سے گاڑی ڈرائیو کرنے والے نے بروقت بریک لگا لیا تھا. لیکن ڈرائیونگ سائیڈ سے لڑکے اور فرنٹ سائیڈ سے لڑکی کے باہر نکلنے تک پری ان کی گاڑی کے سامنے بے ہوش پڑی

تھی. اور اس وقت تک یمنہ بھی پہنچ گئ تھی اور وہ بار بار بے ہوش پری کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے مسلسل رو رہی تھی.

"اوہ گاڈ... یہ تو بے ہوش گئ. لڑکے نے کہا تو لڑکی نے اسکو ایک گھوری سے نوازا پھر آگے بڑھ کر پری کے قریب بیٹھی اور بولی.

"سنو لڑکی مجھے پتا ہے کہ تم ڈرامہ کر رہی ہو".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novel | Afsana | Article | Books | Poetry | Interviews

"آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں. ایک تو آپ لوگوں نے میری دوست کا ایکسیڈنٹ کر دیا اور اوپر سے اس کے بے ہوش ہونے کو ڈرامہ کہہ رہی ہیں".

یمنہ نے لڑکی کی بات سنتے ہی جھٹکے سے سر اٹھایا اور غصے سے بولی. اور لڑکے نے بے اختیار یمنہ کو دیکھا تھا.

"دیکھیں مس یا تو آپ بہت بھولی ہیں جو یہ تک نہیں دیکھ پا رہیں کہ آپکی دوست کی آنکھوں میں لرزش ہے (اور اس بات پر پری نے کافی کوشش کی کہ آنکھوں کو ساکت رکھ سکے لیکن پھر بھی آنکھوں کی لرزش ہنوز موجود تھی) یا پھر آپ بھی اس ڈرامے میں شریک ہیں".

لڑکی نے قطعیت سے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی. ساتھ ہی یمنہ بھی کھڑی ہوئی اور اب باقائدہ اس لڑکی سے لڑنے کا ارادہ کیا. لیکن پھر ایک جھٹکے سے نیچے دیکھا. کیونکہ اس نے پری کی آواز سن لی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے یار اب آپس میں ہی لڑتے رہو گے یا مجھے بھی اٹھاؤ گے".

پری نے ایک آنکھ کھول کے کہا پھر پٹ سے آنکھ بند کی.

اور لڑکی نے یمنہ کی طرف دیکھا. جیسے کہہ رہی ہو کہ اب بولو. اور یمنہ نے پری کو دانت پیستے ہوئے ایک ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا لیکن پری نے اٹھنے کی بجائے دوسرا ہاتھ لڑکی کی طرف بڑھایا. لڑکی نے حیران ہوتے ہوئے اس چھوٹی لڑکی کو دیکھا. پھر اس کا ہاتھ تھاما. جبکہ لڑکا اب ہنسی روکنے کے لیے دوسری طرف منہ کر چکا تھا.

"اب کیونکہ میں ہوش میں آچکی ہوں اور مجھے زیادہ چوٹ بھی نہیں آئی تو اب آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے. بس آپ پہلے یمنہ کو اور پھر مجھے گھر چھوڑ دیں تو میں آپکو معاف کر دوں گی".

پری نے لڑکے اور لڑکی کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا تو وہ دونوں حیرانی سے اسکو دیکھنے لگے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"پاگل ہو گئی ہو پری... آپ جائیں ہم چلے جائیں گے".

یمنہ نے پہلے پری اور پھر ان دونوں کو کہا تو لڑکا بولا.

"آپکی دوست ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ دونوں چل کر بیٹھیں گاڑی میں ہم آپکو ڈراپ کر دیتے ہیں".

لڑکے نے کہا تو لڑکی نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا.

اور اس سے پہلے کہ یمنہ ایک بار پھر منع کرتی پری نے بھاگ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور پہلے یمنہ کو اندر دھکیلا ساتھ اپنا بیگ گاڑی میں پھینکا اور خود بھی بیٹھ گئ.

"جلدی آئیں پہلے ہی آپ دونوں کی وجہ سے ہم لیٹ ہو گئیں ہیں".

پری نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر ان کو کہا جو ابھی تک گاڑی سے باہر کھڑے پری کی پھرتی کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے. پھر لڑکا ڈرائیونگ سیٹ اور لڑکی فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"اب چونکہ ہم آپ کی مہمان ہیں تو آپ کو اخلاقاً اور اصولاً ہم سے چائے یا کافی کا پوچھنا چاہئیے.
لیکن اس کے لیے ہمیں کیفے جانا پڑے گا تو کیوں نہ آسان راستہ چنا جائے".

پری نے بولنا شروع کیا تو یمنہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی. اور وہ لڑکا اب اس وقت کو کوسنا شروع ہو گیا جب وہ لڑکی کے کہنے پر اس روڈ پر گاڑی لے آیا تھا. جب کہ لڑکی سنجیدہ سی بیٹھی تھی. اور پری ابھی بھی چپ نہیں ہوئی تھی.

"تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ آئیسکریم کا کہہ دوں میں جانتی ہوں اب آپ لنچ کا کہیں گے (اور وہ لڑکا جو کہنا چاہتا تھا کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے) لیکن نہیں بس آئیسکریم کافی ہے... بس بس یہیں روک دیں گاڑی ایکچوئلی یہ میرا فیورٹ آئیسکریم پارلر ہے".

پری اپنی ہی دھن میں کہے جا رہی تھی. جبکہ لڑکا گاڑی آئیسکریم پارلر کے سامنے روک کر باہر نکلا اور دروازہ اتنے زور سے بند کیا کہ پری ایکدم چپ ہوئی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واؤ کتنا اچھے اخلاق والا ہے یہ بندہ اس کو کتنا خیال ہے اس بات کا کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے جبھی تو جلدی میں گیا ہے. تھوڑا سا اخلاق آپ بھی سیکھ لیں ان سے".

پری نے لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو لڑکی جواب بھی چپ تھی اسکا رخ سامنے تھا وہ اچانک پیچھے گھومی تھی.

"اس سے پہلے کہ تمہیں اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دوں خاموش ہو کر بیٹھو".

وہ جو پہلے ہی تپی بیٹھی تھی برہمی سے بولی. لیکن مقابل بھی پری تھی. فوراً چمک کر بولی.

"آپ نہ چپ بیٹھی رہیں ایک تو میرا ایکسیڈنٹ کر دیا اوپر سے میں نے کچھ کہا بھی نہیں اور اب ایک آئیسکریم کیا کہہ دی آپ کے بھائی کو آپ سے تو برداشت ہی نہیں ہو رہا".

اور گاڑی کا دروازہ کھول کر آئیسکریم دیتے ہوئے لڑکا بے ہوش ہوتے ہوتے بچا تھا.(پری کی باتوں پر نہیں اس کو لڑکی کا بھائی کہنے پر)اور پری اس سب سے بے نیاز آئیسکریم کھانے میں لگی رہی.

"چلو اب ہمیں گھر چھوڑ دو".

پری نے ایک اور حکم صادر کیا اور یمنہ کے ہاتھ سے آئیسکریم لے لی جو کشمکش میں بیٹھی تھی کہ کھائے یا نہیں.

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں نے تم سے آئیسکریم اس لیے لی کہ کہیں تمہارا گلا نہ خراب ہو جائے".

پری یمنہ کے دیکھنے پر جلدی سے بولی. اس دوران وہ دونوں بلکہ یمنہ سمیت تینوں پری کو برداشت کرنے پر مجبور تھے. اس سے پہلے کہ پری پھر کچھ بولتی لڑکے کا موبائل بجا.

"جی بھائی.....جی بس ہم پہنچ ہی رہے ہیں... نہیں بھائی راستے میں ایک بلا میرا مطلب ہے ایک لڑکی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا ہماری گاڑی سے...جی جی بس ہم تھوڑی دیر میں پہنچ ہی رہے..."

NEW ERA MAGAZINE .com

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ ٹوں کی آواز آئی یقیناً دوسری طرف غصے سے کال کاٹ دی گئی تھی.

لڑکے نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پری ایک کاغذ پر کچھ لکھ رہی تھی. اس نے سکون کا سانس لیا اور ڈرائیونگ کرنے لگا.

****

"رانی...رانی رانی...کدھر ہو بھئی رانی..."۔

"یہ کیا طریقہ ہے علی بھابھی کہا کرو اکبر خان تمہارے بڑے بھائیوں کی طرح ہے اور اس کی بیوی بھی تمہارے لیے قابل احترام ہے"۔

علی کے صرف رانی پکارنے پر بی بی جان نے گرج کر کہا تھا. اور علی نے سر جھکایا اور 'آئیندہ بھابھی کہوں گا' کہہ کر کچن کی طرف بڑھا. وہ جتنا شرارتی سہی لیکن کبھی بی بی جان یا آغا جان کے سامنے سر نہیں اٹھایا تھا. ویسے تو وہ گھر میں موجود ملازموں سمیت سب بڑوں کی عزت کرتا تھا لیکن اس کی شرارتی رگ پھڑکتی رہتی تھی. لیکن گھر کے بڑوں کے سامنے وہ ہمیشہ تمیز کے دائرے میں رہتا تھا. لیکن اس کی شرارتوں اور ہر وقت دوستوں کے ساتھ آوارہ گردیاں کرنے اور آفس میں دلچسپی نہ لینے کی وجہ سے حسن حیدر بہت پریشان رہتے تھے. جبکہ زیشان اور احسن حیدر انہیں تسلیاں دیتے کہ آہستہ آہستہ خود ہی سمجھ جائے گا. احسن حیدر کو تو واقعی یہی لگتا تھا لیکن ذیشان علی کی حقیقت جانتا تھا اور اس کو پتا تھا کہ علی ہمیشہ ایسا ہی رہے گا. لیکن وہ یہ بات کسی کو نہیں

بتا سکتا تھا. وہ دونوں ہی ایک دوسرے کا راز رکھے ہوئے تھے. لیکن دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے کہ کوئی اور بھی اس راز میں شریک ہے.

"رانی بھابھی"

جب وہ کچن میں آیا تو وہاں رانی نہیں تھی.

"کسی کو میرا خیال نہیں ہے. چل بھئی حیدر خود ہی کچھ کر (وہ اور ذیشان بہت فخر سے اکثر خود کو صرف حیدر کہتے اور ان کے دوست احباب میں بھی اکثر لوگ حیدر کہہ کر پکارتے تھے. ان دونوں کو ہی اپنے نام کے ساتھ حیدر بہت اچھا لگتا تھا)".

وہ اب فریزر کی طرف بڑھا تو وہاں تالا لگا تھا. اب اسے غصہ آیا. پھر اس نے کچن میں ہر طرف نگاہ دوڑائی لیکن کہیں کچھ کھانے کی چیز نظر نہیں آئی. اب اسکو شدید غصہ آیا. ابھی وہ کچن کے دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ سامنے دیکھتے ہوئے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا.

"تو برخوردار بڑے دنوں بعد شکل دکھائی ہے آپ نے. آپکو ہمارا خیال نہیں آتا"؟

اور علی کے اوسان خطا ہوئے تھے آغا جان اور اتنے پیار سے علی سے مخاطب ہوئے تھے. اسکو ہضم نہیں ہو رہا تھا. اس کو یقین تھا کہ کچھ گڑ بڑ ہے.

"دراصل آغا جان وہ میں کسی ضروری کام سے گیا تھا تو اس لیے دوپہر کے کھانے پر موجود نہیں تھا".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے جلدی سے صفائی پیش کی.

"ہاں بچے میں جانتا ہوں... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم تھک گئے ہو گے بہت ہی ضروری کام کر کر کے. لیکن کیا تم اپنے آغا جان کا کام نہیں کرو گے"؟

آغا جان نے پیار سے کہا. تو علی کو کہیں دور خطرے کی گھنٹی سنائی دی تھی. لیکن بظاہر وہ زبردستی مسکرایا اور بولا.

"آغا جان حکم کریں".

"بچے دراصل کل سے مالی دوسرے گاؤں گیا ہوا ہے. اور تم جانتے ہو کہ مجھے ان درختوں اور پودوں سے کتنا پیار ہے تو میں نے سوچا اپنے سب سے محنتی بچے سے یہ کام کہتا ہوں... مجھے یقین ہے کہ تم کر لو گے..."

آغا جان نے علی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور جانے کے لیے واپس مڑے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آغا جان میں اکیلے کیسے... میرا مطلب ہے کہ اتنا بڑا لان ہے اور اوپر سے میں ہوں بھی بھوکا... آپ اکبر لالہ کو بھی میرے ساتھ..."

علی ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ آغا جان نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو روکا.

"علی حیدر خان میں اکبر سے وہ کام کیوں کرواؤں جس کی وہ تنخواہ ہی نہیں لیتا. اور صرف لان ہی تو صاف کرنا ہے اور ساتھ سب درختوں اور پودوں کو پانی دینا ہے اور ہر

پودے سے سوکھے پتے نکالنے ہیں. یہ کوئی زیادہ بڑا کام تو نہیں ہے. اور جہاں تک رہی بھوک کی بات تو ہمارے گھر میں برسوں سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ کھانا کھائیں گے تو سب ساتھ میں نہیں تو جو کھانے کی ٹیبل ہر سب کے ستھ کھانا کھانے نہیں آئے گا اس کو پھر اگلے کھانے تک بھوک برداشت کرنی ہو گی. ساتھ کھانا کھانے سے گھر میں اور رزق میں برکت ہوتی ہے".

آغا جان نے ایک طویل لیکچر دیا اور پر وقار چال چلتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے. اور علی نے ایک اداس نظر کچن پر ڈالی اور لان کی جانب بڑھ گیا.

(اس لان کی صفائی جس دن بھی کرنی ہوتی تو مالی اس دن اپنے ساتھ اپنے تین بیٹوں کو بھی لے کر آتا کیونکہ حیدر منزل کے لان نے آدھی حویلی کو گھیرا ہوا تھا. اور حویلی وسیع و عریض رقبے پر پھیلی ہوئے تھی.

****

"تو یہ بات ہے".

اسلم جس کا حلیہ عامر کے مقابلے میں کچھ بہتر تھا پر سکون لہجے میں بولا.

"ہاں باس...اب کیا کرنا ہے کیا آج ہی ٹرک بھیج دیں"?

عامر نے قدرے بے چینی سے کہا تو اسلم نے قہقہ لگایا.

"اوبیوقوف تمہیں کیا لگتا ہے میں ڈر گیا ہوں اور اس ڈر میں گھاٹے کا سودا کر دوں. یہ مال میں نے بڑی مشکلوں سے جمع کیا ہے اتنے سستے داموں تو نہیں بیچوں گا نا".

اسلم نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا.

"لیکن باس وہ لوگ بہت خطرناک ہیں یہ نہ ہو کہ ہم اس سستے دام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں".

عامر اسلم کے فیصلے سے متفق نہیں تھا. لیکن اسلم کے اطمینان میں کوئ فرق نہیں آیا.

"بڑے دنوں بعد آئے ہو عامر کچھ دن رہو اور عیش کرو".

"تو آپ چاہتے ہیں کہ میں انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں؟"

عامر نے سمجھنے والے انداز میں کہا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"ہاں میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہیں ڈھونڈنے کے لیے ٹکریں مار کر زخمی ہو جائیں تب ان کو گرانا آسان ہو گا. ابھی ان کے حوصلے بلند ہو گے. اور ہم ان کے حوصلوں کو توڑ نہیں پائیں گے".

اسلم نے کہا اور دو پیگ بنائے. ایک عامر کو دیکر دوسرا خود اٹھایا. اور پھر دونوں ہی بھول چکے تھے کہ تھوڑی دیر پہلے وہ بہت اہم مسلے پر بات کر رہے تھے.

****

"بھائی جان میں تنگ آ گیا ہوں اس لڑکے کی حرکتوں کی وجہ سے. نہ بزنس میں کوئی انٹرسٹ ہے نا جاب میں 'بس سارا دن اس سے آوارہ گریاں کروالو. یا پھر شرارتیں کروالو. آخر کب بڑا ہو گا یہ"؟

آفس میں اس وقت لنچ ٹائم تھا اور حسن حیدر علی کی شرارتوں اور حرکتوں سے تنگ آ کر احسن حیدر سے اس کی شکایت کر رہے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حسن تم فکر مت کرو ہو جائے گا ذمہ دار جب سر پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھے گا".

احسن حیدر اپنے چھوٹے بھائی کو سمجھاتے ہوئے بولے.

"آخر کب بھای جان اب ذیشان کو ہی دیکھ لیں علی سے صرف ایک سال ہی بڑا ہے لیکن ماشاءاللہ کتنا زمہ دار ہے وہ. اور کراچی میں اگر ہمارا بزنس اتنا کامیاب جا رہا ہے تو اسکی محنت اور لگن کی وجہ سے اور ایک علی ہے جس کو کوئی فکر ہی نہیں ہے".

حسن حیدر نے دکھ سے کہا تو احسن حیدر شرارت سے مسکرائے.

"تو تم وہی کرو جو آغا جان نے تمہارے ساتھ کیا تھا".

"ہاہاہاہا مجھے تو بھابھی جان کی بدولت ایک نیک اور فرمابردار لڑکی مل گئی تھی. لیکن آپ کے بھتیجے صاحب کو کون دے گا لڑکی".

حسن حیدر نے ہنستے ہوئے کہا تو احسن حیدر بھی مسکرانے لگے. لیکن دل ہی دل میں وہ ثوبیہ بیگم کا زکر سن کر اداس بھی ہو گئے. آج ان کو اس دنیا سے گزرے 11 سال کا عرصہ گزر چکا تھا.

"بھائی جان کیا سوچنے لگے"؟

حسن حیدر نے پوچھا تو احسن حیدر دھیرے سے مسکرا دیے. اور حسن حیدر کو دیکھتے ہوئے بولے.

"ہمارا علی شرارتی ضرور ہے لیکن وہ بہت حساس بھی ہے. دیکھنا تم بہت جلد وہ آفس آنے لگ جائے گا. اور جہاں تک بات ہے لڑکی کی تو میری اور ثوبیہ کی شروع سے خواہش تھی کہ ایشا ہم سے دور نہ جائے... پتا نہیں بیٹیوں کو کیوں دوسرے گھر جانا پڑتا ہے. میں جب سوچتا ہوں کہ ایشا بھی ایک دن دوسرے گھر چلی جائے گی تو میرا دم گھٹنا شروع ہو جاتا ہے. حسن میری بیٹی کو اپنی بیٹی بنالو. ورنہ میں اسکی دوری نہیں سہہ پاؤں گا".

احسن حیدر کی آواز بھرا گئی تھی. تو حسن حیدر نے اٹھ کر ان کو گلے سے لگا لیا.

"بھائی جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر. آغا جان اور بی بی جان کی بھی یہی خواہش ہے لیکن میں نے ان سے درخواست کی تھی ابھی وہ آپ سے بات نہ کریں کیونکہ میں خود غرض نہیں بننا چاہتا تھا. علی کی حرکتیں آپ کے سامنے ہیں نہ اس کے پاس اچھی

ڈگری ہے نہ جاب. اور خیر سے ہماری ایشا بیٹی ڈاکٹر بن چکی ہے. مجھے لگا کہ یہ ایشا کے ساتھ زیادتی ہو گی. لیکن میں بھی دل سے یہی چاہتا تھا ایک بیٹی کھو چکا ہوں اب دوسری نہیں کھونا چاہتا. ہم آج ہی آغا جان سے بات کریں گے".

حسن حیدر نے احسن حیدر کو یقین دہانی کروائی تو وہ بھی ہلکے پھلکے ہو گئے.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہاں رہ گئے تھے"؟

جیسے ہی انہوں نے اندر قدم رکھا تو اس کی سرد آواز آئی جس سے دونوں ہی کانپ گئے.

"سر راستے میں ایک لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا ہماری گاڑی سے پھر انکو گھر ڈراپ کرنا پڑا.

سالار نے ہمت کرتے ہوئے جواب دیا.

"انکو؟؟ایک لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا یا ایک سے زیادہ کا؟"
غازی نے سالار کو گھورتے ہوئے پوچھا.

"ایک لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک اور لڑکی بھی تھی".

سالار نے گڑبڑاتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے پوری رپورٹ دیا کرو دونوں. تم جانتے ہو کہ یہ وقت کتنا حساس ہے. ہمارے وطن کی کئی بیٹیوں کی عزت اور زندگیاں داؤپر لگی ہیں. اور ان دونوں لڑکیوں کا تمہارے راستے میں آنا اور پھر ایک لڑکی کا بے ہوش ہونے کا ڈرامہ کرنا یہ سب دشمنوں کی سازش بھی ہو سکتی تھی. تم دونوں بچے نہیں ہو جوان چھوٹی لڑکیوں کی باتوں میں آ گئے".

اور سالار نے بے اختیار نیلم کی طرف دیکھا. وہ خود بھی شاکڈ تھی.

"تو کیا وہ واقعی کوئی...."

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں صرف خبر دار کر رہا ہوں تم دونوں کو. ان دونوں لڑکیوں کے بارے میں تحقیقات کروائی ہے میں نے وہ دونوں ہی بے ضرر ہیں".

غازی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے بھی سکون کا سانس لیا. اور غازی نے رخ موڑ لیا. جس کا مطلب تھا کہ تم جا سکتے ہو. وہ دونوں بھی کمرے سے باہر نکلے.

"ویسے وہ لڑکی کتنی ایکٹینگ کر رہی تھی. اور بولتی کتنا تھی توبہ لڑکی تھی یا بلا".

سالار نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے جھرجھری لی. تو نیلم کو بھی وہ پٹاخہ لڑکی یاد آئی.

"ہاں واقعی ایسا لگتا تھا جیسے مشین فٹ ہو اس کے منہ میں. اپنی سانس کو بھی اپنی بات کے درمیان دخل اندازی نہیں کرنے دیتی تھی. اور وہ دوسری لڑکی یمنہ وہ بلکل اس کے متضاد تھی. پتا نہیں وہ معصوم لڑکی اس پری پٹاخہ کو کیسے برداشت کرتی ہو گی".

نیلم نے بھی اپنی بھڑاس نکالی پری پر. کیونکہ اسکو پری کا انداز اپنے ساتھ بھولا نہیں تھا. اور سالار کو بے اختیار وہ روتی ہوئی لڑکی یاد آئی جس کو وہ تقریباً پری کی باتیں یاد کرتے ہوئے بھول چکا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دونوں تیار ہو جاؤ میں نے اپنی ٹیم کے ایک اور ممبر کو بھی بلا لیا ہے مشن کو آج رات تک پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے".

وہ دونوں باتوں میں مگن تھے جب پیچھے سے غازی کی سرد آواز آئی. تو وہ دونوں حیران ہوئے. کیونکہ جس علاقے کی مخبری کی گئی تھی وہاں کل رات کے وقت انہوں نے حملہ کرنا تھا. لیکن اب اچانک غازی نے کہا تھا کہ حملہ آج رات ہی کرنا ہو گا. اور رات

ہونے میں چند گھنٹے ہی باقی تھے. اور اب یہ نیا ٹیم ممبر کون تھا. یہ بات سالار کو زیادہ چبھ رہی تھی. اور وہ دعا کر رہا تھا کہ وہ نہ ہو جس سے وہ سب سے زیادہ خار کھاتا تھا.

اور دوسری طرف غازی اپنا حکم نامہ جاری کر کے واپس اپنے کمرے میں آیا اور ارد گرد نظر گھما کر پانی ڈھونڈا. پانی کا جگ ایک چھوٹی اور کمرے کے ایک کونے میں رکھی میز پر نظر آیا ساتھ گلاس بھی رکھا تھا. وہ جلدی سے میز کی جانب بڑھا اور گلاس میں پانی ڈالا اور غٹا غٹ پی گیا. اور پھر گلاس خالی کر کے میز پر رکھا اور ساتھ رکھی ایک چھوٹی سی چارپائی پر بیٹھ کر گہرے سانس لینے لگا.

اس کو رہ رہ کر نیلم اور سالار کی باتیں یاد آ رہی تھیں. جس میں وہ مسلسل بولنے اور بے ہوش ہونے کا ڈرامہ کرنے پھر سارا الزام ان پر ڈال کر آئیسکریم لے کر دینے کا حکم دیتی کسی لڑکی کی بات کر رہے تھے. اور اس کے ذہن کے دریچے میں کچھ یادیں ابھری تھیں جنکو اس نے تھوڑی ہی دیر بعد کھرچ کر پھینک دیا. (ضروری تو نہیں کہ وہ وہی ہو جو سالار اور نیلم کی گاڑی سے ٹکرائی. ضروری تو نہیں کہ وہ عادتیں کسی اور لڑکی میں نہ ہوں. اور ویسے بھی مجھے اپنے مشن پر فوکس کرنا ہے).

****

"علی...."

فوزیہ بیگم نے دروازے سے ہلکا سا جھانکتے ہوئے پکارا تو علی ان کو دیکھ کر اٹھ بیٹھا. اور پھر خفگی سے منہ نیچے کر لیا تو فوزیہ بیگم کے دل کو دھکا سا لگا.

"علی بات نہیں کرو گے مجھ سے".

فوزیہ بیگم علی کے ساتھ اس کے بیڈ پر آ کر بیٹھیں تو علی نے ایک نظر ان کو دیکھا. اور فوزیہ بیگم نے ازیت سے آنکھیں بند کیں. دکھ, تکلیف, شکوہ, ناراضگی کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں. فوزیہ بیگم نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر بوسہ دیا اور علی کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولیں.

"میں جانتی ہوں علی کہ تم مجھ سے ناراض ہو' تمہیں مجھ سے بہت سی شکایتیں ہیں' میں پریشے کے غم میں تمہیں بلکل بھول ہی گئی' کبھی تمہارا پہلے جتنا خیال نہیں رکھا' کبھی تم سے تمہارا دکھ نہیں بانٹا' ہمیشہ تم ہی مجھے سنبھالتے رہے' پھر بھی مجھے احساس

نہیں ہوا کہ میں تمہارے ساتھ غلط کر رہی ہوں. اور پھر آہستہ آہستہ تم اپنی ماں سے دور ہوتے چلے گئے. لیکن اس میں بھی سارا قصور میرا تھا. ہم اکثر کسی ایک اولاد کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں یہ سوچے بغیر کہ ہماری دوسری اولاد بھی ہماری توجہ کی منتظر ہے کہیں وہ ہماری لاپرواہی کی وجہ سے کسی غلط راستے پر نہ چل پڑے.

بیٹا مجھے معاف کر دو ماں کے ہوتے ہوئے بھی تم ماں کے پیار سے محروم رہے اگر بی بی جان نہ ہوتیں تو شاید پریشے کی طرح تمہیں بھی میں کھو دیتی".

فوزیہ بیگم نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑنے چاہے تو علی نے تڑپ کر انکے ہاتھوں کو تھاما اور ان پر عقیدت سے بوسہ دیا. اور وہ بھی نم آنکھوں سے ان کے گلے لگ گیا.

"مما یہ بات سچ ہے کہ ہمیشہ آپ کی توجہ اور آپ کے پیار کا منتظر رہا لیکن میں کبھی ناراض نہیں تھا آپ سے مما".

علی نے فوزیہ بیگم کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا.

تو فوزیہ بیگم نے اس کے ہاتھوں پر پیار کیا اور اس کو ایک بار پھر سے گلے سے لگا لیا. اور کمرے کی کھڑکی کے پار کھڑے حسن حیدر دونوں کو دیکھتے ہوئے آسودگی سے مسکرا دیے.

****

"باس باس".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہو گیا عامر کیوں چلاّ رہے ہو".

اسلم نے ناگواری سے عامر کو جھڑکا اور پھر سے موبائل میں مصروف ہو گیا. لیکن پھر عامر کے پیچھے آتے ایک ادھیڑ عمر آدمی پر نظر پڑی تو وہ جلدی سے کھڑا ہوا.

"کیسے آنا ہوا زبیر سب ٹھیک ہے نہ"؟

"کچھ ٹھیک نہیں ہے اسلم خفیہ ایجنسی والوں کو شک ہو گیا ہے سر نے تمہارے لیے حکم دیا ہے مال ابھی کہ ابھی یہاں سے غائب کرواؤ. تمہارے اس اڈے پر شاید آج ہی وہ لوگ چھاپہ ماریں جلدی کرو تمہارے پاس وقت نہیں ہے".

زبیر کہتے ساتھ ہی واپس مڑا.

"اوٹھیک ہے ٹھیک ہے دیکھتے ہیں کیا بگاڑ سکتے ہیں یہ خفیہ ایجنسی والے ہمارا. آج تک اسلم کو بھلا کوئی پکڑ پایا ہے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسلم نے جیسے ناک سے مکھی اُڑائی تو زبیر واپس مڑا اور غصے سے بولا.

"اسلم تمہیں جتنا کہا جا رہا ہے اتنا کرو تم نہیں جانتے اس بار ہمارا ٹاکرا کس کے ساتھ ہو گیا ہے. وہ لوگ تمہاری لاش کے اتنے ٹکڑے کریں گے کہ وہ ذرات بن کر ہوا میں اڑ جائیں. اس لیے بھڑکیں مارنے کی بجائے اس مال کو یہاں سے غائب کرواؤ فوراً".

"او جا کر سر سے کہہ دو اسلم نے بڑے بڑوں کو مات دی ہے. اور جہاں تک رہی مال کی بات تو وہ مال تو میں پہلے ہی غائب کروا چکا ہوں. تمہیں کیا لگتا ہے میں وہ مال اپنے اس اڈے پر رکھوں گا. اس جگہ کا تو میرے دائیں ہاتھ عامر کو نہیں پتا تو یہ خفیہ ایجنسی والے کیا چیز ہیں".

اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا تو زبیر جانے کے لیے مڑا.

"باس آپ نے وہ مال کہاں چھپایا ہوا ہے. 100 لڑکیاں کم نہیں ہیں. اور اس اڈے سے زیادہ محفوظ جگہ اور کون سی ہے"؟

عامر نے حیرت سے پوچھا تو اسلم نے قہقہ لگایا.

"اگر بتانا ہوتا تو چھپاتا ہی کیوں".

اور عامر کا منہ بن گیا تھا. کہ آخر کون ہے وہ جس پر باس کو مجھ سے بھی زیادہ بھروسا ہے.

****

آج پری پھر اس لاکٹ کو آنکھوں میں الجھن لیے دیکھ رہی تھی. جس کو بچپن سے اسی الجھن سے دیکھتی آئی تھی. لیکن آج تک اس لاکٹ کا راز جان نہیں پائی تھی. وہ لاکٹ ایک دل کے شیپ میں تھا وہ کھلتا تھا. اور اسکو کھولنے پر اس کے دو حصے ہو جاتے تھے ایک حصے پر شان اور دوسرے حصے پر پرنسس لکھا تھا. آخر اس کے پاس یہ لاکٹ کیسے آیا. لیکن اس میں شان کا نام کیوں لکھا ہے. آخر میرا اس لاکٹ کے ساتھ کیا تعلق ہے. اس کو آج بھی یاد ہے جب وہ گیارہ سال کی تھی اور وہ بہت بیمار ہو گئی تھی. لیکن جب اسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر واپس آئی تو اسکے گلے میں یہ لاکٹ تھا. تب اس نے اس لاکٹ کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا تھا. اور پھر ایک دن اس نے اس لاکٹ کو اپنی الماری میں رکھ دیا اور کچھ عرصے کے لیے اسکو بھول گئی تھی. لیکن پھر ایک بار جب ملازمہ صفائی کر رہی تھی تو اس نے پری سے پوچھا تھا کہ اگر یہ لاکٹ آپ نہیں

پہنتیں تو میں اپنی بیٹی کے لیے لے جاؤں لیکن پری نے منع کر دیا تھا پھر ملازمہ شرمندہ سی ہوئی تو پری نے اپنا دوسرا لاکٹ لا کر ملازمہ کو دیا تو وہ خوش ہو گئی تھی.. اور پری پھر سے اس لاکٹ کے بارے میں سوچنا شروع ہو گئی تھی. اور پھر ہر بار ایسا ہی ہوتا جب بھی وہ الماری کی صفائی کرواتی تو اس لاکٹ کو دیکھ کر پریشان ہوتی اور کچھ دن اسی الجھن میں گزار کر پھر سے بھول بھال جاتی. پھر ایک بار اس نے مام سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور وہ حیران تھی کہ یہ آخر کس کا ہے اور میرے پاس کیوں ہے.

اور آج وہ ایک بار پھر سے اسی الجھن سے اس لاکٹ کو دیکھ رہی تھی. آخر مجھے یاد کیوں نہیں آتا کچھ. مام ڈیڈ کہتے ہیں کہ میرا ایکسڈینٹ ہوا تھا جب میں دس سال کی تھی اور میری یادداشت چلی گئی تھی. تو پھر اس سے پہلے یہ کسی نے دیا ہو گا. لیکن یہ شان کون ہے. افففف...

پری کے سر میں درد ہونا شروع ہو چکا تھا. وہ جب اس لاکٹ کے بارے میں سوچتی تو اس کا سر درد سے پھٹنے کے قریب ہو جاتا تھا. اور وہ اس لاکٹ کو رکھ دیتی تھی. لیکن آج وہ اس پزل کو حل کرنا چاہتی تھی. اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس بارے یمنہ سے بات کرے گی.

"پری.....پری بیٹا.."۔

وہ اپنی سوچوں میں اس قدر مگن تھی کہ اس کو نتاشا بیگم کے آنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔اب ان کی آواز سن کو چونکی اور جلدی سے لاکٹ والا ہاتھ پیچھے کیا۔

"جی جی مام..."۔

اس نے کچھ الجھن اور کچھ گھبرا کر جواب دیا تو نتاشا بیگم نے پیار سے اسکا لاکٹ والا ہاتھ تھاما اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دینے والے انداز میں تھپکی دی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پری...دیکھو بیٹا...ایک بار بچپن میں بھی تم نے اس لاکٹ کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور میں نے کہا تھا کہ میں لاعلم ہوں کہ یہ لاکٹ تمہارے پاس کیسے آیا۔میں نے واقعی سچ کہا تھا لیکن بیٹا میں چاہتی تو تمہیں اس الجھن اور تکلیف سے یہ لاکٹ لیکر بچا لیتی۔ لیکن میں چاہتی تھی کہ اس لاکٹ کے بارے میں تم خود سوچو اور جانو کہ آخر یہ تمہارے پاس کیسے آیا۔تم خود اسکی کھوج لگاؤ۔میں اب بھی یہی کہوں گی۔تم چاہو تو کسی اور سے بھی مدد لے سکتی ہو۔بس اس بارے میں سارہ اور اپنے ڈیڈ کو کچھ مت بتانا ..اوکے"۔

نتاشا نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا دیا.

"چلو اب آجاؤ نیچے کھانا لگا دیا ہے ملازمہ نے' کھانا کھالو' آج تمہارے ڈیڈ لنچ آفس میں ہی کریں گے اور سارہ بھی کسی پارٹی میں گئی ہوئی ہے. اب جلدی سے آجاؤ مجھے بھوک لگی ہے".

جی مام آپ چلیں میں ابھی آتی ہوں".

پری نے کہا تو نتاشا بیگم اٹھ کر چلی گئیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

سالار نے گاڑی کے پچھلے دروازے کو کھولنے کے لیے اس پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ کسی نے جلدی سے اسکا ہاتھ ہٹا کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ کر جلدی سے دروازہ بند کر دیا. اور سالار چند لمحے تک کچھ بول ہی نہ سکا. اور پھر اس نے ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو.

"ہری اپ سالار". غازی کی آواز سن کر وہ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا. اور گاڑی میں بیٹھ کر اس زور سے دروازہ بند کیا کہ پیچھے کی سیٹ پر بیٹھی نیلم نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے منہ موڑ لیا اور نیلم کے ساتھ بیٹھے کڑوے بادام نے قہقہ روکنے کی ناکام کوشش کی. تو غازی نے اسکو تنبیہی نظروں سے گھورا.

"اوکے اوکے میں نہیں ہنسوں گا اب".

اور یہ کہتے ہی ایک بار پھر سے اس کے منہ سے ہنسی کا پھنوارا نکلا. اب کی بار مصنوعی ہنسی سے سالار کو چڑانے کی کامیاب کوشش کی تھی.

"ویسے نیلم آپ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ہیں یا میری نظروں کا کمال ہے".

وہ پوری طرح سے نیلم کی طرف متوجہ تھا. اور نیلم کا جواب سنے بغیر پھر سے بولا.

"ویسے آپ نے اپنی خالہ کو بتا دیا تھا نہ. کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں. کہیں ان کو کوئی اعتراض نہ ہو پسند کی شادی پر".

اس نے سالار کی حالت سے بے نیاز بظاہر سرگوشی میں پوچھا(وہ سرگوشی پوری گاڑی میں سنی جا سکتی تھی).

"نہیں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے. اور آپ ضرور آیئے گا. خالہ بھی ملنا چاہتی ہیں".

سالار کے اسٹیئرنگ پر رکھے ہاتھوں میں لرزش غازی سے چھپی نہیں تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علی بکواس کرنے کی بجائے لوکیشن چیک کرو".

اوکے باسسس...".

وہ اب بھی سنجیدہ نہیں تھا لیکن غازی کے کہے پر عمل ضرور کر رہا تھا.

"سلو بس یہیں روک دو گاڑی یہاں سے آگے اب ہمیں پیدل جانا ہوگا".

علی نے سنجیدگی سے کہا جب کہ سالار گاڑی روک کر ایک دم گھوما تھا.

"میرا نام سالار ہے اور آئندہ مجھ سے زرا تمیز سے مخاطب ہونا".

اور علی نے دانت نکال دیے تھے.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تہہ خانے کے ایک کمرے میں کچھ لڑکیاں ڈری سہمی بیٹھی تھیں. اور ان کی حالت بہت خراب تھی. ان سب کی کمر اور بازو کی جگہ سے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور وہاں سے خون نکل رہا تھا. اور اس کے علاوہ ان کے منہ پر بھی تھپڑوں کے نشانات تھے. وہ اس قدر ڈری ہوئیں تھیں کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے بھی گریز کر رہیں تھیں. اور اس کے ساتھ والے کمرے میں کچھ اور لڑکیاں موجود تھیں. ان کی حالت

دوسرے کمرے میں موجود لڑکیوں سے بہتر تھی. ان کے زخم بھر چکے تھے. لیکن ان کے چہرے پر جو اذیت رقم تھی وہ شاید کبھی نہ ختم ہونے والی تھی.

کسی نے دروازہ کھولا. تو ان لڑکیوں نے پہلے چونک کر دیکھا اور پھر ڈر کے مارے ایک دوسرے سے چپک گئیں.

"چلو تم سب کو یہاں سے کہیں اور جانا ہے. کسی کی آواز نہیں نکلنی چاہیے نہیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی آواز سے محروم ہو جاؤ گی".

اس کی آواز سرد تھی. وہ سب ایک ساتھ کھڑی ہوئیں. اور پھر اسی شخص کی راہنمائی میں وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوئیں تو حیران ہو گئیں. وہاں پہلے سے کچھ زخمی لڑکیاں موجود تھیں. وہ سب بھی بہت حیران ہوئیں. انکو نہیں معلوم تھا کہ انکے علاوہ بھی بہت سارے گھرانے اجڑے ہیں. سب لڑکیاں پندرہ سے تیس سال کی عمر کی تھیں.

"کسی کی آواز نہیں آنی چاہیے اب ایک ایک کر کے ان سیڑھیوں سے اوپر جاؤ".

ان سب نے اس ہدایت پر عمل کیا. باہر کچھ اور لوگ بھی موجود تھے. وہ دروازے سے نکلنے والی ہر لڑکی کو ساتھ ہی ساتھ ٹرک میں سوار کرتے جا رہے تھے. لڑکیاں بہت نفرت سے ان کی طرف دیکھتیں ٹرک میں سوار ہونے لگیں. جب سب ٹرک میں سوار ہو گئیں تو اسکا دروازہ بند کر دیا گیا. اور پھر ٹرک اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی.

"باجی ہمیں کدھر لے جا رہے ہیں یہ لوگ' کیا ہمیں چھوڑ رہے ہیں کیا اب میں گھر جا سکوں گی"؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال کی تھی اس نے ساتھ بیٹھی ایک پچیس سالہ لڑکی سے پوچھا.

"نہیں شمع یہ لوگ ہمیں ایک قید سے نکال کر دوسری قید میں ڈال رہے ہیں".

اس لڑکی نے شمع کو دیکھتے ہوئے کہا. جب سے شمع کو وہاں لایا گیا تھا وہی اسکا خیال رکھتی تھی. کیونکہ شمع بہت معصوم تھی. اور اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی. لاڈوں میں پلی بڑھی کو اتنی سی عمر ازیتیں سہنی پڑ رہی تھیں.

"تو کیا وہاں بھی ہمیں اسی طرح ماریں گے. لوہے کے ڈنڈوں اور تھپڑوں سے. یا وہاں ہمیں کچھ نہیں کہیں گے"؟

اس نے معصومیت سے پوچھا تو وہاں موجود بہت ساری لڑکیوں نے بے اختیار اپنی سسکیاں دبائی تھیں.

"نہیں شمع وہ قید بہت بری ہو گی. تم دعا کرو کہ واپس اسی قید میں چلے جائیں. کیونکہ یہ لوگ ہمیں اب الگ الگ لوگوں کو بیچ دیں گے اور جہاں ہمیں بھیجا جا رہا ہے وہاں ہمیں پل پل مرنا پڑے گا اور...."

وہ اس سے آگے کچھ نہیں کہہ سکی تھی.

اور اسی وقت وہ ایک دوسرے کے اوپر گرنے لگیں جب سنبھلیں تو انہیں محسوس ہوا کہ ٹرک رک گیا ہے. اور باہر ہلکے ہلکے دھماکوں کی آواز آ رہی تھی.

****

"تم لوگ کہاں مر گئے تھے سب کے سب جواب دو مجھے تم سب کو جان سے مار دوں گا کسی کو نہیں چھوڑوں گا سب مرو گے. اور تم... اسلم راجو کے سامنے آ کھڑا ہوا تمہیں تو میں ایسی موت دوں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح تڑپتی رہے گی. تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا. میں نے عامر کی بجائے تم پر بھروسا کیا اور تم نے....."

اسلم کی چیخ چیخ کر گگھی بندھ گئی تھی. اور اس کے سب بندے قطار میں کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے سب سے بری حالت راجو کی تھی.

"عامر جلدی سے اپنے بندوں کو تیار کرو ہمیں انکو اس علاقے سے نہیں نکلنے دینا. ہم ان حملہ کریں گے. اگر وہ مال چلا گیا تو وہ ملک میرے کلیجے کو آ جائے گا. جلدی کرو".

اسلم کہتے ہوئے خود بھی بھاگ کر اپنے کمرے میں گیا اور ایک گن لوڈ کی.

تھوڑی دیر بعد وہ اس ٹرک کے قریب پہنچ گئے تھے. اس سے پہلے کہ وہ ٹرک کے ٹائروں پر حملہ کرتے ایک دم ان کی گاڑی نے ایک جھٹکا کھایا تھا. عامر نے مہارت سے گاڑی روکی. پھر باہر نکل کر دیکھا تو ٹائیر پر گولی کا نشان تھا. ایک اور زوردار دھماکے کی آواز آئی تو اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے. پھر جلدی سے جھکتے ہوئے آگے بڑھا اور گاڑی کی پچھلی سائیڈ پر گیا وہاں سے جھانک کر دیکھا تو ٹرک بھی رک چکا تھا. اسکا مطلب تھا کہ ملک کو خبر ہو گئی تھی اور اس نے بھی اپنے بندے بھیج دیے تھے.
پھر ایک دم وہ پیچھے ہوا اور ایک شعلے کو اپنے سامنے سے گزرتے دیکھا. تب تک اسلم اور اس کے بندے دوسری طرف سے نکل کر اپنی پوزیشن سنبھال چکے تھے. اور اب دونوں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی.

****

دوسری طرف نیلم اور سالار ایک ساتھ آگے بڑھ رہے تھے تاکہ اسلم کو زندہ پکڑ سکیں. لیکن ان کو مشکل پیش آرہی تھی. اندھیرے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پارہے تھے کہ اسلم کی لوکیشن کہاں ہے. اور غازی ملک کے بندوں کو سنبھال رہا تھا. جبکہ علی کی کوشش تھی کہ کسی کو ٹرک کے قریب نہ آنے دے تاکہ ٹرک میں موجود لڑکیاں محفوظ رہ سکیں.

سالار نیلم سے آگے تھا وہ دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے ساتھ ہی وقفے وقفے سے ان کو گولیوں سے جواب بھی دیتے. ابھی تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا کہ سالار کو اپنی طرف ایک شعلہ سا آتا دکھائی دیا اس پہلے کہ وہ نیچے ہوتا نیلم اس کو پیچھے کی طرف دھکیل چکی تھی. لیکن اس دوران سالار کے ہاتھوں سے گن گر چکی تھی اور نیچے موجود جھاڑیوں میں گم ہو گئی تھی. اس نے پہلے تو کافی کوشش کی لیکن اندھیرے کی وجہ سے گن نہیں ملی تو وہ ایسے ہی آگے بڑھنے لگا.

"نہیں سالار پلیز میرا پسٹل لے لو".

نیلم نے سالار کو روکنا چاہا تو سالار نے جھکتے ہوئے اسکے ہاتھ پکڑے. اور تیزی سے بولا.

"نیلم اگر قسمت رہی تو پھر ملیں گے. اس وقت تمہیں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا لیکن تم سے زیادہ اہم میرا وطن اور اسکی عزت ہے. اپنا خیال رکھنا".

سالار نے کہتے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں کو چھوڑا اور پھر ایکدم سے کچھ یاد آیا.

"نیلم میرے لیے میرے وطن کے بعد تم سے زیادہ اہم کوئی نہیں".

اور پھر وہ چلا گیا.

نیلم سن سی بیٹھی تھی کہ ایک گولی کی آواز نے اسے اس جانب متوجہ کیا. اور وہ پھر سے اپنے وطن کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار تھی.

****

غازی کے ہاتھ میں موجود گن اب خالی ہونے کی وجہ سے بیکار ہو گئی. اور اس سے پہلے کہ وہ پھر سے گن لوڈ کرتا کسی نے اس کی گردن پر پیچھے سے ہاتھ ڈالا. اس پہلے کہ وہ اپنے بازو کو اوپر کر کے گردن کو جھٹکا دیتا غازی نے اپنی کہنی اس کے پیٹ میں ماری

جس سے اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو غازنی نے ایک اور کہنی اس کے پیٹ میں ماری تو وہ درد سے دہرا ہو گیا. لیکن اس نے جوابی حملہ کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگایا. یقیناً وہ منجھا ہو لڑاکا تھا. غازی نے اب دفاعی انداز اپنایا اور اپنی طرف آتی اسکی ٹانگ اپنے ہاتھ پر روکی تھی جس سے اسے جھکنا پڑا تو وہ شخص ایک لمحے کو پیچھے ہوا اور پھر پوری طاقت سے اس نے غازی کو اسکی کمر سے دونوں ہاتھوں سے پکڑنا چاہا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ موقع اسکو غازی نے خود دیا تھا. جیسے وہ دونوں ہاتھ غازی کے اوپر لایا اسی وقت غازی تھوڑا اور جھکا اور اسکی ٹانگوں سے پکڑا اور پوری قوّت سے اسکو اوپر اٹھانا چاہا جس سے وہ شخص غازی کے تقریباً اوپر گرنے والا تھا کہ غازی نے خود کو آگے کی طرف دھکیلا اور پھر اسی وقت وہ ہوا میں اچھلا اور گھومتا ہوا اپنی دونوں ٹانگیں اس کے پیٹ میں پھر سے ماریں.

اور وہ جو گرنے کے بعد پھر سے اٹھ کر غازی پر پیچھے سے حملہ کرنے لگا تھا اب کی بار منہ کے بل جا گرا. اور اب وہ اٹھنے سے قاصر تھا. کیونکہ وہ ایک پتھر پر جا گرا تھا جس کی نوک اس کے پیٹ میں جا لگی تھی اور اب وہ آخری سانسیں لے رہا تھا. لیکن غازی نے اسی پر بس نہیں کیا تھا بلکہ ایک بار پھر اچھلا اور زور سے دونوں پاؤں اس کی کمر میں مارے اور اس نے ایک جھٹکا کھایا اور پھر اسکا جسم ساکت ہو گیا.

"غازی وہ پہلے ہی مرنے والا تھا".

علی نے دھڑکتے دل سے غازی کو دیکھا کیونکہ اس نے پہلی بار غازی کو کسی زخمی پر حملہ کرتے دیکھا تھا.

"ہاں وہ مرنے والا تھا لیکن یہ وہ شخص ہے جس نے میری پرنسس کو مجھ سے دور کیا تھا. اور اب بہت سے شان کی بہت ساری پرنسسز کو دور کرنے جا رہا تھا. یہ میرے ملک کے غداروں میں سے ایک ہے اس نے میرے ملک کے اور اس کے لوگوں کے ساتھ برا کرنا چاہا. میں کیسے اس کے مرنے کا انتظار کرتا. میں چاہتا تھا کہ جلد سے جلد اسکی سانس سے میرے وطن کی فضا پاک ہو".

اسنے کہتے ساتھ ہی ایک جمپ لگائی اور علی کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے علی پر پیچھے سے حملہ کرنے والے کو گرایا تھا. اور علی نے کھڑے ہوتے ہوئے دوسری طرف جمپ لگایا اور اس شخص کی پسٹل پر اچھلتے ہوئے پاؤں سے حملہ کیا جو غازی پر تانے ہوئے تھا.

ایک شعلہ نکلااور علی کے نیچے سے ہوتاہوا غازی کے سامنے کھڑے شخص کی کمر میں پیوست ہو گیا.اور دوسرا شعلہ نکلنے سے پہلے ہی علی نے اسی کی طرف گن کا رخ کر دیا.

"کیا کہا تم نے پریشے کو اس نے اغوا کیا تھا"؟

علی نے مرے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرت سے غازی کے کندھے کو جنجھوڑا.اور اس سے پہلے کہ غازی اسکو اس بارے میں کچھ بتاتا کسی کی چیخ سنائی دی اور وہ دونوں پیچھے مڑ کر تیزی سے اس آواز کی سمت بھاگے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

سالار اسی طرح اندھیرے میں سڑک سے دور ہوتا جا رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ اسلم کو زندہ پکڑ لے اور اسی وقت وہ کسی سے ٹکرایا.

****

عامر اور اسلم ساتھ ساتھ زمین پر رینگتے ہوئے پیچھے کی طرف پلٹ رہے تھے کیونکہ ان کے سارے آدمی مارے جا چکے تھے اور اب ملک کے آدمیوں کی طرف سے بھی خاموشی تھی جسکا مطلب تھا کہ وہ بھی مارے جا چکے ہیں. اور اب انکا یہاں سے زندہ سلامت بچ جانا ہی بہت بڑی بات ہو گی. یہی وجہ تھی کہ وہ اب جلد سے جلد اس علاقے سے دور ہونا چاہتے تھے. لیکن انہیں اندھیرے میں سمت کا اندازہ نہیں تھا. اور پیچھے جانے کی بجائے وہ پھر روڈ کے قریب ہو چکے تھے لیکن ابھی روڈ اور ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا کہ انہیں ایک آواز سنائی دی جیسے پتّوں پر کوئی چل رہا ہو. وہ وہیں رک گئے. اور پھر انہیں ایک ہیولہ نظر آیا جو عامر کے پاؤں کے پاس تھا اس نے پکڑنا چاہا تو وہ ہیولہ اس کے اوپر گرا اور اس نے عامر کے ہاتھ میں چمکتا ہوا پسٹل چھیننا چاہا تھا عامر نے پسٹل پر گرفت مضبوط کی. اور زور لگا کر خود کو اس کے نیچے سے نکالنا چاہا تھا لیکن کوشش کے باوجود بھی وہ نہ ہل سکا. اور اسی دوران عامر کے ہاتھوں میں موجود پسٹل کی گولی چل گئ.

****

سالار کسی چیز سے ٹکرا کر گرا تو اسکو محسوس ہوا کہ وہ ایک انسانی جسم ہے. اور اس خیال نے اس کے اندر پھرتی بھر دی. اسے یقین تھا کہ وہ اپنے ٹارگٹ کے قریب ہے. لیکن پھر اسے جلد ہی احساس ہوا کہ یہ اسلم نہیں عامر ہے. کیونکہ اس نے عامر کو راجو سے مالاقات کے وقت دیکھا تھا. اور اسلم کی تصویر دیکھ رکھی تھی. اور اس نے اندازہ لگا لیا کہ یہ اسلم نہیں ہے کیونکہ اسلم بھاری جسامت کا مالک تھا. اس نے عامر کے ہاتھ میں پسٹل دیکھی تو چھیننے کی کوشش کی لیکن نہیں چھین سکا اور پھر اسکی کمر پر ایک زوردار ضرب لگانی چاہی کہ عامر کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے گولی چل گئی اور کیونکہ عامر کا پسٹل والا ہاتھ اسکے پیٹ کے نیچے دبا تھا تو گولی اس کے پیٹ سے تھوڑا سا اوپر لگی اور اسی لمحے دور روڈ پر کوئی گاڑی گزری تھی شاید اور اسکی ہیڈ لائٹس میں سالار نے اپنے قریب ہی کسی کو اٹھ کر بھاگتے دیکھا. تو وہ عامر کو تڑپتا چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگا اب اسکو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسلم ہی ہے. جبکہ اسکو پیچھے سے بھی کسی کے بھاگنے کی آواز آ رہی تھی. لیکن اس وقت سب سے اہم اسلم کو زندہ پکڑنا تھا.

اسلم نے بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سالار اس کے قریب پہنچ چکا تھا اسکو پتا تھا کہ اب وہ بھاگ نہیں سکتا. اور پھر اس نے اپنا پسٹل والا ہاتھ پیچھے کیا اور بھاگتے ہوئے گولی چلادی.

****

نیلم نے جب ہر طرف خاموشی محسوس کی تو وہ بھاگتے ہوئے سالار کی طرف بڑھی. جب اسنے گولی چلنے کی آواز سنی تو ایک لمحے کے لیے اسکو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا لیکن وہ جلد سے جلد سالار تک پہنچنا چاہتی تھی. اور پھر ایک دم دور روڈ سے گزرتی کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں اسنے کسی کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اسی سمت بھاگی. اور اسنے راستے میں عامر کی لاش دیکھی تو اس کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا. وہ بھاگتے ہوئے شخص کو پہچان چکی تھی وہ سالار تھا وہ سالار تک پہنچ چکی تھی لیکن اسی لمحے سالار کے آگے بھاگتے اسلم کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے شعلہ نکلتا دیکھا جس کا رخ سالار کی طرف تھا. اس نے پیچھے سے سالار کی شرٹ کو پکڑ کر زور سے پیچھے کھینچا تو سالار نیچے ہوا اور نیلم جو اب سالار کے پیچھے کھڑی تھی لیکن اسکے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ بھی نیچے

ہوتی. پھر وہ شعلہ نیلم کے سینے میں عین دل کے مقام پر پیوست ہو گیا. جبکہ ایک بار پھر ایک ساتھ دو گولیاں چلنے کی آواز آئی اور سالار جو نیلم کو گولی لگتے دیکھ کر زور سے چیخا تھا وہ بھی ایک گولی کی ضد میں آ چکا تھا. اور اسلم کو بھی گرتے دیکھ چکا تھا. اس لیے وہ اب زمین پر لیٹی نیلم پر جھکا.

"نیلم نیلم خدا کے لیے آنکھیں کھولو پلیز نیلم آنکھیں بند مت کرنا. میرا تمہارے سوا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے... تم نے کیوں کھائی میرے حصے کی گولی... خدا کے لیے نیلم آنکھیں کھولو. دیکھو مجھے. نیلم مجھ سے بات کرو پلیز. نیلم....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ نیلم نے یکدم آنکھیں کھولیں. اور نقاہت زدہ آواز میں بولی.

"سا... سالار... ت... تم.. بھی.... میرے... لیے... بہت.. اہ.. اہم
ہو... علی.. میر.. میرے... لیے... میرے... بھا... بھائی کی
... طرح... ہے.... تم... جنت... میں.. مجھے... مانگ... نا".

نیلم کی کلمہ پڑھنے کی آواز آئی. اور پھر گردن ڈھلک گئی اور سالار کی آنکھیں ساکت ہوئیں.

لگانے آگ جو آئے تھے آشیانے کو

وہ شعلے اپنے لہو سے بُجھا دیے تم نے

بچا لیا ہے یتیمی سے کتنے پھُولوں کو

سہاگ کتنی بہاروں کے رکھ لیے تم نے

تمہیں وطن کی فضائیں سلام کہتی ہیں

اے راہِ حق کے شہیدو, وفا کی تصویرو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

اے راہِ حق کے شہیدو.....

****

آج پری کالج نہیں گئی تھی اور یمنہ کو بھی نہیں بتایا نہیں تھا. اس لیے وہ پریشان تھی اور جب کالج سے چھٹی ہوئی تو اسنے گھر کال کر کے اپنی ماما کو بتا دیا تھا. کہ وہ کالج سے پری کے گھر جائے گی. اور اب وہ پری کے گھر کے ڈرائینگ روم میں بیٹھی تھی.

"اسلامُ علیکم".

یمنہ نے سارہ کو دیکھ کر سلام کیا.

"ہمم... کیسے آنا ہوا"؟

سارہ نے سلام کا جواب دینے کی زحمت محسوس نہیں کی.

"وہ سارہ آپی.... آج پری کالج نہیں آئی تھی اور نہ مجھے بتایا تھا... اور ابھی بھی اسکا موبائل آف ہے اس لیے میں نے سوچا کہ گھر آ کر پتا کر لوں".

"اوکے مل لو جا کر.... پتا نہیں کس کا سوگ منا رہی ہے آج..... جو اپنے حجرے سے باہر تشریف نہیں لائی سارا دن".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ نے کاٹ دار لہجے میں کہا تو یمنہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا. دل تو چاہا کہ دو باتیں سنا دے. جو ہر وقت اس کی عزیز از جان دوست کے لیے جلی کٹی باتیں کرتی تھی. لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گئی اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی.

"ماہ پارہ بیگم".

یمنہ نے دروازہ نوک کیے بنا کھولا اور سیدھا پری کے سر پر جا کھڑی ہوئی جو بیڈ پر بیٹھی اپنے ہاتھ میں موجود کسی لاکٹ کو تک رہی تھی.

"شٹ اپ یمنہ".

میں پری ہوں اوکے... مجھے بلکل اپنا یہ عجیب سا نام نہیں پسند... مجھے بس پری کہا کرو".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری نے بگڑتے ہوئے کہا.

"یہ کس کا لاکٹ ہے تھوڑا سا الگ نہیں ہے... میرا مطلب ہے کہ کچھ پرانا ڈیزائن لگ رہا ہے... ہے نا؟"

یمنہ نے پری کی بات کا کوئی اثر نہ لیتے ہوئے تجسّس سے پوچھا اور پھر وہ لاکٹ پری کے ہاتھ سے لیکر خود دیکھنے لگی.

"پتا ہے اسکو دیکھ کر مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں نے اس کو کہیں اور بھی دیکھا ہے یا اسی ڈیزائن کا دیکھا ہے... لیکن مجھے یاد نہیں آرہا کہ کہاں دیکھا ہے اسکو".

پری کے کوئی جواب دینے سے پہلے ہی یمنہ کچھ الجھتے ہوئے بولی.

"کیا واقعی... یمنہ پلیز یاد کرو کہ اسکو پہلے کہاں دیکھا تھا تم نے.... کیا پتا میری الجھن دور ہو جائے... نہیں تو سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹ جائے گا... میں نے اسکو بچپن سے سنبھال کر رکھا ہوا ہے.... میں اس لاکٹ کو کسی کو دینا بھی نہیں چاہتی... لیکن میں اس لاکٹ کا میرے پاس ہونے کا مقصد بھی نہیں جانتی. مام کہتی ہیں کہ اس کا کھوج تمہیں خود لگانا ہے. یہ لاکٹ تمہارے لیے بہت اہم ہے. لیکن مام خود نہیں جانتیں کہ یہ لاکٹ مجھے کس نے دیا تھا... یہ یقیناً میری یادداشت جانے سے پہلے مجھے کسی نے دیا تھا".

یمنہ نے ابھی اس لاکٹ کو کھولنا ہی چاہا کہ پری اس سے لاکٹ لیتی ہوئی بولی. تو یمنہ کو وہ ٹھیک نہیں لگی.

"پری... میری جان... پریشان مت ہو.... پتا چل جائے گا جب اللہ نے چاہا تو... تم دماغ پر زور مت دو... نہیں تو تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی".

یمنہ نے پری کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا. پری نے کوئی جواب نہیں دیا. اور پھر سے لاکٹ کو دیکھنے لگی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"مما"

ایشا نے لان میں بیٹھی فوزیہ بیگم کو پکارا تو انہوں نے بھی مسکرا کر اس کی طرف دیکھا. علی اور پریشے کی طرح ذیشان اور ایشا بھی فوزیہ بیگم کو مما کہتے تھے.

"ہاں میری جان بولو".

ایشا کے قریب آنے پر انہوں نے ایشا کو پیار سے ساتھ لگایا تو ایشا نے بھی ان کے سر پر بوسہ دیا اور پھر ساتھ رکھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی.

"کیا بات ہے مما آج تو بڑا اچھا موڈ ہے آپکا".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا نے فوزیہ بیگم کے چہرے پر کافی عرصے بعد خوشی دیکھی تھی.

"ہاں بچے... کل بہت عرصے بعد مجھے میرا پرانا علی اور علی کو اسکی ماں مل گئ.... اس کے چہرے کی خوشی مجھے خوش ہونے پر مجبور کر رہی ہے".

"واہ مما یہ تو اچھی بات ہے. علی بہت مس کرتا تھا آپ کو اور میں بھی".

ایشا نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو فوزیہ بیگم کو دکھ ہوا. ان کی وجہ سے کتنے لوگ دکھی تھے. اور اب ان کی مسکراہٹ دیکھ کر کتنے لوگ جی اٹھے تھے.

"کیا سوچ رہی ہیں مما؟"

ایشا نے فوزیہ بیگم کو مسلسل خاموشی سے خود کو دیکھتے محسوس کیا تو مسکراتے ہوئے پوچھا.

"میں دیکھ رہی تھی کہ میری بیٹی کتنی بڑی اور پیاری ہو گئی ہے". فوزیہ بیگم نے شرارتی مسکراہٹ سے ایشا کو دیکھا. تو ایشا ہنسنے لگی.

"ارے بھئی کس بات پر ہنسا جا رہا ہے؟"

احسن حیدر اور حسن حیدر کے ساتھ بی بی جان اور آغا جان کو آتے دیکھ کر ایشا اور فوزیہ بیگم احتراماً کھڑی ہو گئیں. پھر آغا جان کے پوچھنے پر فوزیہ بیگم نے مسکرا کر جواب دیا.

"بس... آغا جان ایسے ہی ہم دونوں ماں بیٹی باتیں کر رہی تھیں".

"اچھا آغا جان اور میں نے ایک فیصلہ کیا ہے".

"کیسا فیصلہ بی بی جان".

بی بی جان کے کہنے پر فوزیہ بیگم نے مسکرا کر پوچھا. جب کہ ایشا کو یوں بڑوں کے بیچ بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا عجیب لگ رہا تھا. لیکن وہ وہاں سے اٹھ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ بے ادبی سمجھا جاتا ہے. اور ان سے اجازت لینے کے لیے انکی بات ٹوکنا بھی صحیح نہیں تھا. وہ اسی کشمکش میں تھی جب آغا جان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کچھ دیر کے لیے ساکت ہوئی.

"بہو... ایشا بیٹی ماشاءاللہ اب ڈاکٹر بن چکی ہے. تو کیوں نہ اب بیٹیا کے ہاتھ پیلے کر دیے جائیں. بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائیں اتنا اچھا ہوتا ہے".

آغا جان جو ایشا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے تھے انہوں نے ایشا کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا. تو ایشا کا دل دھڑکا تھا.

"بلکل... لیکن ایشا بیٹی تمہارے پاس پورا اختیار ہے اقرار اور انکار کا. کوئی زبردستی نہیں ہے. زندگی تم نے گزارنی ہے اس لیے سوچ سمجھ کر جواب دینا".

بی بی جان نے آغا جان کی بات کی تائید کرتے ہوئے ایشا سے پیار سے کہا تو ایشا نے ایک لمحے کو فوزیہ بیگم کی طرف دیکھا ان کی بھی وہی کیفیت تھی. وہ ہمیشہ سے ایشا کو علی کے حوالے سے سوچتی آئیں تھیں. لیکن وہ اپنے دکھ میں اس قدر مگن تھیں کہ کبھی گھر میں یہ بات کسی سے بھی نہیں کر سکی تھیں. اور اب وہ پچھتا رہیں تھیں. کہ کاش وہ پہلے ہی بی بی جان سے کہہ دیتیں.

"بی بی جان مجھے آپ کے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں. میں جانتی ہوں کہ آپ اور آغا جان میرے لیے صحیح فیصلہ کریں گے".

ایشا نے کہا تو فوزیہ بیگم کی رہی سہی امید بھی دم توڑ گئی.

"جیتی رہو بچے.... آغا جان ایشا کے سر پھر سے ہاتھ رکھ کر دعا دی. اس نے بھی سر جھکا دیا. اور احسن اور حسن حیدر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے.

****

فوزیہ بیگم ایشا کے کمرے میں آئیں تو کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اور جب انہوں مشکل سے سوئچ بورڈ ڈھونڈ کر بلب آن کیا تو ایک لمحے کو ان کی آنکھیں چندھیا گئیں.

"کیا ہے رانی کیوں لائٹ آن...."

ایشا نے کہتے ہوئے بازو منہ سے ہٹایا تو سامنے فوزیہ بیگم کو دیکھ کر اٹھ گئی اور سر پہ ڈوپٹہ جماتے ہوئے ان کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی جگہ دی.

"سوری مما...مجھے لگا کہ رانی ہے".

"کوئی بات نہیں. تم بتاؤ اس وقت کیوں سوئی ہوی ہو آج اسپتال بھی نہیں گئیں. طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟"

فوزیہ بیگم نے کہتے ہوئے ایشا کے ماتھے کو چھوا.

"جی مما میں بلکل ٹھیک ہوں. بس آج دل نہیں تھا اسپتال جانے کا".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا نے نیچے منہ کرتے ہوئے کہا تو فوزیہ بیگم چونکیں.

"ایشا میری طرف دیکھو بیٹا". فوزیہ بیگم نے ایشا کی تھوڑی سے پکڑ کر اسکا منہ اپنی طرف کیا.

"ایشا کیا تم آغا جان اور بی بی جان کے فیصلے سے خوش نہیں ہو؟"

فوزیہ بیگم نے ایشا کو بغور دیکھتے ہوئے کہا.

"ارے نہیں مما ایسی بات نہیں ہے. وہ میرے لیے جو بھی سوچیں گے میرے بھلے کے لیے ہو گا. تو میں کیوں نہیں خوش ہوں گی بھلا".

ایشا نے فوزیہ بیگم کی تسلّی کرنی چاہی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو وہ خوشی دکھ کیوں نہیں رہی تمہارے چہرے پر. ایشا کیا تم علی کو...."

فوزیہ بیگم نے بات ادھوری چھوڑ دی. تو ایشا نے نظریں چرائیں. تو فوزیہ بیگم پھر سے گویا ہوئیں.

"ایشا میں بھی چاہتی تھی کہ تمہیں کبھی خود سے دور نہ کروں. لیکن شاید میں نے دیر کر دی. اب میں آغا جان اور بی بی جان کے فیصلے بغاوت نہیں کر سکتی. لیکن بیٹا اگر تم مجھے پہلے بتا دیتیں تو پھر شاید میں ہمت کرتی بی بی جان سے بات کرنے کی".

فوزیہ بیگم نم آنکھوں سے بولیں تو ایشا نے بے اختیار ان کی طرف دیکھا.

"مما کیا فائدہ ہوتا. مجھے کبھی بھی علی نے کوئی آس نہیں دلائی. وہ مجھ میں انٹرسٹڈ نہیں ہے مما. اور ویسے بھی اب میں ہاں کر چکی ہوں تو ان سب باتوں کا کیا فائدہ. آپ پریشان نہ ہوں مما یہ سب قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں".

ایشا نے فوزیہ بیگم سے کہا تو وہ زبردستی مسکرا دیں.

****

"بی بی جان... میں اندر آ جاؤں؟"

فوزیہ بیگم نے اجازت چاہی تو بی بی جان نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا.

"بی بی جان رانی بتا رہی تھی کہ آپ کو کام ہے مجھ سے... سب خیریت ہے نہ بی بی جان؟"

فوزیہ بیگم نے بی بی جان کے ہاتھ میں زیورات کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں بہو... سب خیریت ہے. یہ کچھ زیورات ہیں. میں چاہتی ہوں کہ یہ زیورات اب ایشا کے حوالے کر دوں کچھ زیورات ذیشان کی دلہن کے لیے رکھے ہیں".

بی بی جان کے کہنے پر فوزیہ بیگم کے چہرے پر ایک تاریک سا سایہ لہرایا. لیکن انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے حیرت سے بی بی جان سے پوچھا.

"لیکن بی بی جان یہ تو خاندانی زیور ہے نہ جو اس خاندان کی بہوؤں کا حق ہوتا ہے".

"ارے پگلی' ایشا بھی تو بہو ہے نہ اس خاندان کی اور تمہاری".

بی بی جان نے ہنستے ہوئے کہا تو فوزیہ بیگم کو حیرت کا ایک جھٹکا سا لگا. لیکن وہ بر وقت اس حیرت پر قابو پا گئیں. جب کہ دل میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی.

"بہو یہ زیورات دیکھ لو' بکلہ ایشا کو دکھاؤ اگر اسکو پسند ہیں تو اچھی بات ہے نہیں تو وہ اپنی مرضی سے اس میں ردوبدل کروا سکتی ہے....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بی بی جان بول رہیں تھیں. اور فوزیہ بیگم سوچ رہیں تھیں کہ یہ خبر سن کر ایشا کا رد عمل کیسا ہو گا.

****

"کیسے ہو"؟

علی نے سالار سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرایا.

"کیسا ہو سکتا ہوں".

وہ اٹھنے لگا تو علی جلدی سے آگے بڑھا اور اسکو سہارا دیا.

"آرام سے سالار".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں ٹھیک ہوں یار. تم پریشان مت ہو".

وہ تلخی سے مسکرایا.

"اس کو....."

سالار نے دانستہ نیلم کا نام نہیں لیا.

"ہاں.... تمہاری حالت ٹھیک نہیں تھی. ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ تم چار سے پانچ گھنٹے میں ہوش میں آؤ گے تو اتنی دیر اس کو رکھنا صحیح نہیں تھا".

علی نے بتایا تو وہ تکلیف سے آنکھیں موند گیا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یمنہ اپنے کمرے میں نوٹس بنا رہی تھی جب کسی نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا.

"آجائیں".

یمنہ کہتے ساتھ ہی پھر سے نوٹس پر جھک گئی.

"اسلام علیکم".

بھاری مردانہ آواز پر یمنہ نے ایک دم سر اٹھایا تو حیران رہ گئی.

"ذیشان بھائی آپ".

"جی میں' کیسی ہو' گڑیا مجھے بہت ضروری بات کرنی تھی تم سے اس لیے تمہارے کمرے میں آنا پڑا.

ذیشان نے اسکا حال کا پوچھنے کے ساتھ ساتھ کمرے میں آنے کی وضاحت بھی کر دی. کیونکہ وہ پہلے کبھی اس طرح اپنی کسی کزن کے کمرے میں نہیں جاتا تھا.

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے"؟

"بہت اچھی.... ایشا آپی اور پھوپھو ٹھیک ہیں؟ اور آپ کراچی کب آئے؟ ایشا آپی کو بھی لے آتے".

یمنہ نے ایک ساتھ کئی سوال کیے تو وہ ہلکا سا مسکرایا.

"سب ٹھیک ہیں' اور میں بس آفس میٹنگز کی وجہ سے آتا رہتا ہوں' اگلی بار آؤں گا تو کوشش کروں گا کہ ایشا کو لے آؤں وہ بھی تمہیں یاد کرتی رہتی ہے".

ذیشان نے ایک ساتھ اس کے سارے سوالوں کا جواب دیتے کہا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Reviews

"ذیشان بھائی آپکو کیا بات کرنی تھی؟"

یمنہ کے کہنے پر ذیشان نے اسکی طرف دیکھا.

"گڑیا شاید تمہیں برا لگے لیکن یہ بات کرنا بھی ضروری ہے. دراصل مجھے تمہاری دوست ماہ پارہ کے بارے میں بات کرنی ہے".

ذیشان نے کہا تو یمنہ حیران ہوئی. کہ وہ کیسے پری کو جانتے ہیں.

"میں جانتا ہوں تم کیا سوچ رہی ہو. میرے لیے کسی کے بارے میں معلومات نکلوا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے. لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں ابھی تک نہیں جان پایا. یمنہ تمہاری اور اسکی دوستی کب سے ہے؟"

دو سال سے. میں نے پری کے کالج میں داخلہ لیا تھا وہ پہلے ہی پڑھتی تھی وہاں".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ نے کچھ الجھتے ہوئے جواب دیا.

"ہمم.... مطلب تم اسکو بچپن سے نہیں جانتیں. یمنہ کیا میرا ایک کام کرو گی؟"

ذیشان نے پوچھا تو یمنہ نے ہاں میں سر ہلا دیا.

"تم صرف اتنا معلوم کر کے دو کہ اس کے پاس کوئی ایسا لاکٹ ہے' اگر ہے تو وہ اس کے بارے میں کیا جانتی ہے".

ذیشان نے اپنے گلے سے ایک لاکٹ اتارا تو یمنہ ساکت ہوئی.

"یہ... یہ تو وہ لاکٹ ہے نہ جو آپکو اور پریشے کو بڑی پھوپھو نے ایک جیسے دیے تھے'.

وہ حیرت کی زیادتی سے بمشکل بول رہی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں یہ وہی لاکٹ ہے".

ذیشان نے یمنہ کو اچنبھے سے دیکھتے ہوئے کہا.

"ذیشان بھائی اگر ایسا لاکٹ پری کے پاس ہوا بھی تو ضروری تو نہیں کہ وہ پریشے ہو اس طرح کے کئی ڈیزائنز ہوں گے".

وہ ابھی تک شاک کی کیفیت میں تھی.

"ہاں گڑیا یقیناً ایسا ہی ہے. لیکن (ذیشان نے لاکٹ کو کھولا) یہ دیکھو اس میں میری اور پریشے کی ایک ایک تصویر ہے بلکل ایسے ہی پریشے کے پاس جو لاکٹ تھا اس میں بھی یہی تصویریں تھیں".

ذیشان نے تفصیل بتائی اور ساتھ ہی یمنہ کو دیکھا پھر جلدی سے بولا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا تم کچھ جانتی ہو؟"

یمنہ نے اس دن لاکٹ کے متعلق پریشے سے ہوئی ساری بات بتادی. لیکن یمنہ نے وہ لاکٹ کھول کر نہیں دیکھا تھا. یہ سنتے ہی ذیشان کی آنکھوں میں تکلیف اور چمک ایک ساتھ ابھری تھی.

"بس تم اب اس لاکٹ کو کھول کر دیکھنا کہ اس میں یہی دو تصویریں ہیں. اس کے بعد کیا کرنا ہے یہ میں بتاؤں گا تمہیں. لیکن اس ساری باتوں کا تمہاری دوست کو نہیں پتا چلنا چاہیے".

ذیشان نے یمنہ سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا.

"ذیشان بھائی اگر وہی پریشے ہوئی تو..."

یمنہ کے کہنے پر دروازے کی طرف جاتا ذیشان ایک لمحے کو رکا لیکن پھر کچھ کہے بغیر باہر چلا گیا.

اور پیچھے یمنہ کبھی حیرت اور کبھی خوشی سے ہاتھ مل رہی تھی.

'اوہ اگر پری ہی پریشے ہوئی تو..... مطلب میری بہترین دوست میری کزن بھی ہو سکتی ہے وہ کزن جس سے بچپن میں دوستی کرنے کی خواہش تھی لیکن اسکو اپنے 'شان' کے علاوہ کوئی دکھتا ہی نہیں تھا. وہ اب میری دوست ہے... افففف کیا سوچ رہی ہوں

اگر وہ پریشے نہ ہوئی تو....اوہ مجھے ابھی جانا چاہیئے.... نہیں نہیں ابھی نہیں کل...ہاں یہ ٹھیک ہے...."

یمنہ سوچے جا رہی تھی. جبکہ وہ اس بات کو بھول چکی تھی کہ پریشے نے بتایا تھا کہ دس سے گیارہ سال کی عمر میں اس کی یادداشت چلی گئی تھی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سالار اب کیسا محسوس کر رہے ہو"؟

ذیشان نے سالار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا. سالار دو دن پہلے ہی اسپتال سے ڈسچارج ہو گیا تھا. اور اب وہ اپنے خفیہ فلیٹ میں موجود تھے.

"بہت بہتر....غازی کچھ پتا چلا اسلم سے کہ ان کا سرغنہ کون ہے؟"

سالار نے بے تابی سے پوچھا. وہ نیلم کے قاتل کو کیفر کردار تک اپنے ہاتھوں سے پہنچانا چاہتا تھا لیکن غازی نے اسلم کو ابھی تک ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا. یہ بات سالار کو تکلیف دے رہی تھی.

"نہیں... لیکن وہ سب اگل دے گا تم فکر نہ کرو. اور آرام کرو. کیونکہ شام کو اسلم سے میٹنگ بھی کرنی ہے تم نے".

غازی نے کہتے ہوئے سالار کا دوسرا کندھا تھپتھپایا. اور کمرے سے باہر آیا تو علی اسی کے انتظار میں تھا.

"کہاں غائب ہو گئے تھے تم اس دن کے بعد' مجھے بتاؤ تمہیں کیسے پتا چلا کہ زبیر نے ہی پریشے کو اغوا کیا تھا. اور زبیر کس کا آدمی ہے کون ہے ان سب کا ماسٹر مائینڈ".

علی نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے تھے.

"وہ ملک اپنے خاص آدمی زبیر کے مارے جانے کے بعد محتاط ہو گیا ہے. اسی لیے کوئی ہلچل نہیں ہوئی ان کی طرف سے...اور پریشے کو.....اوہ...ماہ پارہ ملک.... نہیں ...."

وہ بات کرتے یکدم چونکا. پھر بھاگتا ہوا فلیٹ کا دروازہ پار کر گیا.

"پھر چلا گیا. یہ مجھے کبھی پوری بات نہیں بتائے گا. مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے چڑتے ہوئے سوچا.

****

"دیکھیں سر ہم کسی کو بھی اسٹوڈنٹس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں دیتے. آپ میری بات.....آآآ.....

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ اسکے منہ پر غازی نے ایک مکہ مارا جس سے وہ کراہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ پھر منع کرتا اپنے پیٹ میں لگنے والے غازی کے گھٹنے نے اس کو درد سے دہرا ہونے پر مجبور کر دیا.

"بتاتا...بتاتا ہوں...مت مارو..."

"جلدی بولو".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی کی غراہٹ اس کے اوسان خطا کر گئی.

"ماہ پارہ نامی لڑکی اس کالج کے مالک حسیب ملک کی بیٹی ہے اور اس کالج کے پرنسپل حسیب ملک کے دوست ہیں. لیکن اس کے باوجود یہاں ماہ پارہ کو کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ہے. پہلے یہاں حسیب ملک کی بڑی بیٹی سارہ ملک بھی پڑھتی تھی. اس دوران ماہ پارہ اور سارہ دونوں کی زیادہ وقت لڑائی ہی....."

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ غازی اس کو چھوڑ کر باہر نکلا. ابھی اس کو حسیب ملک کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جاننا تھا.

****

"علی کہاں چلے گئے ہو گھر کب آؤ گے بچے".

"مما بس کچھ دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے گیا ہوا ہوں... جلد ہی آجاؤں گا ...ویسے کوئی خاص بات تھی مما؟"

علی نے کہا تو سالار ہلکا سا مسکرایا.

"ہاں بہت خاص بات... لیکن گھر آؤ گے تو ہی بتاؤں گی اور تب تک ذیشان بھی آجائے گا. بیٹا تم بھی اس کے ساتھ آفس چلے جایا کرو بچے بچارے پر اتنا بوجھ آپڑا ہے".

فوزیہ بیگم نے علی سے کہا تو علی نے دروازے سے آتے غازی کو ایک گھوری سے نوازا.
اور پھر فوزیہ بیگم کو جلدی گھر آنے کا کہہ کر انکو تسلی دی اور فون بند کیا.

"اللہ پوچھے تم سے ذیشان مجھے بدنام کروا کے رکھ دیا پورے خاندان میں اور تو اور وہ نسوار خان بھی اب منہ کو آگیا ہے. میری تو کوئی عزت ہی نہیں ہے کہیں".

علی نے نا نظر آنے والے آنسو صاف کیے. غازی نے بے نیازی سے اس کی اوور ایکٹنگ کو دیکھا جبکہ سالار چپ چپ سا چھت کو تکے جا رہا تھا.

"سالار تمہیں ہمت کرنی ہو گی".

غازی نے سپاٹ نظروں سے سالار کو دیکھا.

"غازی وہ اسی لیے میری حوصلہ افزائی نہیں کرتی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ بہت جلد جدا ہو جائے گی مجھ سے".

سالار ابھی بھی بنا پلکیں جھپکے چھت کو تک رہا تھا. علی اسکو دکھ سے جبکہ غازی ابھی بھی سپاٹ نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا.

"سالار.... ہماری جاب ایسی ہے کہ ہمیں اپنے جزبات کو دبانا پڑتا ہے. نیلم کے جانے کا دکھ ہمیں بھی ہے. اور میں جانتا ہوں کہ نیلم کے ساتھ تمہاری جزباتی وابستگی تھی.
لیکن سالار وہ شہید ہوئی ہے اور شہید کبھی مرا نہیں کرتے اس لیے تمہیں ہمت کرنی ہو گی. اور کیا تم نیلم کے قاتل کو سزا نہیں دو گے.
میں نے اسے ہاتھ اسی لیے نہیں لگایا کہ وہ تمہارا مجرم ہے. تم جو چاہو اس کو سزا دو".

غازی نے سالار کو سمجھاتے ہوئے کہا تو علی چونکا.

"لیکن ابھی تک اسلم نے اپنے سرغنہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا".

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی".

غازی نے پراسرار طریقے سے کہا.

کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہمارا اصل ٹارگٹ حسیب ملک ہے. اس کیس نے اور بھی بہت سی گتھیاں سلجھادی ہیں. لیکن ابھی اور بھی بہت کچھ جاننا باقی ہے اور اس کے لیے ہمارا حسیب ملک تک پہنچنا ضروری ہے".

غازی نے کچھ باتیں گول کر کے مختصر سی تفصیل بتائی. لیکن علی کے لیے یہی بہت بڑا جھٹکا تھا.

"حسیب ملک..... تم نے کل پریشے کی بات کرتے ہوئے کسی ماہ پارہ ملک کا نام لیا تھا.... تو کیا یہ زبیر حسیب ملک کا بندہ ہے. اسکا مطلب حسیب ملک نے پریشے کو اغوا کرایا تھا اور حسیب ملک ہی لڑکیوں کی اسمگلنگ گروپ کا سرغنہ ہے. اوہ... پریشے ...وہ کہاں ہے.. بتاؤ مجھے غازی وہ کہاں ہے؟".

علی نے کڑی سے کڑی ملائی اور آخر میں چیختے ہوئے بولا.

"ٹھیک ہے وہ".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی کے بس اتنا کہنے پر ہی علی پر سکون ہو گیا.

"لیکن یہ ساری معلومات تمہیں دیں کس نے"؟

"یہ معلومات نکلوانا مشکل نہیں ہے. اور میرے پاس ایسے کئی خفیہ ایجنٹس ہیں جو مجھے لمحوں میں جو چاہوں وہ معلوم کر کے دیتے ہیں".

علی کا حلق کڑوا ہوا تھا غازی کی بات سن کر. کیونکہ وہ پہلے بھی کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ غازی کے کسی خفیہ ایجنٹ کو تلاش کر سکے لیکن جب بھی اسکو کسی پر غازی کے کسی خفیہ ایجنٹ کا گمان ہوتا تو وہ اسکے بارے میں جاننے کے لیے ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتا. لیکن ہر بار غازی سے ٹکرا جاتا تھا. اور وہ کچھ دنوں کے لیے بے سدھ سا ہو جاتا کہ اتنی کوشش کے بعد بھی نتیجہ غازی کی صورت میں نکلتا تھا. اور غازی اس کی کیفیت سے انجان نہیں تھا. لیکن اسکو مکمل نظر انداز کر کے اب سالار کی طرف متوجہ ہو گیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Download

****

"یمنہہ..."

پری یمنہ کے کان میں زور سے چلائی تو یمنہ جو کب سے پری کو گھورے جا رہی تھی ایکدم سیدھی ہوئی.

"توبہ ہے لڑکی میرے کانوں کا ستیاناس ہو جانا تھا ابھی".

"ہاں تو سن کیوں نہیں رہیں تھیں. جب اتنی دیر سے بلا رہی تھی تمہیں".

یمنہ کے کہنے پر پری نے تیوری چڑھائی تو یمنہ سٹپٹا گئی.

"اور یہ مجھے گھور کیوں رہی تھیں. مانا کہ میں تم سے زیادہ حسین ہوں لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں نہ کہ تم مجھے دن دہاڑے تاڑنا شروع کر دو. نہیں مطلب کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی لیکن تمہیں کیا پتا وہ کیا ہوتی ہے. تم تو مجھے پورے کالج میں بدنام ....."

"او بہن معاف کر دے' کیوں مجھے پاگل خانے میں بھیجنے پر تلی ہو".

پری کی باتیں اور بقول یمنہ کہ بکواس ابھی جاری تھی کہ یمنہ نے بیچ میں ٹوکا. جب کہ پری اب شرارت سے اسے گھور رہی تھی.

"اگر یہ واقعی میری کزن نکلی تو میرا تو اللہ ہی حافظ ہے".

یمنہ بڑبڑائی تو پری نے کچھ اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا.

"کیا بڑبڑا رہی ہو منہ ہی منہ میں بہن کہیں بھنگ ونگ تو نہیں پی لی آج".

"استغفراللہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکی تھی.

"ویسے پری تمہارے پاس جو لاکٹ ہے وہ مجھے پھر سے دیکھنا ہے یار.... میں سوچتی رہی تھی کہ آخر میں نے وہ کہاں دیکھا... تم مجھے وہ دکھانا پھر سے.... تاکہ میں اسے پھر سے غور سے دیکھوں شاید یاد آجائے مجھے. کہ میں نے کہاں دیکھا اسکو".

یمنہ کو پری سے جھوٹ بولتے ہوئے ذیشان پر بہت غصہ آرہا تھا. لیکن یہ کام کرنا بھی ضروری تھا.

"اوہ کیوں نہیں...ابھی دیکھ لو شاید میری الجھن ختم ہو جائے".

پری نے کہتے ہوئے وہ لاکٹ اپنے گلے سے اتارا تو یمنہ نے حیرت کو چھپاتے ہوئے اس سے نارمل انداز میں پوچھا.

"تم نے لاکٹ کو پہنا ہوا کیوں ہے. تمہیں تو یہ بھی نہیں پتا کہ یہ ہے کس کا"؟.

یمنہ کے کہنے پہ پری نے لاکٹ یمنہ کو دیتے ہوئے سکون سے جواب دیا.

"میرے پاس ہے تو یقیناً میرا ہے....اور لاکٹ پہننے کے لیے ہی ہوتا ہے....اور یہ بھی جلد ہی معلوم کرلوں گی کہ یہ لاکٹ میرے پاس آیا کیسے تھا".

اور یمنہ تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہی تھی وہ تو بس لاکٹ کے اندر موجود دونوں تصویروں کو ہی دیکھ رہی تھی. وہی تصویریں جو اس نے ذیشان کے پاس موجود لاکٹ میں دیکھی تھیں. تو مطلب پری ہی پریشے ہے. اسکی پھوپھو کی بیٹی, شان کی پرنسس.....اوہ مجھے جلد سے جلد یہ بات ذیشان بھائی کو بتانی ہو گی.

"او میڈم کہاں کھو گئیں....مجھے سچ سچ بتاؤ تم نے کوئی نشہ تو نہیں کیا ہوا. آج اتنا عجیب بی ہیو کر رہی ہو".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

پری نے یمنہ کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا تو یمنہ چونکی.

"نہیں بس تمہارا اثر ہو رہا ہے".

وہ اب کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی.

"نہیں نہیں.... مجھے تمہارے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے آج.... کبھی مجھے گھورنے لگتی ہو کبھی میرے لاکٹ کو.... ایک منٹ... کہیں تمہارا ارادہ میرے لاکٹ کو ہتھیانے کا تو نہیں ہے"

پری نے یمنہ کے ہاتھ سے لاکٹ چھیننے والے انداز میں لیا. جبکہ یمنہ نے پری کی اس بات پر ایک زوردار ہاتھ پری کے بازو پر مارا تھا. اور پری اب بازو سہلاتے ہوئے یمنہ کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Downloads

****

"چھوڑ دو مجھے یا مار دو.... مجھے قید رکھنے سے میں کچھ نہیں بتاؤں گا".

اسلم نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا تھا.

"تم سے پوچھ بھی کون رہا ہے. ویسے تمہاری خواہش تو ہو گی کہ ہمیں کیسے پتا چلا تمہارے دوسرے خفیہ اڈے کا. تو کیوں نہ مرنے سے پہلے تمہیں بتا دیا جائے".

غازی نے اسلم کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا.

"تمہیں وہ دن تو یاد ہو گا نہ جس دن ملک حسیب کا خاص بندہ زبیر (اور ملک حسیب کے نام پر اسلم کے گلے میں گلٹی سی ابھری تھی) تمہیں جلد سے جلد وہ مال دوسرے خفیہ اڈے پر منتقل کرنے کا کہہ رہا تھا. ارے ارے حیران مت ہو. اس کی جیب میں موجود آلے نے ہم تک ساری باتیں پہنچائیں تھیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تو اسکے جانے کے بعد تم نے عامر کو بھی وہاں سے بھیج دیا. اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تمہارے ایک ملازم کے روپ میں میرے بندے نے دیکھا کہ راجو جو کہ بظاہر عامر کے لیے ایک عام سا غنڈہ تھا. وہ تمہارے کمرے کی طرف بڑھا. بس ہمارے لیے اتنی ہی معلومات کافی تھیں. اسکے بعد ہم نے ہر اس جگہ خفیہ طور پر چیکنگ کی جہاں بھی راجو جا سکتا تھا. اور ہم راجو کی وہ پان کی دکان کیسے بھول سکتے تھے.

اس کے بعد اس پان کی دکان کے نیچے مجود تہہ خانے میں میرے بندے (غازی نے علی اور سالار کی جانب اشارہ کیا) وہاں سے تمہارے ہی آدمیوں کے روپ میں ان لڑکیوں کو اس ٹرک میں سوار کیا. جبکہ تمہارے وہ پالتو یہ سمجھتے رہے کہ ان لڑکیوں کو بیچا جا رہا ہے. اسی لیے وہ بھی اس کام میں ہمارا ساتھ دیتے رہے. اور تمہیں تمہارا اوور کانفیڈیس لے ڈوبا. اور اس کے بعد کیا ہوا یہ تو معلوم ہے تمہیں".

غازی رکا اور سانس لے کر پھر سے گویا ہوا.

"اور اب کیونکہ ہمیں تمہارے سرغنہ کا پتا چل چکا ہے تو اس پاک وطن کی فضا کو تمہارے سانسوں سے مزید آلودہ کرنے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے. لیکن اس سے پہلے تمہیں سالار کا سامنا کرنا ہو گا.

اب اسکو غور سے دیکھو یہ وہ ہے جس کا مقابلہ کرتے ہوئے مجھے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ میں زندہ بچوں گا یا نہیں. یہ وہ ہے جس کے پیچھے کئی ممالک کی خفیہ ایجینسیاں لگی ہوئی ہیں. اور.....

یہ وہ ہے جس سے تم نے اسکا واحد عنقریب بننے والا نیلم کی صورت میں رشتہ چھینا ہے.
اور مجھے یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں نہ کہ اب یہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا"

غازی نے کہا اور باہر کی طرف بڑھا. اور علی نے بھی اسکی پیروی کی. جبکہ سالار کی آنکھوں میں موجود طوفان نے اسلم کو کانپنے پر مجبور کر دیا.
اور تھوڑی دیر بعد اس اندھیری کوٹھڑی سے اسلم کی خوفناک چیخوں کی آواز آرہی تھی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رک جاؤ".

آغا جان کی آواز پر لاؤنج میں داخل ہوتا علی یکدم رکا.

"کہاں تھے تم پورا ہفتہ".

آغا جان نے بارعب آواز میں پوچھا تو علی نے التجائیہ نظروں سے بی بی جان کی جانب دیکھا. کیونکہ گھر میں واحد وہی تھیں جو آغا جان کے عتاب سے علی کو بچا سکتی تھیں.

"آغا جان بچہ ابھی ابھی گھر آیا ہے آپ اسکو سانس تو لینے دیں اس کے آتے ہی آپ اس سے تفتیش شروع کر دیتے ہیں".

اور بس واحد وہی تھیں اس گھر میں جنکی بات سے اختلاف کرنا آغا جان نے سیکھا ہی نہیں تھا. اور علی آغا جان کی اس کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا تھا. جبکہ ابھی بھی علی نے شرارتی نظروں سے آغا جان کو دیکھتے ہوئے بی بی جان کے گلے لگ کر ان سے پیار لیا اور آغا جان کے ہاتھوں پر عقیدت سے بوسہ دیتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا. جبکہ آنکھوں میں شرارت ہنوز موجود تھی.

علی اپنے کمرے میں آیا تو اپنے کمرے میں حسن حیدر کو موجود پایا جو یقیناً اسی کا انتظار کر رہے تھے. علی نے آگے بڑھ کر انہیں گلے سے لگایا تو انہوں نے بھی اسکی کمر تھپکی.

"برخوردار اب سنجیدہ ہو جاؤ گھر میں تمہاری شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں اور تمہیں فرصت ہی نہیں گھومنے اور آوارہ گردیاں کرنے سے".

حسن حیدر کے کہنے پر علی کو حیرت کا ایک جھٹکا سا لگا.

"کیا شادی... وہ بھی میری... مگر بابا اس کے لیے تو ایک عدد لڑکی درکار ہو گی".

علی اپنے مسخرے پن سے باز نہیں آیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاہا بیٹا جی لڑکی ڈھونڈلی ہے ہم نے. تم جیسا نالائق اسکو ڈیزرو تو نہیں کرتا لیکن کیا کریں اب لڑکی نے جب قبول کر لیا تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں".

حسن حیدر نے مسکراہٹ دبائی تھی.

"بابا کون ہے وہ جس نے میرے ساتھ یعنی علی حیدر خان کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے؟"

اور حسن حیدر علی کے اس شاہانہ انداز پر ہنس پڑے.

"ایشا حیدر خان".

اور علی کو ایک اور جھٹکا لگا تھا. اور اس بار اسکا سارا مسخرہ پن کہیں غائب ہو گیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیاااا.....وہ کیسے...میرا مطلب ہے کہ آغا جان مان گئے؟"

"ہاں بیٹا جی دل پر پتھر رکھ کر وہ مان ہی گئے اور اپنی عزیز از جان اور قابل ڈاکٹر پوتی کا رشتہ تم سے کرنے پر تیار ہو گئے. لیکن اب تمہیں کچھ سنجیدگی دکھانی ہو گی. کل سے آفس نظر آؤ مجھے".

حسن حیدر نے پہلی بات شرارتی انداز میں اور آخری بات کچھ سنجیدگی سے کہی. اور جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے.

"اور ذیشان کا کب تک ارادہ ہے آنے کا؟"

انہوں نے جاتے جاتے پوچھا تو علی جو کافی سنجیدہ سا کھڑا تھا اسی سنجیدگی سے بولا.

"اسکو ابھی کچھ دن اور لگیں گے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں کیا ہوا اچانک".

حسن حیدر علی کے اچانک سنجیدہ ہو جانے پر حیران ہوئے.

"بابا ابھی آپ نے ہی تو کہا ہے کہ 'تمہیں اب سنجیدگی دکھانی ہو گی' وہی دکھا رہا ہوں".

اور حسن حیدر نے بے اختیار قہقہ لگایا تھا. اور پھر ان کے جانے کے بعد علی آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا.

"ویسے میں سنجیدہ سنجیدہ پیار الگ رہا ہوں....
نہیں میں مسکراتے ہوئے زیادہ پیار الگتا ہوں... یا پھر میں غصے میں زیادہ پیار الگتا ہوں.... افففف اب مجھے کیسے پتا چلے گا کہ میں کیسے زیادہ پیار الگتا ہوں. تاکہ اسی موڈ میں ایشا کے پاس جاؤں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی اب آئینے کے سامنے کھڑا عجیب عجیب منہ بنا کر خود کو آئینے میں دیکھتا پھر پسند نہ آنے پر نفی میں سر ہلاتا. کہ ایکدم پیچھے سے آتی کسی کی آواز پر اچھلا.

"آپ لان کی صفائی کرتے وقت یا نسوار خان کے باغ کو پانی پلاتے وقت بہت پیارے لگتے ہیں. اسی لیے آپ آغا جان کی سنائی گئی کسی سزا کو پورا کرنے کے بعد ایشا آپی+ عنقریب بننے والی بھابھی کے پاس جایئے گا".

"زین کے بچے....."

علی نے دانت پیسے اور زین کو پکڑ کر گدگدانے لگا تو زین کی کلکاریاں پورے کمرے میں گونجنے لگیں.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو یمنہ اس فقیر کو ہاتھ کی لکیریں دکھاتے ہیں".

پری اور یمنہ کالج کے باہر اپنے اپنے ڈرائیور کا انتظار کر رہیں تھیں جب پری کی نظر کالج کی دیوار سے ٹیک لگائے ایک فقیر پر پڑی. وہ آنکھیں موندے بیٹھا تھا.

"پاگل ہو گئی ہو کیا تم یقین رکھتی ہو ان لکیروں پر".

یمنہ نے پری کو ڈپٹتے ہوئے کہا.

"پتا نہیں یار یہ سچ ہوتا ہے یا نہیں. لیکن اس فقیر بابا کے ساتھ تھوڑی مستی کرنے میں کیا حرج ہے".

پری نے کہتے ساتھ ہی ہمیشہ کی طرح یمنہ کو کچھ اور کہنے کا موقع دیے بغیر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اس فقیر کے پاس پہنچ گئی. اور فقیر کے سامنے آلتی پالتی مار کر مزے سے بیٹھ گئی. جبکہ یمنہ تھوڑا محتاط انداز میں نیچے پری کے ساتھ ہی بیٹھ گئی.

"باباجی میرا ہاتھ دیکھ کر بتائیں کہ اس میں کتنی لکیریں میری دوست اور کتنی دشمن ہیں"؟

اور اس کے عجیب و غریب سوال پر فقیر بابا غش کھاتے کھاتے رہ گئے.

"نہیں نہیں ایسے ہی دیکھ کر بتا دیں".

فقیر بابا پری کا ہاتھ پکڑنے لگے تو پری جلدی سے بولی. اور اپنا ہاتھ تھوڑا پیچھے کیا.

"غالباً تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ تمہارے ہاتھ کی لکیریں کیا کہتی ہیں".

بابا جی اب زرا محتاط سے ہوئے.

"ارے بابا جی بس اتنا بتا دیں کہ میرے ہاتھ کی کون سی لکیر مسئلہ کر رہی میں نپٹ اس سے خود ہی لوں گی".

اور اب کی بار یمنہ کے ساتھ ساتھ فقیر بابا نے بھی اپنے قہقے کا گلا گھونٹا تھا.

"لڑکی تمہارے ہاتھ کی ایک لکیر کہتی ہے کہ تم خود کو نہیں جانتیں' تمہیں نہیں پتا کہ تم کون ہو".

اپنی بات مکمل کر کے فقیر بابا نے پری کے چہرے کے تاثرات دیکھے. جہاں الجھن کے ساتھ ساتھ خوف بھی تھا.

"بابا جی اتنی خوفناک باتیں کر کے مجھے ڈرائیں تو نہ".

پری کے جھرجھری لے کر کہنے پر بابا جی پھر سے اپنی ہنسی دبا گئے تھے. گویا جان گئے ہوں کہ وہ صرف مستی کر رہی ہے.

"پری بس کرو اور چلو یہاں سے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ کو اب ڈر لگنے لگا تھا. کیونکہ بابا جی جو کہہ رہے تھے پری کے بارے میں وہی سچ تھا. اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کوئی اور سچ پری کے سامنے بولیں.

"تمہارے ہاتھ کی ایک اور لکیر یہ کہتی ہے کہ تمہارے پاس کچھ ایسا ہے جو تمہارے ماضی سے متعلق ہے"

اور اس بار پری کے گلے میں موجود لاکٹ پر فقیر بابا کی نظر پڑی تھی.
اور اس بار پری بھی واقعی میں خوف زدہ ہو گئی تھی.

"تو مجھے کیسے پتا چلے گا کہ میرا ماضی کیا ہے؟ سب کہتے ہیں کہ میری یادداشت چلی گئی تھی. مجھے کچھ یاد نہیں. میں جب بھی اس بارے میں سوچتی ہوں تو میرا سر دکھنے لگتا ہے".

پری کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ کر بابا جی نے بمشکل مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے کو قابو کیا.

"تمہیں اگر کوئی آکر کہے کہ تم وہ نہیں ہو جو لوگ تمہیں سمجھتے ہیں' تم خود بھی نہیں جانتی کہ تم کون ہو' اور وہ تمہیں تمہارے قریبی لوگوں کے متعلق جو سچ بتائے اس پر یقین کر لینا' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو کبھی اپنے ماضی کو نہیں کھوج پاؤ گی".

اور اس بات پر پری یکدم کھڑی ہوئی تھی. اس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا.

"مجھے کچھ نہیں جاننا....کچھ بھی نہیں".

وہ وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے کالج کے گیٹ کی طرف گئی جہاں ابھی ابھی اس کی گاڑی آکر رکی تھی وہ اس میں بیٹھ گئی.اور اس لمحے اس کے دماغ سے یمنہ نکل چکی تھی. جبکہ دوسری طرف یمنہ بھی بے یقینی سے اس فقیر کو دیکھتے ہوئے کھڑی ہوئی اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Msang|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حسیب ملک تمہیں اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہوگا.تم نے اتنے سال میری پرنسس کو ازیت میں رکھا اور وہ تمہیں اپنا سگا باپ سمجھتی ہے.بہت جلد تمہارا انجام اسلم سے بھی زیادہ برا ہونے والا ہے".

اس کے لہجے میں ایک عزم تھا.پریشے کا بدلہ لینے کا عزم'کئی لڑکیوں کو ان کے اپنوں سے جدا کرنے کا بدلہ لینے کا عزم'کئی لڑکیوں کے سر سے عزت کی چادر چھین لینے کا بدلہ لینے کا عزم.

****

اسپتال میں معمول کی طرح رش تھا لیکن ڈاکٹر نتاشا کے آفس میں موت کی سی خاموشی چھائی تھی. وہ آنکھوں میں کسی کو کھو دینے کا ڈر لیے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہیں تھیں. جبکہ سامنے موجود شخص کی آنکھوں میں موجود طوفان بہت کچھ بہا دینے کی طاقت رکھتا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا چاہتے ہو تم مجھ سے".

ڈاکٹر نتاشا کی آواز کسی کنویں سے آتی محسوس ہوئی.

"وہی جو دس سال پہلے آپ کے شوہر نے مجھ سے چھینا تھا. وہی واپس لینے آیا ہوں".

اس شخص کی آواز میں موجود تکلیف ڈاکٹر نتاشا سمجھ سکتی تھیں.

"ذیشان میں جس حد تک ہو سکا تمہاری مدد کروں گی لیکن مجھ سے میری بیٹی مت چھیننا. سالوں پہلے جو کچھ بھی ہوا اس میں میرا کوئی قصور نہیں. مجھے تو اس حقیقت کا علم ہی ایک سال پہلے ہوا".

ڈاکٹر نتاشا کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو چمک رہے تھے.

"ڈاکٹر نتاشا مجھے حسیب ملک کے خلاف آپ کی گواہی چاہیئے. عدالت میں نہیں بلکہ پریشے کے سامنے".

ذیشان نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا.

"ذیشان اس طرح تو میں پری کے ساتھ حسیب اور سارہ کو بھی کھو دوں گی".

نتاشا بے چینی سے بولیں تو ذیشان ڈاکٹر نتاشا کی طرف ہلکا سا جھکتے ہوئے سرد آواز میں گویا ہوا.

"ڈاکٹر نتاشا.... آپ کے شوہر حسیب ملک نے صرف پریشے کو ہی نہیں اس ملک کے ہزاروں لوگوں کی بیٹیوں کو ان سے جدا کیا ہے. پریشے کو تو آپ نے اپنی ممتا کے سائے میں چھپا لیا لیکن باقی لڑکیوں کا کیا' جن کو وہ غدار اپنی دنیاوی آسائشات کے لیے اغوا کر کے آگے بیچ دیتا تھا. کیوں حیرت ہو رہی ہے نہ آپ کو. آپکو کیا لگا کہ آپ کا شوہر بہت معصوم انسان ہے. آپ کو تو ایک سال پہلے ہی اس کے خلاف جانا چاہیے تھا جب آپکو یہ پتا چلا کہ پریشے کو انہوں نے نہ صرف اغوا کیا بلکہ اس کے سر پر لگنے والی ہلکی سی چوٹ کیلئے ڈاکٹر کی دی گئیں میڈیسن کو تبدیل کروا تا رہا. جس سے پریشے کی وہ معمولی سی چوٹ اس کا ماضی نگل گئی".

وہ بولتا جا رہا تھا اور ڈاکٹر نتاشا کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں. وہ بولنا چاہتیں تھیں لیکن ان میں ہمت نہیں تھی. وہ ذیشان سے کہنا چاہتی تھیں کہ حسیب اسمگلر

نہیں ہو سکتے وہ بھی لڑکیوں کے. لیکن ان کی زبان ان کا ساتھ نہیں دے رہی تھی. گویا تالو کے ساتھ چپک گئی تھی.

"اور آپ تو ڈاکٹر تھیں نہ آپ نے کبھی پریشے کو دی جانے والیں میڈیسن غور سے نہیں دیکھیں؟"

ذیشان کے چہرے پر دکھ تھا.

"حسیب خود ہی پری کا خیال رکھتے اور اس کو میڈیسن بھی وہ خود ہی وقت پر دیتے تھے. میں تو یہی سمجھی تھی کی وہ اس کی محبت میں ایسا...."

ایک آنسوؤں کا گولا سا ان کے گلے میں پھنسا تھا.

"ڈاکٹر نتاشا اگر آپ نے ساری سچائی پریشے کو بتانے میں میری مدد نہ کی تو پریشے کی مجرم ہوں گی آپ. اتنی ایماندار ڈاکٹر اور ایک ماں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ ایک ماں

کو اس کی سگی اولاد سے دور رکھیں. پریشے کی ماں پچھلے دس سالوں سے پریشے کی یاد میں تڑپ رہی ہیں. سوچیں اگر آپکی بیٹی آپ سے چھن جائے تو آپ کا کیا حال ہو گا. وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے. اسی لیے آپ کو بس اتنا کرنا ہے کہ پریشے کو اس بات کا یقین دلائیں کہ وہ آپ کی اور حسیب ملک کی بیٹی نہیں ہے اور حسیب ملک کی وجہ سے ہی وہ اپنے سگے ماں باپ سے دور ہوئی".

ذیشان نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا. لیکن پھر جانے سے پہلے سرد آواز میں گویا ہوا.

"اور ہاں حسیب ملک کو اپنے کیے کی سزا ضرور ملے گی اس کے خلاف ہمارے پاس ٹھوس ثبوت ہیں. اگر آپ پریشے کو نہیں بتائیں گی تو بھی حسیب ملک نہیں بچے گا. بس اس صورت میں پھر آپ پریشے کو دیکھنے سے ساری زندگی کے لیے محروم ہو جائیں گی".

اور پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آفس کا دروازہ پار کر گیا.

اور پیچھے ڈاکٹر نتاشا بے جان سی اپنے سامنے رکھی میز پر سر ٹکا گئیں.

****

"سنا ہے کوئی مرا جا رہا تھا مجھ سے شادی کرنے کے لیے".

علی نے پھلوں کی ٹوکری میں سے ایک سیب اٹھاتے ہوئے کہا. اور ایشا جو کچن میں پانی پینے کی غرض سے آئی تھی وہ حیرت سے علی کی طرف مڑی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دماغ پر کوئی چوٹ لگی ہے کیا؟"

ایشا نے حیرانی سے کہا.

"اچھاا.....کچھ دن پہلے تم سے آغا جان نے یا بی بی جان نے کوئی بات نہیں کی تھی کیا؟"

علی کو کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا کہ وہ نہیں جانتی کہ اس کا رشتہ علی سے ہی طے ہوا ہے. وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ کچھ دن پہلے آنے والا احسن حیدر کے دوست کے بیٹے کا رشتہ قبول کر لیا گیا ہے. جبکہ وہ اپنے لیے ایشا کی پسندیدگی سے بھی واقف تھا.

"ہاں کی تھی بات".

ایشا افسردگی سے بولی. پھر یکدم خود کو سنبھالتے ہوئے مڑی اور کچن کا دروازہ پار کر گئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ....اب آئے گا مزہ...چل بھئی علی لگ جا کام پہ".

علی بھی کچن سے نکلا اور شرارتی انداز اپنائے اپنے مما بابا کے کمرے کی طرف بڑھا. جبکہ ایشا کے کمرے کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے ہاتھ میں موجود سیب کو زور سے اوپر اچھالا اور پھر اسکو پکڑنے کے لیئے ہاتھ کا پیالہ سا بنا کر اوپر کیا. لیکن سیب تھا کہ ہاتھ میں آ کر ہی نہیں دے رہا تھا.

"اررے بھئی کہاں گیا یہ.....او تیری....مر گئے اب تو....."

علی نے اب اوپر دیکھا اور فضا میں سیب کو ناپا کر حیرت سے سامنے دیکھا. اور سامنے موجود آغا جان نے علی کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیے. سیب بھی ان کے ہاتھوں میں موجود تھا.

"اللہ جی آج بچا لیں آغا جان سے پھر نہیں کروں گا".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نیچے دیکھتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑا بھی رہا تھا.

"وہ آغا جان میں تو بس....وہ میں تو....".

علی نے آغا جان کو خاموش دیکھا تو خود ہی کچھ بولنے کی ٹھانی' لیکن اب اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا بولے.

"میں تو کیا...آگے بھی کچھ بولو گے؟".

آغا جان نے سنجیدگی سے کہا.

علی کو اور تو کچھ سمجھ نہیں آیا تو زور سے وہیں پر اچھلنے لگا. اور آغا جان حیرت سے بت بنے کھڑے تھے.

"وہ آغا جان میں اچھل اس لیے رہا ہوں کیونکہ اس طرح مجھے آئیڈیے آتے ہیں.....اوہ آگیاااا....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی یہ سب کرتے ہوئے کسی مسخرے سے کم نہیں لگ رہا تھا. جب کہ آغا جان ابھی تک حیرانی سے علی کو تک رہے تھے.

"بی بی جان.....شکر ہے آپ آگئیں....."

علی نے ایک دم خوش ہوتے ہوئے کہا تو آغا جان نے اپنے پیچھے دیکھا. وہاں پر بی بی جان کو ناپا کر یکدم مڑے تو علی غائب تھا. انہوں نے دانت پیسے تھے. پھر دھیرے سے مسکرا دیے.

****

"مما".

علی کمرے میں آکر زور زور سے فوزیہ بیگم کو آوازیں دے رہا تھا. ہالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی. وہ سامنے صوفے پر موجود تھیں. لیکن علی کو کون سمجھائے.

"ششش".

حسن حیدر جو کوئی کتاب پڑھ رہے تھے خفگی سے علی کو ٹوکا.

"سوری".

علی کے سوری کہنے پر حسن حیدر نے علی کے چہرے کو دیکھا جہاں ہلکی سی بھی شرمندگی نہیں تھی. پھر کتاب بند کرتے ہوئے اس کی طرف مڑے.

"علی میں نے کیا کہا تھا کل. کہ مجھے تم آفس میں نظر آؤ اب. بھائی جان کیا سوچیں گے کہ کیسا نکما لڑکا ہمارے پلے باندھ دیا".

حسن حیدر نے مسکراہٹ دبائی. جبکہ علی کا حیرت کی زیادتی سے منہ کھل گیا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نکماااا..."

علی صدمے سے چور آواز میں بولا.

"ارے بھئی بس کریں اب".

فوزیہ بیگم نے علی کا اترا چہرہ دیکھا تو حسن حیدر سے بولیں.

"بچے کیا بات کرنی تھی تمہیں".

فوزیہ بیگم نے پیار سے پوچھا تو علی نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں.

"مما بابا میں کل آفس صرف اسی شرط پر جاوں گا اگر آپ ایشا کو یہ نہ بتائیں کہ اس کی شادی مجھ سے ہو رہی ہے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور یہ کہتے ہی علی نے جمپ لگاتے ہوئے دروازہ پار کیا تھا. کیونکہ وہ حسن حیدر کو جوتے کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھ چکا تھا.

"تو پھر میں آپ دونوں کی خاموشی کو ہاں سمجھوں نہ؟"

اب کی بار علی کا صرف چہرہ دروازے میں نظر آرہا تھا. حسن حیدر نے کتاب بند کی اور اٹھنے ہی لگے کہ علی کا چہرہ غائب ہوا.

"مطلب پکا نہ....اب مجھے پھر سے کہنے کی ضرورت تو نہیں پڑے گی نہ"؟

اب کی بار چہرہ دروازے کی بجائے کمرے کی کھڑکی سے اندر گھسا نظر آرہا تھا.
اور حسن حیدر جو اب دروازے کے پیچھے چوکنا ہو کر کھڑے تھے انہوں نے بے بسی سے فوزیہ بیگم کو دیکھا. جو اب ہلکا سا ہنس دیں تھیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سو نمونے مرے ہونگے تب جا کر یہ نمونہ وجود میں آیا ہو گا".

حسن حیدر نے جل کر کہا. تو فوزیہ بیگم نے خفگی سے ان کو دیکھا وہ جلدی سے کتاب پر جھک گئے.
جبکہ دوسری طرف علی اب خود کو پر سکون محسوس کرتا مسرور سا اپنے کمرے کی جانب بڑھا. کیونکہ ابھی اسے کل کا لائحہ عمل طے کرنا تھا.

****

"پری اپنے کمرے کی کھڑکی میں بیٹھی تھی. پاؤں کھڑکی سے باہر لٹکا رکھے تھے. اور دیوار سے سر ٹکائے سوچ میں گم تھی.

وہ فقیر بابا کہیں اسی لاکٹ کے بارے میں تو نہیں بات کر رہے تھے. اس نے اپنے گلے میں موجود اس لاکٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے ہوئے سوچا.

کیا واقعی میرا کوئی ماضی ہے. لیکن کیا؟ مجھے کیسے پتا چلے گا. اور کون بتائے گا مجھے. وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب کسی نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا.

"کیا سوچ رہی ہو پری؟"

نتاشا بیگم نے ہلکی آواز میں پوچھا.

"مام آپ مجھے بتائیں کہ میرا ایکسڈنٹ کیسے ہوا تھا اور کیا اتنی گہری چوٹ آئی تھی سر پر کہ میری یادداشت ہی چلی گئی"؟

پری نے نتاشا بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا.

"پری جو کچھ میں کہوں گی کیا تمہیں اس پر یقین آجائے گا؟"

"مام میں آپکی بات کا کیوں نہیں یقین کروں گی؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ حیران ہوئی.

"اس لیے کہ سچ کڑوا ہوتا ہے اور تمہارے لیے بھی میرے بتائے گئے سچ کو ہضم کرنا بہت مشکل ہو گا".

نتاشا بیگم تول تول کر بول رہیں تھیں. اور پری نے دھڑکتے دل سے نتاشا بیگم کے ہاتھوں کو مظبوتی سے تھاما.

****

ذیشان اپنے کمرے میں نیچے بیٹھا بیڈ سے ٹیک لگائے لاکٹ ہاتھ میں لے کر وہ دن یاد کر رہا تھا... وہ سولہ سال کا تھا جب....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیارہ سال پہلے...

"ماما....ماما.... کیا ہوا آپ کو.. اٹھیں.... بابا بابا... جلدی آئیں... دیکھیں ماما کو کیا ہوا ہے".

سولہ سالہ ذیشان ابھی ابھی کالج سے آیا تھا اور بچپن کی عادت کے مطابق سب سے پہلے ثوبیہ بیگم کے پاس آیا لیکن انہیں بیڈ کے قریب نیچے اوندھے منہ گرے پایا تھا. تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے. اور وہ زور زور سے احسن حیدر کو آوازیں دینے لگا.

****

"ڈاکٹر... کیا ہوا میری وائف کو اور کیسی طبیعت ہے اب ان کی؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹر باہر آیا تو احسن حیدر جلدی سے آگے بڑھے اور بے چینی سے پوچھا.

"انہیں انجائنا کا اٹیک ہوا ہے. جو کہ عام طور پر دل میں خون کے بہاؤ کی کمی وجہ سے ہوتا ہے. اور یہ مرض زیادہ تر خواتین میں پایا جاتا ہے. انکو پہلے بھی درد کی شکایات ہوتی رہیں. انکو فوراً ڈاکٹر سے رابطہ کرنا چاہیے تھا. بہر حال اب وہ پہلے سے کچھ بہتر ہیں. لیکن ابھی بھی ان کی حالت خطرے سے خالی نہیں ہے".

ڈاکٹر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا.

"ڈاکٹر کیا میں اپنی ماما سے مل سکتا ہوں".

"مجھے بھی ملنا ہے بڑی ماما سے".

ذیشان نے ڈاکٹر سے بے چینی سے پوچھا تو پریشے بھی منہ بسورتے ہوئے بولی. وہ بھی آغا جان کے ساتھ ضد کر کے اسپتال آگئی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بلکل آپ مل سکتے ہیں لیکن کوشش کیجیے گا کہ وہ کم بولیں. اور آپ بھی شور مت کیجیے گا".

ڈاکٹر نے ذیشان کو پیشہ ورانہ انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا. جبکہ ذیشان نے بھاگ کر دروازہ کھولا تو سامنے موجود ثوبیہ بیگم کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے.
لیکن ثوبیہ بیگم نے اسے اشارے سے اپنے پاس بلایا تھا.

"میں جو کہوں گی تم مانو گے نہ"؟

ثوبیہ بیگم کو بولنے میں تکلیف ہو رہی تھی. ذیشان نے ہاں میں سر ہلا دیا.

"پھر اپنے آغا جان کو بلاؤ".

وہ بات ختم کر کے اب گہرے گہرے سانس لینے لگی تھیں.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"ماما آپ کچھ مت بولیں پلیز.... میں بلاتا ہوں آغا جان کو....."

ذیشان کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا پھر تھوڑی دیر بعد آغا جان بھی ذیشان کے ساتھ ثوبیہ بیگم کے پاس موجود تھے.

"آغا جان پریشے کو میرے ذیشان کی دلہن بنا دیں تاکہ میں سکون سے مر سکوں".

"یہ کیا کہہ رہی ہو بہو.... اللہ تمہیں لمبی زندگی عطا کرے.... دیکھو زیشان بھی پریشان ہو گیا ہے. اس طرح کی باتیں نہ کرو".

آغا جان نے فوزیہ بیگم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.

"نہیں آغا جان مجھے ڈر ہے کہ سرور خاناں ہمارے گھر کو توڑنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑے گا. وہ بہت ظالم انسان ہے. وہ حسن خان سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ پریشے کو نقصان پہنچا کر ضرور لے گا. اس گھٹیا انسان کی نظریں پریشے پر ہیں. آغا جان میری بات مان لیں پریشے کو میرے ذیشان کی دلہن بنا دیں".

ثوبیہ بیگم نے التجا کی. تو آغا جان گویا ہوئے.

"بہو.... حسن حیدر نے سرور خان کے بھائی کو نہیں مارا تھا یہ بات پورا علاقہ جانتا ہے. لیکن تم ٹھیک کہہ رہی ہو. وہ کچھ نہ کچھ تو ضرور کرے گا. کیونکہ اسے یہی لگتا ہے کہ

حسن حیدر نے ہی اسکے بھائی کا قتل کیا ہے. ٹھیک ہے میں نکاح کا انتظام کرواتا ہوں. لیکن تم خود ہلکان مت کرو ابھی تم نے اپنے سارے بچوں کی خوشیاں دیکھنی ہیں".

آغا جان نے کہتے ہوئے نم آنکھوں سے ثوبیہ بیگم کو دیکھا انہیں اپنی دونوں بہویں ہی عزیز تھیں. وہ ان سے بلکل بیٹیوں کی طرح پیار کرتے تھے. اس لیے ثوبیہ بیگم کو اس حالت میں دیکھ افسردہ ہو گئے تھے.

ذیشان یہ ساری باتیں سن تو رہا تھا لیکن وہ سوچ صرف ثوبیہ بیگم کے بارے میں رہا تھا. جن کا چہرہ بلکل زرد ہو چکا تھا. وہ اپنے بابا سے زیادہ اپنی ماما کے قریب تھا.

اور پھر تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب احسن حیدر اور آغا جان سے گلے ملتے اور ذیشان کا کندھا تھپکتے ہوئے حسن حیدر کے ساتھ باہر چلے گئے. جبکہ بی بی جان پریشے کو پیار کر رہی تھیں. اور وہ ہونق بنی تھی کبھی کسی کو دیکھتی تو کبھی کسی کو. اس کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ پریشے حسن سے پریشے ذیشان بن چکی ہے. ذیشان ثوبیہ بیگم کے پاس بیٹھا ان کو فکر مندی سے دیکھ رہا تھا.

اس دوران ثوبیہ بیگم نے لاکٹ جو انہوں نے کچھ دیر پہلے ہی گھر سے منگوائے تھے ایک ذیشان کے اور ایک پریشے کے حوالے کیا تھا. وہ لاکٹ کھلتا تھا. اس میں دو تصویریں لگائی جاسکتی تھیں لیکن فلحال وہ اندر سے خالی تھا.

جبکہ فوزیہ بیگم پندرہ سالہ علی اور ایشا کے ساتھ گھر تھیں. لیکن ان کو اس ساری کاروائ کے بارے میں بتادیا گیا تھا. وہ ایک طرف اپنی بیٹی کے لیے خوش تھیں. کہ وہ اب ہمیشہ ان کے پاس رہے گی. اور دوسری طرف اپنی بڑی بہن کی وجہ سے پریشان تھیں. جن کی حالت ابھی خطرے سے خالی نہیں تھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Download Versions

****

ثوبیہ بیگم کی حالت نکاح والے واقعے کے تین دن بعد پھر سے بگڑ گئی تھی. اور ڈاکٹر نے بھی کوئ تسلّی بخش جواب نہیں دیا تھا. اور بلآخر وہ پریشے اور ذیشان کے نکاح کے صرف چار دن بعد ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئیں.

ویسے تو یہ دکھ سب کے لیے برابر تھا. لیکن ذیشان کی حالت بہت خراب تھی. مسلسل تین دن تک تو وہ نہیں رویا تھا. بلکل خاموش ہو گیا تھا. اتنا خاموش کہ احسن حیدر کو

اسکی خاموشی سے ڈر لگنے لگا تھا. لیکن ثوبیہ بیگم کے جانے کے چوتھے روز وہ اپنے کمرے میں موجود تھا. جب پریشے کی آواز پر سر اٹھایا.

"شان سب لوگ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ آپ روئیں. سب آپکو رلانا کیوں چاہتے ہیں. میں نے ابھی بھی سنا تھا. بی بی جان کہہ رہی تھیں کہ آپ نہیں روئے تو آپ کو کچھ ہو جائے گا. شان نہ رونے سے کیا ہو گا آپکو"?

وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی. جبکہ اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے ہلکی ہلکی سوجی ہوئیں تھیں. کیونکہ اس کو پچھلے چار دنوں سے اپنی بڑی ماما دکھائی نہیں دی تھیں. جب وہ اسپتال میں تھیں تو وہ ضد کر کے روزانہ مل آتی تھی. لیکن پچھلے چار دنوں سے کوئی اسپتال نہیں گیا تھا. اور دس سال کی پریشے سمجھ چکی تھی کہ اب وہ اپنی بڑی ماما کو کبھی نہیں دیکھ سکے گی.

لیکن وہ حیران تھی کہ سب شان کو رونے کے لے کیوں کہہ رہے تھے.

"پریشے جائیں یہاں سے. مجھے کسی سے بات نہیں کرنی".

ذیشان نے کہا اور ہھر سر جھکا دیا تو پریشے پہلے حیران ہوئی اور پھر یکدم رونے لگی. تو ذیشان نے سر اٹھایا.

"پرنسس کیا ہوا آپ رونے کیوں لگیں؟"

ذیشان کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ ابھی تو ٹھیک تھی پھر اچانک رونے کیوں لگی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ مجھے پریشے کیوں کہہ رہے ہیں. آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں. آپ مجھے پریشے تب ہی کہتے ہیں نہ جب آپ مجھ سے ناراض ہوں".

وہ ابھی بھی روتے ہوئے کہہ رہی تھی.

"سوری پرنسس".

ذیشان نے اسکے آنسو صاف کئے.

"شان آپ سیڈ ہیں نہ... میں بھی سیڈ ہوں... اب بڑی ماما نہیں ہیں نہ ہمارے پاس اس لیے".

اور یہاں ذیشان نے ضبط کھو دیا تھا. وہ اتنا رویا کہ پریشے ڈر گئی اور پھر کمرے سے باہر بھاگی. اور وہ وہیں سے احسن حیدر کو آوازیں لگانے لگی.

"بڑے بابا..... بڑے بابا.... دیکھیں شان کو چپ ہی نہیں ہو رہے...."

احسن حیدر بھاگتے ہوئے ذیشان کے کمرے میں آئے اور آگے بڑھ کر بکھرے ہوئے ذیشان کو گلے سے لگا خود میں سمیٹ لیا. اور پھر اس دن ذیشان پہلی اور آخری بار رویا تھا.

جبکہ ایشا کو فوزیہ بیگم نے اپنی ممتا کی چھاؤں میں سمیٹ لیا تھا.

****

ذیشان اپنے ماضی میں اس قدر گم تھا کہ اس کا فون بج بج کر خاموش ہو گیا تھا.

ایک بار پھر سے فون بجا تو ذیشان نے چونکتے ہوئے فون اٹھایا. لیکن دوسری طرف سے جو خبر سنائی گئی تھی اس نے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی تھی. وہ بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلا تھا.

اور تھوڑی دیر بعد وہ اسپتال میں موجود نتاشا بیگم کے سامنے اضطرابی کیفیت میں کھڑا تھا. اور وہ روتے ہوئے بتا رہیں تھیں.

"پری کو ساری حقیقت بتا دی ہے میں نے اس نے ایک لفظ نہیں بولا. بس خاموشی سے سنتی رہی. اور پھر اچانک بیہوش ہو گئی".

"ڈاکٹر نے کیا بتایا ہے؟"

"ابھی تک ڈاکٹر باہر نہیں آئے".

نتاشا بتاتے ہوئے رو بھی رہیں تھیں. جبکہ ذیشان کو لگ رہا تھا کہ وہ گیارہ سال پیچھے چلا گیا ہے جب اس نے اسپتال میں اپنی ماں کو کھویا تھا. اور اب وہ پریشے کو دوسری بار نہیں کھونا چاہتا تھا.

"حسیب ملک کو پتا ہے پریشے کی اس حالت کا؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان نے کچھ چونکتے ہوئے نتاشا سے پوچھا. تو وہ اس بات میں سر ہلا گئیں.

"ہمم تو بس اس کو میرے بارے میں کچھ پتا نہیں چلنا چاہیئے... آپ نے اس کے ساتھ نارمل روّیہ رکھنا ہے".

کہتے ساتھ ہی ذیشان نے وہاں سے نکلا اور ایک اور کاریڈور میں جا کر کھڑا ہوا. اور ساتھ ہی کسی کو کال ملائی.

"سالار غازی بول رہا ہوں اگلے دس منٹس میں تم یہاں نظر آو مجھے اور ہاں پوری تیاری کے ساتھ آنا".

اس نے سالار کو اسپتال کا ایڈریس سمجھایا اور حکم دے کے کوئ بات سنے بغیر کال کاٹ دی.

"آؤ آؤ حسیب ملک... تمہارا استقبال تمہارے شایانِ شان ہو گا".
ذیشان نے دل ہی دل میں کہا اور ڈاکٹر ثاقب کے آفس کی طرف بڑھا. وہی پریشے کے ڈاکٹر تھے.

****

"نتاشا..... کیا ہوا ہے میری بیٹی کو.....؟"

حسیب ملک نے آتے ہی نتاشا سے پوچھا.

"نتاشا نے خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھا.

"نتاشا میں کچھ پوچھ رہا ہوں"

"آپ نے اس کے ساتھ نارمل رویہ رکھنا ہے".
نتاشا کے کانوں میں ذیشان کے آواز گونجی تو وہ جیسے ہوش میں آئیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بے...بے ہوش ہو گئی تھی اچانک 'تو میں اسکو یہاں لے آئی 'ابھی تک ڈاکٹرز باہر نہیں آئے".

انہوں نے بمشکل حسیب ملک کو دیکھتے ہوئے بتایا.

"تم بیٹھو یہیں.... میں تمہارے لیے پانی لے کر آتا ہوں. مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہیں".

حسیب ملک نے انکو کندھے سے پکڑ کر بینچ پر بٹھایا اور خود تیزی سے ایک جانب بڑھے. اور اسی لمحے ایک ڈاکٹر اور ایک نرس ساتھ ساتھ باہر آئے تھے. اور اس سے پہلے کہ نتاشا بیگم کھڑی ہوتیں. اچانک کہیں سے ذیشان نمودار ہوا تھا.

"کیا ہوا ہے پریشے کو ڈاکٹر"؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے رہ گیا. کوئی بہت بڑا دھچکا لگا ہے اس بچی کو".

"ڈاکٹر وہ ہوش میں کب تک آئے گی"؟

نتاشا بیگم نے بیتابی سے پوچھا.

"ڈاکٹر نتاشا....آپ تو خود ڈاکٹر ہیں...آپ جانتیں ہیں کہ اس طرح کے کیسیز میں پیشنٹ دیر سے ہوش میں آتا ہے. بہر حال ہم تھوڑی دیر میں ان کو روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ مل سکتیں ہیں".

ڈاکٹر نے کہا پھر ایک نظر ذیشان کو دیکھا اور اپنے کیبن کی طرف بڑھا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹر ثاقب جیسے ہی کیبن میں داخل ہوئے حسیب ملک کو اپنا منتظر پایا.

"ڈاکٹر کیا ہوا میری بیٹی کو وہ ٹھیک تو ہو جائے گی نہ؟"

حسیب ملک نے بیتابی سے پوچھا.

"جی جی ملک صاحب آپ فکر نہ کریں لیکن کوشش کریں کہ وہ کسی چیز کا اسٹریس نہ لیں اور میں آپ کو کچھ میڈیسن لکھ کر دے رہا ہوں وہ باقاعدگی سے انکو دیں. باقی اللہ سے اچھی امید رکھیں".

ڈاکٹر ثاقب نے ایک پیڈ پر لکھتے ہوئے کہا. پھر تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر چلے گئے تو حسیب ملک نے بھی اٹھنے کے لیے کرسی پر پر ہاتھ رکھے نہیں پیچھے سے کسی نے ان کندھے پر زور دے کر پھر سے انہیں کرسی پر بیٹھنے کے لیے مجبور کر دیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہ نہ ملک صاحب کہاں جا رہے ہیں' ارے ہمیں بھی تو ملاقات کا شرف بخشیں".

کسی نے ان کے کان کے قریب ہلکی آواز میں کہا تو وہ جیسے کرنٹ کھا کر پلٹے.

"غغ غازی.....".

ان کہ منہ سے سرسراتی آواز نکلی".

"نہیں جناب غازی تو آپ سے الگ نپٹے گا وہ تو دوسرا معاملہ ہے. پہلے مجھ سے ملیے... میں ہوں ذیشان حیدر خان.... حسن حیدر خان کا بھتیجا.... ارے وہی حسن حیدر جنکی بیٹی کو آپ نے آج سے دس سال پہلے سوات سے اغوا کیا تھا".

"نن نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا. میں نہیں جانتا تم کیا بات کر رہے ہو".

حسیب ملک کے ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا. جبکہ وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے.

"کوئی فائدہ نہیں ملک.... وہاں سے اب کوئی نہیں آئے گا. تمہارا کھیل اب ختم ہوا. اب میری باری ہے".

ذیشان کے لہجے میں چٹانوں کی سی مضبوطی تھی. حسیب ملک نے تھوک نگلا تھا.

"حسن حیدر سے دشمنی کی کیا وجہ تھی"؟

ذیشان نے حسیب ملک کے کندھے سے اوپر گردن کی جانب ایک جگہ زور دیا تو حسیب ملک کی چیخ کی آواز ذیشان کے دوسرے مضبوط ہاتھ میں دب کر رہ گئی. جو اس نے بروقت اس کے منہ پر رکھا تھا.

"اب اگر تم نے منہ نہ کھولا تو تمہاری بیٹی سارہ جو اس وقت میری قید میں ہے اس کا کیا حال کر سکتا ہوں یہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو. اور بے فکر رہو ڈاکٹر ثاقب اب یہاں تب تک نہیں آئیں گے جب تک میں نہ چاہوں".

ذیشان کے لہجے میں کاٹ تھی. جبکہ اس کے انداز سے حسیب ملک کو یہی لگا کہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ کر کے بھی دکھائے گا. اسے اس دنیا میں اگر کسی سے سب سے زیادہ پیار تھا تو وہ سارہ تھی. اور اب اسی کی زندگی خطرے میں تھی. اسے کوئی اور راستہ نظر نہیں آیا تو وہ بولنا شروع ہوا.

"میرا بڑا بھائی لڑکیوں کی اسمگلنگ کرتا تھا. اس کے روابط بیرون ملک تک تھے. میں چھوٹا تھا لیکن اتنا نہیں... میں جانتا تھا کہ میرے بھائی کا کیا کاروبار ہے. مجھے اتنی دلچسپی نہیں تھی. مجھے تو دنیا کی ہر آسائش مل رہی تھی تو مجھے ضرورت ہی کیا تھی.

لیکن پھر ایک دن میرے بھائی نے مجھے کہا کہ ہمیں پشاور سے کراچی جانا ہوگا. میں حیران ہوا کہ اتنا اچھا گھر چلتا ہوا کاروبار (اس بات پر ذیشان نے مٹھیاں بھینچی تھیں) چھوڑ کر آخر کراچی جانے کی ضرورت ہی کیا ہے. بھائی نے بس اتنا بتایا کہ ہمارے پیچھے خفیہ ایجینسی کے بندے لگے ہوئے ہیں اس لیے ہمیں یہاں سے جانا ہوگا. اور پھر اسی رات ہم لوگ چھپتے چھپاتے وہاں سے نکلے. ہمارے ساتھ بھائی کا ایک پرانا اور وفادار ساتھی بھی تھا. ابھی ہم لوگ پشاور سے نہیں نکلے تھے جب ہمیں لگا کہ ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے. بھائی نے گاڑی دوسرے راستے پر ڈالی. پھر ہم کچھ پر سکون ہوئے کیونکہ اس وقت کوئی ہمارا پیچھا نہیں کر رہا تھا.

پھر ایک جگہ بھائی نے گاڑی روکی اور بھائی کا آدمی باہر نکلا تو ساتھ میں بھی باہر نکلا گاڑی میں صرف بھائی تھا میں ٹہلتے ٹہلتے تھوڑا دور چلا گیا تھا. اور پھر جب میں واپس مڑا اور گاڑی کی طرف رخ کیا تو گاڑی سے آگ شعلے نکل رہے تھے میرے پاؤں کے نیچے سے

زمین نکل گئی تھی جیسے. پھر میں نے اپنے قریب ایک سایا دیکھا وہ کچھ قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ بھائی کا آدمی تھا. اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف لے گیا. پھر بولا

'تمہیں اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینا ہے حسیب.... حسن حیدر سے... کسی بھی طرح اسکو توڑنا ہے تم نے جیسے اس نے تمہارا بھائی چھینا ویسے ہی تم اس سے اس کا سب سے عزیز رشتہ چھین لینا'(اور یہاں ذیشان کو ایک حیرت کا جھٹکا لگا تھا. تو کیا چاچو بھی خفیہ ایجینسی کے ایجنٹ....اوہ...)

اور پھر وہ جو شاید زخمی تھا نیچے گرا اور پھر اسکا جسم ساکت ہو گیا.

میں اس کی لاش سے کافی دور چلا گیا کیونکہ مجھے پتا تھا کہ اس کو زندہ یا مردہ ڈھونڈا جا رہا ہو گا. اور پھر میں ساری رات انہی جھاڑیوں میں پڑا رہا. اور اسی رات میں نے حسن حیدر سے بدلہ لینے کا فیصلہ کر لیا.

پھر میں دوسری صبح وہاں سے گرتے پڑتے نکلا اور جھاڑیوں سے گزر تا روڈ تک پہنچا. یہ جگہ جائے حادثہ سے کافی دور تھی. شاید اسی لیے کوئی مجھے ڈھونڈ نہیں پایا تھا. میں نے وہاں سے ایک ٹرک والے سے لفٹ لی.

اور پھر کراچی آ گیا. یہاں میری ملاقات نتاشا کے والد سے ہوئی انہوں نے مجھے اپنے گھر کی انیکسی میں رہنے کی جگہ دی. اور پھر آہستہ آہستہ میں نتاشا کے قریب ہوا. کیونکہ مجھے ایک نام, ایک حیثیت چاہیئے تھی. حسن حیدر سے بدلہ لینے کے لیے. اور پھر جب نتاشا کے والد نے دیکھا کہ نتاشا بھی مجھ میں دلچسپی رکھتی ہے تو وہ ہمارے رشتے کے لیے راضی ہو گئے.

شادی کے دو سال بعد ہماری زندگی میں سارہ کی صورت ایک خوبصورت اضافہ ہوا. لیکن تب تک نتاشا کے والد وفات پا چکے تھے اور ان کا سارا کاروبار میرے ہاتھ آ گیا کیونکہ نتاشا اکلوتی تھی.

نتاشا کو ہمیشہ سے یہی لگتا کہ میں اس کے والد کا کاروبار مکمل ایمانداری سے چلا رہا ہوں. جب کہ میں اس دوران حسن حیدر کے بارے میں ساری معلومات نکلوا چکا تھا. یہاں تک کہ حیدر منزل کے ایک ایک فرد کو ملازموں سمیت چہرے سے پہچانتا تھا. اور اپنے بھائی کے کاروبار میں شریک اسلم سے بھی رابطہ کر چکا تھا. اور پھر اس طرح میں اس دلدل میں پھنستا گیا.

اب میں اس قابل ہو چکا تھا کہ حسن حیدر پر گہرا وار کر سکتا. جبکہ میری شادی کو پندرہ سال گزر چکے تھے. ویسے تو میں نے اس دوران بھی بہت کوشش کی لیکن حسن حیدر عام آدمی نہیں تھا. اور میں نہیں چاہتا تھا کہ ابھی اسکو میرے بارے میں پتا چلے. کیونکہ میں مالی طور پر بھی حسن حیدر سے کافی پیچھے تھا. اور اسی سال کچھ مہینے پہلے حسن کے بڑے بھائی احسن حیدر کی بیوی کی وفات ہوئی تھی. لیکن پھر ایک دن مجھے موقع مل ہی گیا.

میری تیرہ سالہ بیٹی نے اسکول ٹرپ کے ساتھ سوات جانے کی ضد کی. لیکن میں ڈرتا تھا میرے اندر ایک خوف سا تھا کہ سارہ کو کھو نہ دوں. کہیں حسن حیدر سارہ کو مجھ سے چھین نہ لے. جبکہ وہ تو مجھے جانتا بھی نہیں تھا. یہ میری لاشعوری سوچ تھی. کہ جو میں کرنے کا سوچ رہا ہوں وہی حسن حیدر نہ کر گزرے.

****

دس سال پہلے.....

"ڈیڈ....مجھے اسکول ٹرپ کے ساتھ سوات جانا ہے".

تیرہ سالہ سارہ ضد کرتے ہوئے بولی. وہ اکلوتی تھی اور حسیب کے بے جا لاڈ پیار نے اس کو بگاڑ دیا تھا.

"نہیں بیٹا....کوئی ضرورت نہیں....اسکول والے آپ کا خیال نہیں رکھیں گے. کچھ عرصے تک ہم آپ کو لے کر جائیں گے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسیب نے سارہ کو پیار سے پچکارتے ہوئے کہا.

"نہیں مجھے پھر نہیں جانا مجھے اسی منتھ جانا ہے. اگر آپ نہیں لے کر جا سکتے تو مجھے میرے اسکول والوں کے ساتھ جانے دیں".

سارہ چیختے ہوئے بولی تھی. وہ انکار سننے کی عادی نہیں تھی. یا شاید حسیب نے ہی اسکو یہ عادت ڈالی تھی. اور اب اس کے بار بار ضد کرنے پر اس کو اس کی بات ماننی پڑی. جبکہ نتاشا افسوس سے دیکھتیں رہ گئیں.

****

"ڈیڈ مجھے وہاں جانا ہے...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ لوگ کل شام ہی سوات پہنچ چکے تھے. ان کے ساتھ حسیب کا خاص آدمی زبیر بھی ان کے ساتھ ہی گیا تھا. نتاشا اسکو حسیب کے سیکریٹری کی حیثیت سے جانتی تھی.

اور اب سارہ نے ایک طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا. جبکہ حسیب ملک کال پر بات کر رہے تھے.

"نتاشا تم سارہ کو لے کر جاؤ وہاں میں بات کر کے آتا ہوں یہاں سگنلز کم آ رہے ہیں. ایک اہم کال ہے".

انہوں نے کہتے ہوئے ایک بار پھر کال ملائی. جو پہلے سگنلز نہ ہونے کے وجہ سے ڈراپ ہو گئی تھی. نتاشا نے سر ہلایا اور سارہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سارہ کی کہی ہوئی جگہ پر چلی گئی. اور وہ خود بات کرتے کرتے روڈ کے قریب آ گئے.

اسی وقت حسیب کی نظر ایک بچی پر پڑی. جس کی عمر دس سال لگ رہی تھی روڈ کے دوسری طرف کھڑی اس کو شش میں تھی کہ روڈ کراس کر سکے. اس کے ہاتھ میں پھول بھی تھے. حسیب کے ساتھ ہی زبیر بھی کھڑا وہ منظر دیکھ رہا تھا. اس روڈ پر زیادہ رش نہیں تھا. لیکن کبھی کبھی گاڑی آ گزرتی.

اس بچی نے جب دیکھا کہ اب کوئی گاڑی قریب نہیں ایک گاڑی اسکو تھوڑا دور لگی تو اس نے سوچا گاڑی کے آنے تک وہ روڈ کراس کر لے گی. یہی سوچ کر وہ روڈ کی طرف بڑھی. اور جب وہ روڈ کے بیچ پہنچی تو وہ گاڑی بھی قریب پہنچ گئی. جب کہ وہ بچی گاڑی کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر ڈر گئی اور وہیں کھڑی ہو کر آنکھیں بند کر لیں. گاڑی نے

بروقت بریک لگالیا لیکن پھر بھی بچی گاڑی سے ہلکا سا ٹکرا کر گری اور بے ہوش ہو چکی تھی.

یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ حسیب اور زبیر کھڑے ایک دوسرے کو ہی دیکھتے رہ گئے.

اور گاڑی والا ڈر کے مارے اپنی گاڑی کو سائیڈ سے نکال کر بھگا لے گیا تھا. پھر زبیر کو ہوش آیا تو وہ تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں پہنچا. لیکن جب اسکی نظر اس بچی پر پڑی تو اس نے بے اختیار حسیب کی طرف دیکھا. جو خود بھی اب قریب آ چکے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر یہ موقع بار بار نہیں ملے گا. جلدی کریں ہمیں اس کو ابھی کہ ابھی یہاں سے غائب کرنا ہو گا".

زبیر نے کہا تو حسیب کو وہ رات اور وہ جلتی ہوئی گاڑی یاد آئی جس میں اس کا بھائی بھی جل کر راکھ ہو گیا تھا. اور پھر وہ الفاظ اسکے کانوں میں گونجے تھے جو مرنے سے پہلے اسکے بھائی کے خاص آدمی نے کہے تھے.

'تمہیں اپنے بھائی کا بدلہ لینا ہے حسن حیدر سے.... تم اس سے اسکا سب سے عزیز رشتہ چھین لینا.... تم اس سے اسکا سب سے عزیز رشتہ چھین لینا.... سب سے عزیز رشتہ چھین لینا.... عزیز رشتہ چھین لینا.....'

اسکے کانوں میں مسلسل ایک ہی آواز گونج رہی تھی.

"سر کیا سوچ رہے ہیں. جلدی فیصلہ کریں ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے".

زبیر نے کہا تو حسیب ملک نے ہاں میں سر ہلایا. اور پھر زبیر نے اس بچی کو اٹھایا جو ابھی تک بے ہوش تھی. اور جلدی سے دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا.

"اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے زبیر. اس کو لے کر کراچی جاؤ اس سے پہلے کہ یہاں اس کو ڈھونڈنے کے لیے اس کا باپ پورے سوات اور پشاور کی پولیس کو الرٹ کرے. تم جلد سے جلد یہاں سے نکل جاؤ. اور اس دوران یہ ہوش میں آنے لگے تو تم جانتے ہو کہ کیسے تمہیں اسکو پھر سے بے ہوش کرنا ہے".

یہ کہتے ہی حسیب نے اپنے منہ پر آیا پسینہ صاف کیا اور نتاشا اور سارہ کی طرف بڑھے.

جبکہ زبیر اب بچی کو گاڑی کی پچھلی سیٹ کی طرف پاؤں والی جگہ پر لٹا کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا لیکن اس دوران کوئی زبیر کی ایک جھلک دیکھ چکا تھا. لیکن اس نے زبیر کو کسی بچی کو اٹھائے نہیں دیکھا تھا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہنہ...."

ذیشان نے نفرت سے حسیب کی طرف دیکھتے ہوئے ہنکارہ بھرا.

"تمہارے پاس چند گھنٹے ہیں. کھل کر اس فضا میں سانس لے لو. اس کے بعد تمہیں آسمان کی ایک جھلک بھی دیکھنے کو نہیں ملے گی".

اس نے کہتے ہوئے ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سالار کی طرف متوجہ ہوا. اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا حسیب ملک کی کمزور سی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی.

"میں نے سب کچھ بتا دیا. چاہو تو ماہ پارہ کو بھی لے جاؤ بس مجھے اور میری فیملی....."

"تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اب بھی پری کو تمہارے گھر رہنے دوں گا. اور ہاں تمہاری بیٹی تمہارے گھر میں ہی موجود ہے".

ذیشان نے اسکی بات کاٹی اور کاٹ دار لہجے میں بولا. لیکن حسیب اسکی دوسری بات پر ساکت ہوا.

"کک کیا مطلب... میری بیٹی تم لوگوں کی تحویل میں نہیں ہے؟"

اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا.

"ہاں تمہیں کیا لگا کہ ہر کوئی تمہاری طرح بے غیرت اور بے حس ہوتا ہے".

ذیشان نے کہتے ساتھ ہی سالار کو اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھا.

"کوئی فائدہ نہیں ملک.... اس میں گولیاں نہیں ہیں خالی ہے یہ پسٹل... بلکل ایسے ہی جیسے اب تم خالی ہاتھ رہ گئے ہو".

وہ جو ذیشان پر پیٹھ پیچھے سے گولی چلانے لگا تھا ذیشان کے ایک دم پیچھے مڑ کر دیکھنے اور پھر بولنے پر شاک کی کیفیت میں کھڑا دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا. جبکہ ذیشان اور سالار کب کے اس دروازے کے پار غائب ہو چکے تھے.

****

علی اس وقت اپنے آفس کی عمارت کے سامنے کھڑا گارڈ کو دیکھ رہا تھا. اور گارڈ جو علی کو نہیں جانتا تھا وہ بھی علی کو سر سے پاؤں تک دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا. علی نے اسکو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس کمپنی کا مالک ہے.

"دیکو صاب...ام تمکو نئیں جانتا. اس لیے جب تک تم ام کو آفس کا کارڈ نئیں دکائے گا تب تک تم ادر ای کڑا رہے گا. ام کو بڑا سکت آڈرا ے بڑے صاب کا".

گلزار خان نامی گارڈ اب علی کی ایک ہی رٹ سے تنگ آ کر بولا اور جا کر گیٹ کے ساتھ رکھی کرسی پر جا بیٹھا.

"او بھئ جانے دے مجھے میرے بھائی....پہلے ہی لیٹ ہو گیا ہوں تمہارے صاب نے میری گردن مروڑ کے رکھ دینی ہے".

علی نے بے زار ہوتے ہوئے کہا. لیکن گلزار خان نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا. تو علی گیٹ کی دوسری طرف رکھی کرسی پر جا کر سکون سے بیٹھ گیا. گلزار خان پہلے تو حیران

ہوا پھر وہ بھی ٹھنڈی سانس بھر کر رخ موڑ گیا. علی نے کچھ دیر اور انتظار کیا. جیسے گلزار خان کو یقین دلا رہا ہو کہ وہ یہیں بیٹھا رہے گا.

اور جب گلزار خان نے کافی دیر بعد علی کی طرف دیکھا تو اسکو وہیں بیٹھے دیکھ کر اب رخ موڑا اور آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا. اور علی جو کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا. وہ آہستہ سے اٹھا اور کسی چیتے کی سی تیزی سے دیوار پر چڑھا. لیکن دیوار خاصی اونچی ہونے کے ساتھ ساتھ اوپر سے شیشے کے ٹکروں سے بھی مزین تھی. لیکن اس نے ہار نہ مانتے ہوئے ایک ہاتھ دیوار پر شیشے کے ٹکڑوں سے بچا کر رکھا اور دوسرا ہاتھ گیٹ پر اس طرح رکھا کہ آواز نہ ہو. اور دوسرے لمحے وہ عمارت کے اندر تھا. یہ سب کچھ اس نے بہت کم وقت میں کیا تھا. کہ باہر بیٹھے گلزار خان کو ہلکا سا بھی شک نہیں ہوا.

اور اب اندر سے گیٹ کا چھوٹا حصہ تھوڑا سا کھولے منہ باہر نکال کر کھڑا گلزار خان کو دیکھ رہا تھا. جیسے چڑا رہا ہو اور گلزار خان دروازہ کھلنے کی آواز سے پیچھے دیکھا تو وہیں جم گیا تھا. وہ کبھی باہر رکھی کرسی کو دیکھتا جو اب خالی تھی تو کبھی اندر کھڑے علی کو دیکھتا. پھر ہوش میں آکر یکدم چلایا تھا.

"او پکڑو اسکو یہ پتا نہیں کیسے اندر داخل ہوا او پکڑو وہ باگ را اے".

وہ زور زور سے اندر موجود ایک اور گارڈ سے بولا تھا جو ابھی ابھی وہاں آیا تھا. لیکن تب تک علی وہاں سے بھی غائب ہو گیا تھا. اور اب وہ لفٹ میں کھڑا اپنا سانس درست کر رہا تھا.

****

حسن حیدر اور احسن حیدر اپنے مشترکہ آفس میں موجود تھے. دونوں کی میز تھوڑے تھوڑے فاصلے پر رکھی تھی. دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جب علی کی آواز آئی.

"میں اندر آسکتا ہوں"؟

"آپ اندر آچکے ہیں".

احسن حیدر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا. اور علی جو واقعی اندر آ چکا تھا. ڈھٹائی سے دانت نکالتے ہوئے آگے بڑھا اور احسن حیدر کی میز کے سامنے رکھی کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھا.

"جی فرمایئے آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں"؟

احسن حیدر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا.

"وہ مجھے نہ اپنی کمپنی کے گیٹ پر چوکیدار رکھ لیں اس گلزار خان سے بہتر چوکیداری کروں گا".

وہ شرارت سے بولا تو حسن حیدر جن کے کان ادھر ہی لگے تھے. انہوں نے غصے سے علی کو گھورا تھا. وہ یقیناً گیٹ کی فوٹیج دیکھ چکے تھے.

احسن حیدر نے علی کی التجائیہ نظروں پر ترس کھاتے ہوئے حسن حیدر کے تیور دیکھے اور رسیور کے ذریعے سیکیرٹری کو بلایا. جو تھوڑی دیر بعد آفس میں موجود تھی.

"مس ثانیہ یہ علی حیدر ہیں انکو انکا آفس دکھادیں. اور انہیں کام بھی سمجھادیجیئے گا".

کہتے ساتھ ہی احسن حیدر نے کچھ فائلز بھی اسکی طرف بڑھائیں تو اس نے سر ہلاتے ہوئے فائلز تھامیں اور علی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلیں سر"؟

علی نے سر اس بات میں ہلایا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا. اور حسن حیدر کی میز کے نزدیک سے گزرتے ہوئے بولا.

"ویسے بڑے پاپا آپ کے چھوٹے بھائی غصے میں کتنے کیوٹ لگتے ہیں نہ....".

اس نے بولتے ہوئے احسن حیدر کی طرف دیکھا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا. اور علی کے باہر جاتے ہی دونوں بھائیوں نے قہقہ لگایا تھا.

"تمہارا پرتو ہے یہ... تم نے بھی بہت تنگ کیا ہے. اب بھگتو".

احسن حیدر ہنستے ہوئے بولے. تو حسن حیدر بھی پھر سے ہنس پڑے.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان نے پہلے ہی نتاشا بیگم کو اسپتال سے واپس گھر بھیج دیا تھا. لیکن وہ ذیشان سے اس بات کا وعدہ لے کر گئیں تھیں کہ وہ انکو پری سے کبھی کبھی ملنے کی اجازت دے گا. وہ روتے ہوئے وہاں سے گئیں تھیں. لیکن وہ کچھ کر بھی نہیں سکتیں تھیں کیونکہ ایک نا ایک دن تو پری کو اپنوں کے پاس لوٹنا ہی تھا.

حسیب ملک نے نتاشا کو صرف اتنا بتایا تھا کہ پری کے گھر والے مل گئے ہیں. اب وہ ہمارے ساتھ نہیں رہے گی. جبکہ وہ اس بات سے انجان تھے کہ نتاشا نہ صرف ذیشان

کو جانتی ہے بلکہ وہ پچھلے کچھ عرصے سے اپنے شوہر کی حقیقت سے بھی واقف ہے.
لیکن وہ چپ سادھ گئیں. ابھی ان کے لیے پری کے جدا ہونے کا غم سب سے بڑا تھا.

****

"میں کہاں ہوں".

پری ابھی ابھی ہوش میں آئی تھی اور ارد گرد دیکھنے پر جگہ نامانوس سی لگی. پھر جب پوری طرح آنکھیں کھلیں تو ایک جھٹکا سا لگا. وہ ایک سادہ مگر صاف ستھرا کمرہ تھا. کمرے کے بیچوں بیچ ایک بیڈ رکھا تھا. جہاں وہ خود لیٹی تھی. بیڈ کے ساتھ ایک چھوٹی سی میز رکھی تھی. جہاں پانی کے جگ کے ساتھ چھوٹا سا گلاس رکھا تھا. اور ایک ٹوکری فروٹس کی رکھی تھی.

اور دوسری طرف ایک دروازہ تھا شاید وہ باتھروم کا دروازہ تھا. لیکن اس سے تھوڑے فاصلے پر دیوار کے ساتھ ایک کرسی رکھی تھی. لیکن پری کو جھٹکا اس کرسی پر موجود ایک اجنبی شخص کو دیکھ کر لگا جو کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سو رہا تھا.

اب وہ سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں ہے. اور اس شخص کی وہاں مجود گی بھی اسکو الجھن کا شکار کر رہی تھی. اسے یاد تھا آخری بار وہ اپنی مام سے باتیں کر رہی تھی اور اس کے بعد کیا ہوا اسکو اس بارے میں کچھ نہیں یاد تھا.

"اوہ... اسے جیسے ہی مام یاد آئیں ساتھ ہی وہ تلخ حقیقت بھی یاد آئی جو اسکے کانوں میں کسی سیسے کے طرح انڈیلی گئی تھی. وہ کچھ اور نہیں سوچنا چاہتی تھی. وہ حسیب ملک کے بارے میں بھی نہیں سوچنا چاہتی تھی. جن سے وہ اپنا سگا باپ سمجھ کر پیار کرتی تھی. اس کے سر میں درد ہونا شروع ہوا تو اس نے اپنا سر گھٹنوں میں گرا دیا. لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں پا رہی تھی.

کچھ دن پہلے.....

"آپ بتائیں مام میں سن رہی ہوں میں بہت مظبوط ہوں آپ بے فکر رہیں میں مر نہیں جاؤں گی".

اور پری کی بات پر نتاشا بیگم نے تڑپ کر اسکو دیکھا. وہ انکو سارہ سے زیادہ عزیز تھی.

"پری.... تم ماہ پارہ حسیب نہیں بلکہ پریشے حسن حیدر ہو, آج سے دس سال پہلے تمہیں تمہارے اپنوں سے حسیب نے چھینا تھا. تمہیں اس نے سوات سے اغوا کیا تھا. وہ شخص تمہیں بیچنا چاہتا تھا لیکن پھر پتا نہیں کیسے اسے رحم آگیا تم پر اور وہ تمہیں گھر لے آیا لیکن مجھے یہ بتایا کہ تم انہیں کراچی میں ہی کسی سنسان جگہ سے ملی ہو. اور میں نے یقین کر لیا کیونکہ حسیب تمہارے ساتھ بھی سارہ کی طرح پیش آتا تھا. وہ تمہیں غلط میڈیسن دیتا رہا تھا جس سے تمہاری یادداشت کمزور ہوتی گئی اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب تمہیں تمہارا ماضی مکمل بھول چکا ہے تو انہوں نے میڈیسن دینا بند کر دیں. اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں تھا. اور مجھے اس ساری حقیقت کا کچھ عرصہ پہلے ہی علم ہوا. اگر مجھے پتا ہوتا تو کبھی تمہیں تمہارے اپنوں سے اور خاص کر تمہاری ماں سے دور نہ رہنے دیتی. جو تمہاری یاد میں اتنے سالوں سے گھٹ رہی ہے".

نتاشا بیگم نے بغیر رکے مختصر الفاظ میں ساری حقیقت سے پری کو آگاہ کر دیا. لیکن وہ مسلسل چپ سادھے ہوئے تھی. نتاشا نے اسکو کچھ نہ بولتے دیکھ کر بھاری دل سے کہا.

"پری تمہارے اپنے تمہیں لینے آئیں تو چلی جانا, جب حسیب کو یہ پتا چلے گا کہ تم ساری حقیقت سے روشناس ہو چکی ہو تو وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا. وہ تمہیں نقصان پہنچانے سے بھی بعض نہیں رہے گا. تمہارا گھر پشاور....."

ابھی وہ بول ہی رہیں تھیں کہ پری یکدم ان کے کندھے پر آ گری. نتاشا نے اسکو ہلایا لیکن اس کے جسم میں کسی قسم کی کوئ جنبش نہ پا کر وہ پریشان ہو گئیں.

پری کے سر میں درد بڑھتا گیا تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر سر اٹھایا. تھوڑی دیر بعد اسکو بھوک لگنا شروع ہو گئ تھی. اور وہ تو بچپن سے ہی بھوک کی کچی تھی.

"اب کیا کروں".

وہ سوچ ہی رہی تھی جب اسکی نظر اپنے دائیں جانب فروٹس کی ٹوکری پر پڑی.

"ارے ہاں یہ بھی تو ہیں. ویسے مجھے لگتا ہے کہ یہ میرے لیے ہی رکھے ہیں".

پری اب ٹوکری کو بیڈ پر رکھ کر سکون سے بیٹھ کر ٹوکری میں سے سیب نکال کر کھا رہی تھی. اس دوران اسی کمرے میں موجود شخص کو وہ بھول چکی تھی.

اور دوسری طرف جب کسی احساس کے تحت اس شخص کی آنکھ کھلی تو وہ حیرانی سے بیڈ پر موجود پری کو مسلسل سیب کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا. ساتھ ہی خود کو کوسا کہ وہ سو کیوں گیا تھا. پھر وہ اٹھا اور باتھروم کی طرف بڑھا. جبکہ باتھروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو پری اچھلی. پھر جلدی سے اپنے بائیں جانب دیکھا تو وہاں موجود کرسی خالی تھی.

"اچھا تو اٹھ گئے موصوف, اب کیا کروں".

سوچتے سوچتے بیڈ سے نیچے اتری اور بیڈ کے بائیں جانب کھڑی ہو کر اس نے پر سوچ نگاہیں پورے کمرے میں دوڑائیں. کچھ نظر نہ آنے پر اس نے دو سیب اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیے اب وہ باتھروم کا دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی.

اور جیسے ہی دروازہ کھلا اس نے دونوں سیب دروازے کی طرف پورا زور لگا کر باری باری پھینکے اور پھر آنکھیں بند کر لیں. جبکہ دوسری طرف حیرانی سے وہ دونوں سیب کیچ کر کے اب پری کو دیکھ رہا تھا جو اب ایک آنکھ کھول کر اپنے معصوم سے کارنامے کا نتیجہ دیکھنا چاہ رہی تھی. اور پھر نتیجہ اپنی توقع کے مطابق نہ دیکھ کر دونوں آنکھیں پٹ سے کھولیں. پھر جلدی سے بولی.

"کون ہیں آپ, اور مجھے یہاں قید کر کے کیوں رکھا ہوا ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب آہستہ آواز میں اپنے لہجے کو مظبوط بناتے ہوئے بولی.

"قید سے تو نکال کر لایا ہوں".

اس نے پری کے سوال کا ادھورا اور مختصر جواب دیا. اور پری کو پھر سے نتاشا بیگم کی باتیں یاد آئیں. لیکن وہ پھر اس کی جانب متوجہ ہوئی.

"لیکن آپ ہیں کون اور میرا کیا تعلق ہے آپ سے؟"

میں غازی ہوں اور آپکا مجھ سے بہت گہرا تعلق ہے".

غازی نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ پری کچھ اور پوچھتی غازی نے کمرے کے دروازے کی جانب قدم بڑھائے. اور پری وہیں الجھی کھڑی رہی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"سنو لڑکی".

سیکیرٹری جواب علی کو اس کا کام سمجھا کر جانے کے لیے پر تول رہی تھی علی کی آواز پر اس کا دل چاہا کہ کسی دیوار میں اپنا سر دے مارے. کیونکہ جتنی دیر وہ علی کو کام سمجھاتی رہی اتنی دیر علی چیونگم جباتا رہا اور اس کے بلبلے بنا بنا کر اس کو زچ کرتا رہا. سیکیرٹری

جانتی تھی کہ اس کی توجہ کام پر نہیں ہے. لیکن وہ پھر بھی اپنی زمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش کرتی رہی. اور جب آخر کار اس کی جان چھوٹنے ہی والی تھی' اسی وقت علی نے اسے پکارا.

"جج جی سر".

"میرے لیے کینٹین سے پانچ برگر، دس سموسے اور دو کوک لے کر آؤ".

علی نے بے نیازی سے کہتے ہوئے ارد گرد آنکھیں گھمائیں. لیکن پھر سیکیرٹری پر نظر پڑی (جس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے ابلنے کے قریب تھی) تو رعب دار آواز میں بولا.

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ یقیناً تم سوچ رہی ہو گی کہ میں اتنا کم کھانا کیوں منگوا رہا ہوں. دیکھو مجھے کنجوس سمجھنے سے پہلے ایک بات میری سن لو' میں ڈائیٹنگ پر ہوں اس لیے بس ہلکا پھلکا منگوا رہا ہوں. اب جاؤ میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو".

وہ کہتے ساتھ ہی اپنی چیئر گھما کر رخ موڑ کر بیٹھ گیا. کیونکہ اب اس سے زیادہ وہ اسکے مضحکہ خیز ایکسپریشن نہیں دیکھ سکتا تھا. اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی ہوئی تھی.

جب اس نے آفس کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنی تو وہ واپس گھوما.

"ہمم گڈ... علی بس اسی طرح اپنی کوششوں کو جاری رکھو ان شاءاللہ یہ تمہارا آفس میں پہلا اور آخری دن ہو گا".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خود کو داد دیتے انداز میں کہہ کر کھڑا ہوا اور سوچنے لگا کہ اب ایسا کیا کرنا ہے کہ میرے کارنامے بابا تک پہنچ جائیں. اور پھر کچھ سوچ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگیں.

****

"سیکریٹری جیسے ہی آفس سے باہر نکلی اس کے منہ سے ایک دم قہقہ نکلا تھا. اور پھر وہ اتنا ہنسی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے تھے. وہ پیٹ پکڑے ہنس ہی رہی تھی جب ایک ورکر نے اس کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے پوچھا.

"کیا ہوا ثانیہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟"

"وہ افضل جو حسن سر کے بیٹے اور ہمارے نئے باس علی ہیں نہ وہ ڈائیٹنگ پر ہیں اسی لیے انہوں نے اپنے لیے صرف پانچ برگر، دس سموسے اور دو کوک منگوائی ہیں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب بھی ہنستے ہوئے بتا رہی تھی. جب کہ افضل بھی اب اس کا ہاں سننے میں ساتھ دے رہا تھا. گو کہ اسے یقین نہیں تھا ثانیہ کی بات پر. نہ ہی اسے ہنسی آئی تھی. لیکن پھر بھی اس نے ہنسنا ضروری سمجھا تھا.

"سنو ابھی میں ان کی بتائی گئی چیزیں لے کر پھر ان کے آفس جاؤں گی. تم بھی چلنا وہ کچھ نہیں کہیں گے بلکہ ہو سکے تو ایک دو ویڈیوز بھی بنا لینا. یقین کرو بہت وائرل ہوں گیں".

ثانیہ نے بمشکل اپنی ہنسی روکی اور افضل سے کہا. اور اس نے جو نیا نیا ٹک ٹاک بنانا شروع کیا تھا. اس کی تو جیسے لاٹری ہی لگ گئی تھی.

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں علی کے آفس کا ڈور نوک کر رہے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

پری اب جا کر پھر سے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی. اس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے غازی کو پہلے بھی دیکھا ہے' مگر کہاں؟ یہ بات اس کو مزید الجھا رہی تھی.

"آخر کون ہے یہ غازی؟ اور اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ کہیں یہ میری اصل فیملی سے نہ ہو....اوہ...."۔

اس نے بولتے بولتے جلدی سے اپنے گلے میں موجود اس لاکٹ کو چھوا۔ اور پھر اسکو گلے سے اتارے بغیر ہی بے صبری سے کھولا۔ لیکن اندر موجود لڑکے کی تصویر نے اس کو جیسے کچھ دیر کے لیے سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔

"یہ..یہ لڑکا تو اس شخص (غازی) میں مل رہا ہے۔ کہیں واقعی اس لاکٹ میں موجود لڑکا یہی غازی تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر مجھے جاننا ہو گا کہ اس لاکٹ کا اور غازی کا مجھ سے کیا تعلق ہے"۔

وہ اب پہلے سے بھی زیادہ بے چین ہو گئی تھی۔

****

غازی کمرے سے باہر آ کر رکا اور پھر واپس مڑ کر بند دروازے کو دیکھا جس کے پیچھے اس کی خطرناک بیوی موجود تھی. اور پھر وہ جلدی سے لاؤنج کی جانب بڑھا اور پھر پری کی کچھ دیر پہلے والی حرکت پر ایک زوردار قہقہ لگایا.

جبکہ فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر آتے سالار نے حیرانی سے غازی کو دیکھا. وہ اپنی زندگی میں پہلی بار غازی کو کھل کر ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا ورنہ علی کے جوکس اور سالار اور نیلم کی نوک جھوک پر وہ بس ہلکا سا مسکرا دیا کرتا تھا. اور وہ مسکراہٹ کتنا دکھ لیے ہوتی تھی اس بات سے سالار بخوبی واقف تھا.
اور اب اس کو قہقہ لگاتے دیکھ کر اس کے دل نے بے اختیار وقت کے تھم جانے کی دعا کی تھی. لیکن وقت بھلا کہاں تھمتا ہے. اس کا تو کام ہی گزرنا ہے. اور وقت اپنا کام بخوبی انجام دے رہا تھا.

"غازی".

سالار کے پکارنے پر غازی نے یکدم ہنسی روکی اور سالار کو دیکھا. جبکہ اس کے چہرے پر موجود خوشی اور اطمینان صاف ظاہر تھا.

"ہوں...".

غازی کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا بولے. اس نے خفیف سی مسکراہٹ چہرے پر لیے سالار کو دیکھا. تو سالار جواباً مسکرا دیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ... میں ناشتہ لے کر آیا ہوں".

سالار نے اپنے ہاتھ میں موجود سامان کی طرف اشارہ کیا.

"ہاں رکھ دو".

غازی نے بس اتنا ہی جواب دیا.

"غازی تم نے بھابھی کو اپنے بارے میں کیا بتایا ہے؟ کیا وہ جانتی ہیں کہ تم...."۔

سالار نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ اور آ کر غازی کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں... وہ مجھے غازی کی حیثیت سے جانتی ہے"۔

اس نے مختصر جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو تم ان کو پشاور کب لے کر جاؤ گے؟ حویلی میں یہ خوشخبری تم نے ابھی تک نہیں سنائی نہ تم نے علی کو کچھ بتایا"۔

سالار نے کچھ الجھتے ہوئے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ پری زہنی طور پر سنبھل جائے وہ بہت بڑے شاک سے گزری ہے. اور اگر میں حویلی بتا دیتا تو وہ لوگ اسی وقت کراچی کے لیے روانہ ہو جاتے' اور یہ بات ہمارے حق میں صحیح نہیں تھی سالار. ابھی ہم نے باقائدہ حسیب ملک کو گرفتار کروانا ہے. اور یہ کام آسان نہی ہے اس کے قدم سیاست میں بھی کافی مظبوط ہیں' ہمیں سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا ہو گا. اس کے لیے سارے ثبوت کسی محفوظ ہاتھوں پہنچانے ہوں گے کسی ایسے پولیس آفیسر کے ہاتھوں جو اپنی زمہ داری کو ایمانداری سے نبھائے. کیونکہ ہم تو سامنے نہیں آ سکتے. اور یہ بات تم جانتے ہو. اور جہاں تک بات ہے علی کی تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ واقعی کچھ نہیں جانتا. وہ ایجینٹ ہے. جب اس کو میں نے نہیں بتایا تو اس نے خود ہی سب کچھ پتا کروالیا. وہ پورے اطمینان کے ساتھ پشاور واپس گیا ہے".

غازی نے تفصیل سے جواب دیا. تو سالار نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا.

"اوہ باتوں باتوں میں ناشتے کا تو دھیان ہی نہیں رہا ٹھنڈا ہو رہا ہے. تم ناشتہ کرو بھابھی کے ساتھ' میں چلتا ہوں".

سالار نے شرارتی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے غازی سے کہا. اور اٹھ کھڑا ہوا.

"آپ...."

پری جو ابھی ابھی کمرے سے باہر آئی سالار کو دیکھ کر چونک گئی اور پھر تقریباً چیختے ہوئے بولی تھی. اور دوسری طرف سالار کا بھی حیرت کے مارے برا حال تھا.

جبکہ غازی مسکرا دیا تھا... کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پری اور سالار کا ایک دوسرے کو دیکھ کر یہی ری ایکشن ہو گا.

" تمممم.... تم تو وہی ہو نہ ڈرامہ کوئین".

سالار نے کہا. غازی اب ناشتہ لگا رہا تھا.

"اور آپ وہی ہیں نہ میرا ایکسیڈنٹ کرنے والے".

پری یہ بھول گئی کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے. اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح سالار کو گھور رہی تھی.

جبکہ سالار ایکسیڈنٹ والی بات پر بل کھا کر رہ گیا. کیونکہ وہ ابھی تک پری کا ڈرامہ بھولا نہیں تھا. لیکن پری کی اگلی بات پر اس کا چہرہ ایک دم سپاٹ ہوا.

"اور وہ چڑیل کہاں ہے؟ جو مجھے کار سے باہر پھینکنا چاہتی تھی. بتائیں زرا اس سے بھی دو دو ہاتھ ہو جائیں آج. آپ دونوں نے صرف اس بات کا بدلہ لینے کے لیے مجھے قید کیا ہوا ہے نہ؟"

پری اب مشکوک نظر سے سالار کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ سالار چند لمحے غائب دماغی سے پری کو دیکھتا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا فلیٹ کا دروازہ پار کر گیا.

اور غازی نے افسوس سے پری کو دیکھا. لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ پری کو نیلم کے بارے میں کوئی علم نہیں ورنہ وہ کبھی ایسے نہ کہتی.

"پری آئندہ آپ نے سالار سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کرنی اوکے".

غازی پری کے قریب آتے ہوئے سخت لہجے میں تنبیہ کی.

"کیوں نہ کروں؟ آپ لوگوں نے مجھے یہاں قید کر کے رکھا ہوا ہے. میرے پیرنٹس کتنے پریشان ہوں گے ہاں".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ غصے سے اونچی آواز میں بولی تو غازی نے پیرنٹس والی بات پر جبڑے بھینچے.

"وہ آپ کے پیرنٹس نہیں ہیں پری. اور آئندہ یہ الفاظ اپنے منہ سے مت نکالنا. اور ہاں نیلم شہید ہو چکی ہے".

غازی نے اپنے غصے پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا اور پھر پری کا ہاتھ پکڑا سے میز کے ساتھ رکھی کرسی پر بٹھایا. اور ناشتے کی طرف اشارہ کیا. جبکہ پری چپ چپ سی اس کو دیکھتی رہی.

اور نیلم والی بات سن کر وہ دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوئی.

"ناشتہ کریں پرنسس' تھوڑی دیر پہلے تو آپکو بھوک لگ رہی تھی اب کیا ہوا؟".

غازی نے پری کو ناشتہ نہ کرتے دیکھ کر ٹوکا. پری نے بے اختیار غازی کی جانب دیکھا. جواب ناشتہ کرنے میں مصروف تھا. لیکن خود پر پری کی نظریں محسوس کر رہا تھا. وہ جانتا تھا کہ پری اس کے پرنسس کہنے پر چونکی ہے.

پھر وہ بھی سر جھٹک کر بے دلی سے ناشتہ کرنے لگی.

****

سیکیرٹری ثانیہ اور افضل دونوں ہی علی کے آفس کے باہر کھڑے تھے. ثانیہ کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں علی کا منگوایا گیا کھانا تھا. ثانیہ کے اشارے پر افضل نے نوک کیا .تو اندر سے یس کی آواز آئی.

"سر وہ میں آپ کے لیے کھانا لے آئی ہوں".

"ہمم رکھ دو ادھر".

NEW ERA MAGAZINE .com

علی نے کہا اور چیئر سے اٹھ کر اس میز کی طرف آیا جہاں سیکیرٹری ثانیہ نے کھانا رکھا. اور افضل کو ایسے اگنور کیا جیسے اس کو دیکھا ہی نہ ہو.

"سر آپ کو کچھ اور چاہیے یا میں جاؤں؟"

ثانیہ نے علی کو خاموش دیکھا تو بولی.

"نہیں تم ادھر ہی رکو مجھے یہاں ڈر لگتا ہے جب تم کینٹین گئی ہوئیں تھیں تب بھی مجھے ڈر لگ رہا تھا مجھے کسی لڑکے کی آوازیں آرہی تھیں".

علی نے خوف کو خود پر طاری کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا. ثانیہ نے اپنی ہنسی روکنے کے لیے کھانسنے کے بہانے منہ پر ہاتھ رکھا. جب کہ بت بنا افضل ہوش میں آیا اور اپنے موبائل کا کیمرہ آن کیا.

"ہمم.... ٹیسٹی.... اے تم میری طرف کیا دیکھ رہی ہو؟ مجھے نظر لگاؤ گی کیا؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے سموسہ منہ میں ڈال کر اوپر سر اٹھایا تو سیکیرٹری کو اپنی طرف دیکھتے پایا. تو جھٹ سے بولا.

"سوری سر".

وہ بچاری خواہ مخواہ شرمندہ ہو گئی.

"ثانیہ میں چلتا ہوں".

افضل خاصا بور ہوا اور موبائل واپس جیب میں ڈال کر دبی آواز میں بولا. ثانیہ نے مڑ کر دیکھا اس سے پہلے کے ثانیہ کوئی جواب دیتی علی کی چیخ پر دونوں اس طرف متوجہ ہوئے.

"ثث...ثا...ثانیہ تم نے سنا نہ ابھی ایک لڑکے کی آواز آئی تھی...مجھے بھی آئی".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے خوفزدہ آواز میں کہا.

"سر میں نے تو کوئی آواز نہیں سنی. آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے".

ثانیہ نے علی کو تسلی دینا چاہی. اب وہ تھوڑا پریشان لگ رہی تھی. افضل بھی حیرت سے علی کو دیکھ رہا تھا جو اب دونوں پاؤں کرسی پر رکھ بیٹھا تھا. لیکن حیران وہ اس بات پر ہوا

کہ علی اس سچوئیشن میں بھی ہاتھ میں لیا برگر کھانا نہیں بھولا تھا. نوالہ نگل کر وہ ثانیہ سے بولا.

"نہیں... مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی اس نے تمہارا نام بھی لیا تھا تمہیں آخر کیوں اس کی آواز سنائی نہیں دی".

علی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا. افضل کو لگا کہ اب وہ اپنی ہنسی نہیں روک پائے گا. تو وہ ثانیہ سے پھر بولا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ثانیہ میں جا رہا ہوں".

"یہ... یہ دیکھو اس نے پھر تم سے بات کی. میری بات کا یقین کرو. اس نے کہا کہ 'ثانیہ میں جا رہا ہوں' یقین کرو اس نے یہی کہا. تم پلیز اس سے جانے کا بولو وہ چلا جائے گا".

اور اب کی بار نہ صرف ثانیہ بلکہ دروازے کے قریب کھڑے افضل کی بھی سٹی گم ہوئی تھی.

"سر یہ تو افضل کی آواز تھی".

"کک کون افضل تت تم جانتی ہو افضل کو؟"

علی جیسے مشکوک لہجے میں خوف کے مارے ہکلاتے ہوئے بولا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر یہ تو کھڑا ہے افضل میرے ساتھ ہی آیا تھا اندر' آپکی ہی کمپنی کا ورکر ہے".

ثانیہ حیران تھی کہ آخر علی سر کو افضل نظر کیوں نہیں آرہا.

"میں جارہا ہوں اپنے بابا کے آفس' تم میرے ساتھ مزاق کر رہی ہو' میں بتاتا ہوں جا کر".

علی نے بچوں کے سے انداز میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھا جبکہ دروازے پر کھڑا افضل جمپ لگا کر دوسری طرف ہوا تھا. لیکن علی بغیر رکے دروازہ پار کر گیا. پیچھے وہ دونوں ہنسنا بھول کر حیران پریشان کھڑے تھے. کیونکہ علی کے انداز سے واقعی یہی لگ رہا تھا جیسے افضل اس کو واقعی نظر نہیں آرہا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشا.... کیوں اداس ہو بچے".

ایشا نے آج اسپتال سے آکر کھانا نہیں کھایا تھا تو بی بی جان اس کے کمرے میں آئیں اور اس کے قریب بیٹھ کر اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا.

"بی بی جان آج مجھے ماما بہت یاد آرہی ہیں".

ایشا اداس لہجے میں بولی.

"دعا کرو اپنی ماں کے لیے' اور اداس مت ہو بچے' تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں میرے اور فوزیہ کے روپ میں دو دو مائیں اللہ نے دی ہیں".

بی بی جان ایشا کو گلے لگاتے ہوئے بولیں.

"بی بی جان ایک بات پوچھوں؟"

"کیوں نہیں بچے ضرور پوچھو".

اسے کچھ حوصلہ ملا تو وہ آگے بولی.

"بی بی جان آپ ہمیں بچپن سے ایک بات سکھاتی آئی ہیں کہ قسمت کے فیصلوں پر سر جھکا دینا چاہیے کیونکہ قسمت لکھنے والا آپ کے لیے بہترین قسمت لکھتا ہے. لیکن بی بی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جان میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ دعاؤں سے تقدیریں بدل جایا کرتی ہیں. کیا واقعی ایسا ہی ہے؟"

ایشا نے بی بی جان کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا جبکہ بی بی جان اب اس کے سر میں آہستہ سے انگلیاں چلا رہی تھیں. پھر ایشا کی بات سن کر بولیں.

"بلکل یہ سچ ہے' دیکھو بچے سب سے پہلے تو ہمیں اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ قسمت لکھنے والا ہر چیز پر قادر ہے. لیکن ہم انسان بڑے ناشکرے ہوتے ہیں. ہم اللہ کی دی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے نہیں کرتے. اس لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں ہماری قسمت میں لکھی تو ہوتی ہیں. لیکن وہ ہمیں اس سے دعا کے زریعے مانگنی پڑتی ہیں. اگر ہم نہیں مانگیں گے تو بھی وہ ضرور عطا کرے گا. لیکن ہم پھر ناشکری کریں گے. کیونکہ ہمیں بنا محنت کے اور بن مانگے عطا کر دیا گیا.

کسی سے سوال کیا گیا کہ جب قسمت پہلے ہی لکھی ہوتی ہے تو دعا مانگنے کیا ضرورت ہے؟

تو جواب میں کہا گیا کہ کیا پتا تمہاری قسمت میں یہ لکھا ہو کہ تم دعا مانگو' تمہیں عطا کیا جائے گا".

بی بی جان نے رسان سے سمجھاتے ہوئے کہا تو ایشا کا دل کیا وہ بولتی رہیں بی بی جان کو سننا اس کو اچھا لگ رہا تھا.

"تو بی بی جان اس کا مطلب یہ ہوا کہ دعا ضروری ہوتی ہے ہر چیز قسمت پر چھوڑنے کی بجائے ہمیں دعا بھی مانگنی چاہیے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا نے بی بی جان کی گود سے سر اٹھاتے ہوئے پوچھا. تو بی بی جان دھیرے مسکرا دیں.

"بلکل' لیکن دعا پورے خشوع و خضوع کے ساتھ مانگنی چاہیے' یعنی عاجزی کے ساتھ' اس سے ہمارے اندر بھی عاجزی پیدا ہوتی ہے. ہمارے ناشکرے پن کی وجہ ہی ہمارے اندر عاجزی کا نہ ہونا ہے. جب ہم عاجزی کے ساتھ دعا مانگتے ہیں تو وہ دعا دل کے اندر سے نکل کر سیدھا عرش پر جاتی ہے".

بی بی جان دھیرے دھیرے بول رہیں تھیں اور انکا ایک ایک لفظ ایشا کے دل گھر کرتا جا رہا تھا.

****

"آخر آپ لوگ میرے ڈیڈ کو کیوں گرفتار کرنے آئے ہیں؟ کیا کیا ہے ڈیڈ نے؟"

سارہ نے چیخ کر کہا تھا تو پولیس آفیسر نے ناگواری سے اس کو دیکھا اور گویا ہوا.

"بی بی ہمارے پاس اریسٹ وارنٹ ہے' آپ کے والد صاحب عرصہ دراز سے لڑکیوں کی اسمگلنگ کرتے ہیں' باقی آپ اپنی والدہ سے پوچھ لیجیئے".

اور سارہ نے بے اختیار نتاشا بیگم کی طرف دیکھا تھا جبکہ حسیب ملک نے خاموشی سے ہتھیار ڈال دیے لیکن سارہ کی حالت دیکھ کر انکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا کیونکہ سارہ

میں تو انکی جان بستی تھی. جبکہ سارہ ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں کھڑی کبھی حسیب ملک کی طرف دیکھتی تو کبھی نتاشا بیگم کی طرف دیکھتی. پھر یکدم کچھ سوچ کر وہ آفیسر کی طرف مڑی.

"آپ کو جتنے پیسے چاہیئں آپ کو ملیں گے میرے ڈیڈ کے پاس اتنی دولت ہے کہ آپ کی آنے والی نسلیں بھی عیش کریں گی'لیکن میرے ڈیڈ کو چھوڑ دیں".

سارہ کے لہجے میں غرور بول رہا تھا. تو حسیب ملک نے ازیت سے آنکھیں موندیں اور نتاشا بیگم صوفے پر ڈھے گئیں. جبکہ یہ بات سن کر پولیس آفیسر کے غصے سے کان سرخ ہوئے.

"او بی بی یہ آپ جیسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو رشوتوں کی آفر دے کر رشوت خوروں کے کمزور ایمان کو مزید کمزور کر دیتے ہیں. اور ہاں میں ان آفیسرز میں سے نہیں جو آپ کی رشوت لے کر ہزاروں لوگوں کی بد دعائیں سمیٹوں. آپ جیسے لوگوں نے ہی پولیس کو بدنام کر دیا ہے. ورنہ پولیس میں آج بھی ایماندار آفیسرز موجود ہیں. کچھ

پولیس آفیسرز کی وجہ سے پوری پولیس فورس بدنام ہو گئی ہے. اور اس سب میں آپ جیسے کچھ امیر لوگوں کا سب سے بڑا ہاتھ ہے' اور ہاں کسی دولت کے زعم میں نہ رہیں کیونکہ وہ دولت غیر قانونی تھی جواب حکومت کے پاس چلی گئی ہے".

آفیسر نے تلخ لہجے میں بولتے کہا اور پولیس کے جوانوں کو اشارہ کیا اور جانے کے لیے واپس مڑے' جبکہ حسیب ملک نے ایک آخری نگاہ سارہ پر ڈالی اور سر جھکا کر چل پڑے. اور سارہ بے بسی سے زمین پر بیٹھتی چلی گئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"بچپن سے لے کر آج تک آپ نے مجھ سے زیادہ پری کو اہمیت دی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آپ کی سگی بیٹی نہیں ہے. اور اب تو حد ہی کر دی آپ نے اس پری کی خاطر آپ نے ڈیڈ کو گرفتار کروا دیا' آخر کیوں مام کیوں؟"

سارہ نے روتے ہوئے نتاشا بیگم سے کہا تو وہ سارہ کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھیں.
انہوں نے اس کے ہاتھ پکڑنے چاہے لیکن اس نے غصے سے ان کے ہاتھ جھٹکے.

"میری بات تو....."

نتاشا بیگم نے بولنا چاہا لیکن سارہ نے انہیں بات پوری نہیں کرنے دی.

"نو مام....اب اور کچھ نہیں سنوں گی. اور ایک بات یاد رکھیے گا اس پری کو تو میں برباد کر کے ہی چھوڑوں گی. لیکن آپ کو بھی کبھی معاف نہیں کروں گی. آپ دشمن ہیں میری اور میرے ڈیڈ کی. آپ کو صرف پری سے پیار ہے".

اس کے اندر پری کے لیے کس قدر زہر بھرا ہوا تھا. اس بات کا اندازہ نتاشا بیگم کو اب ہوا تھا. اور اس بات کی قصوروار کہیں نہ کہیں وہ خود کو بھی سمجھ رہیں تھیں. اگر وہ بچپن سے ہی پری کو یہ سوچ کر سارہ سے زیادہ اہمیت نہ دیتیں کہ وہ بن ماں کی بچی ماں کی ممتا سے محروم نہ رہے تو آج سارہ کے دل میں پری کے لیے اس حد تک بدگمانی نہ پیدا

ہوتی. پری کے ساتھ انصاف کرتے کرتے وہ کہیں نہ کہیں سارہ کے ساتھ ناانصافی کر گئیں تھیں. اور اب وہ وقت کو واپس نہیں لا سکتی تھیں.

****

"آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟"

پری نے غازی کی طرف دیکھتے ہوئے تیزی سے پوچھا تھا. وہ پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ حیران بھی تھی. ابھی ناشتے کے دوران ہی تو پری کے پوچھنے پر غازی نے اسکو بتایا تھا کہ وہ اس وقت کراچی میں ہی موجود ہے. اور یہ سن کر پری خوش ہو گئی تھی. لیکن اب غازی نے اس کو کچھ نئے کپڑے لا کر دیے تھے یہ کہہ کر وہ تیار ہو جائے ان کو تھوڑی دیر تک نکلنا ہے یہاں سے. اور وہ جو یہ سوچ کر بیٹھی تھی کہ وہ موقع دیکھتے ہی اس فلیٹ سے بھاگ جائے گی اب وہ پریشانی سے اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی.

"پشاور".

غازی نے اس کی پریشانی دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا. ورنہ اس کا ارادہ پری کو ابھی بتانے کا نہیں تھا.

"پشاور..... لیکن کیوں؟"

غازی کو لگا اب وہ رو پڑے گی تو اس نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے اس کے ہاتھ تھامے تھے. اور پری کے گھبرا کر ہاتھ چھڑوانے پر بھی اس نے نہیں چھوڑے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کو ڈاکٹر نتاشا نے ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے. اب آپ ملک ہاؤس واپس نہیں جا سکتیں. اس لیے آپ کو میرے ساتھ پشاور چلنا ہے. وہاں آپ کی پوری فیملی ہے جو آپ کے انتظار میں سالوں سے تڑپ رہی ہے".

غازی نرم لہجے میں اس کو سمجھانے والے انداز میں بول رہا تھا. لیکن اس کو پری کے چہرے کے تاثرات سے ڈر لگ رہا تھا. اور اس کا ڈر صحیح نکلا تھا پری کی اگلی بات پر وہ چند لمحے کچھ نہ بول سکا.

"کون سی فیملی غازی صاحب؟ وہ جنہوں نے میرا اتنا خیال رکھا کہ مجھے کوئی بھی اتنی آسانی سے وہاں سے اغوا کر کے اتنا دور لے گیا اور میری فیملی میرے لیے کچھ نہ کر سکی".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری کے الفاظ سے زیادہ اس کے لہجے کی کاٹ نے غازی کو ساکت کیا تھا.

"مس پریشے میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں. دس منٹ کے اندر اندر باہر آئیں".

اس نے جیسے وارننگ دینے والے انداز میں پری کو دیکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا.

جبکہ پری کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا. وہ جانتی تھی کہ وہ اب ملک ہاؤس کبھی نہیں جا سکے گی. اور وہ پشاور بھی نہیں جانا چاہتی تھی. لیکن اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی آپشن بھی نہیں تھا.

****

"غازی ملک گرفتار ہو گیا ہے".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار نے غازی کو اطلاع دی تھی.

"ہمم گڈ".

غازی نے بے تاثر لہجے میں کہا.

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے. تمہیں اور تمہارے خاندان کے ساتھ اور بھی نا جانے کتنے خاندانوں کا مجرم تھا".

سالار نے غازی کی عدم توجہی کو محسوس کرتے ہوئے حیرانی سے کہا.

"خوش تو شاید میں تب ہوتا جب اس کو اپنے ہاتھوں سے جہنم واصل کرتا. اگر اس کے قدم سیاست میں مضبوط نہ ہوتے تو شاید میں ایسا کر گزرتا لیکن.... خیر اس کے علاوہ چیف کا بھی حکم تھا. میں ان کی حکم عدولی نہیں کر سکتا تھا".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی کے لہجے میں حسیب ملک کے لیے اس قدر نفرت تھی کہ سالار بھی ایک لمحے کو لرز گیا تھا.

"اوکے سالار تم بھی کام ختم کر کے پشاور آجاؤ".

غازی نے اپنے پیچھے آہٹ محسوس کی تو سالار کو کہہ کر کال کاٹی اور پھر کھڑا ہو گیا.

****

"بابابابا

حسن حیدر کے کھڑے ہونے پر وہ ان کی ہی کرسی کے پیچھے چھپنے والے انداز میں بیٹھا تھا.

اور اسی لمحے افضل اور سیکیرٹری ثانیہ بھی بوکھلائے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے لیکن پھر جلدی سے پلٹے اور آفس کے ڈور کو نوک کیا اور احسن یا حسن حیدر کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ پھر سے آفس میں موجود تھے. اس ساری صورت حال نے اب احسن اور حسن حیدر کو پہلے سے زیادہ پریشان کر دیا تھا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشا آپی میں اندر آجاؤں؟"

زین نے پہلے ایشا کے کمرے میں جھانک کر دیکھا پھر دروازہ نوک کرتے ہوئے ایشا سے پوچھا تو ایشا نے مسکراہٹ دبائی.

"آجاؤ".

ایشا کے کہنے کی دیر تھی. زین اگلے لمحے اس کے بیڈ پر موجود تھا.

"زین آئیندہ اس طرح مت جھانکنا کسی کے کمرے میں... یہ بری بات ہوتی ہے. اگر آئیندہ آپ نے اس طرح کیا تو میں بات نہیں کروں گی آپ سے".

"سوری آپی...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین واقعی شرمندہ ہوا تھا. کیونکہ اس کو اس وجہ سے اس کی دادی زرینہ بی بھی کئی بار ڈانٹ چکی تھیں.

"ہمم... آئیندہ خیال رکھنا..... اب بتاؤ کیا بات ہے. جس کے لیے اتنے بے صبرے ہو رہے تھے".

ایشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا. زین نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو کان قریب لانے کو کہا. تو ایشا بے اختیار ہنس پڑی.

"زین تم مجھے ایسے بھی بتا سکتے ہو. کیونکہ کمرے میں کوئی اور نہیں ہے".

ایشا نے ہنستے ہوئے کہا تو زین نے اپنے سر پر ہاتھ مارا جیسے وہ ایشا کی عقل پر افسوس کر رہا ہو.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"ایشا آپی آپ کو نہیں پتا دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں. اگر دیواروں نے ہماری باتیں سن کر اِدھر اُدھر کر دیں تو".

زین نے بڑی سمجھداری سے ایشا کو سمجھانے کی کوشش کی. تو ایشا نے بے اختیار پیار سے اس کے پھولے گال کھینچے. جو سیب کی طرح لال اور گول مٹول سے تھے.

"اچھا جی اور یہ بات علی نے کہی ہو گی تم سے....".

ایشا کے کہنے پر زین نے زور و شور سے سر ہلایا.

"ہمم....اچھا چلو بتاؤ کیا بات ہے؟"

ایشا زین کے تھوڑا قریب ہوتے ہوئے بولی کیونکہ وہ جانتی تھی زین اس کو کان میں ہی یہ بات بتائے گا. کیونکہ زین کے لیے علی کی کہی ہر بات پتھر پہ لکیر ہوتی تھی.

"ایشا آپی میں نے نہ علی بھائی کی باتیں سنی تھیں...وہ کہہ رہے تھے کہ....."

زین کی پوری بات سن کر ایشا ساکت ہوئی تھی. اور پھر زین کے جاتے ہی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئی. اس کا صبر اللہ کو پسند آگیا تھا. تو وہ کیسے نہ اُس کے حضور جھکتی. جس نے اس کو کسی بڑی آزمائش میں ڈالے بغیر وہ عطا کیا جس کو اس نے دعاؤں میں مانگا تھا.

****

"میں وہاں بیٹھوں گی".

غازی نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو پھولے منہ کے ساتھ دوسری طرف دیکھتی یقیناً اسی سے مخاطب تھی. وہ کوئی جواب دیے بغیر اٹھا اور اس کو کھڑکی والی سیٹ پر بیٹھنے کے لیے جگہ دی. جب وہ بیٹھ گئی تو وہ خود بھی اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا. لیکن اس دوران وہ بمشکل اس کے پھولے منہ سے نظریں ہٹائے ہوئے تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کون ہیں؟"

جب پری سے زیادہ دیر چپ نہیں رہا گیا تو بالآخر اس نے اپنے غصے کو ایک طرف کر کے اس سے وہی سوال کیا جو اس سے پہلے بھی کر چکی تھی. اور غازی کا جواب اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا تھا.

غازی کوئی جواب دیے بغیر اس کو دیکھتا رہا. اور اس کے دیکھنے سے وہ الجھن کا شکار ہونے لگی. تو ایک اور سوال کر کے اس نے اپنی الجھن چھپانی چاہی.

"اور اس لاکٹ میں آپکی تصویر کیوں ہے؟"

اس نے گلے میں لٹکے لاکٹ کو اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا.

"اگر یہی سوال میں کروں تو.... کہ اس لاکٹ میں آپ کی تصویر کیوں ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی نے اس سے سوال کیا تو اسکی الجھن اور بڑھی.

"کیونکہ یہ میرا لاکٹ ہے اس لیے اس میں میری بھی تصویر ہے".

وہ حیران ہوئی کہ آخر اس سوال کیا تک تھی.

"لیکن میں تو اس لاکٹ میں موجود آپ کی تصویر کا پوچھ رہا ہوں".

غازی نے اپنے گلے میں لٹکی چین کو تھوڑا سا کھینچتے ہوئے اوپر کیا اور اس کو کھول کر اس کا رخ پری کی طرف کیا. جو ساکت نظروں سے اپنی ہی تصویر اس کے گلے میں لٹکے لاکٹ میں دیکھ رہی تھی.

"یہ...یہ کیسے....؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ دو ایک جیسے لاکٹ اور اس میں موجود ایک جیسی تصاویر آخر دو الگ الگ اور ایک دوسرے کے لیے اجنبی لوگوں کے پاس کیسے.

"پریشے یہ اتفاق نہیں ہے. میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ میرا آپ سے گہرا تعلق ہے".

غازی نے کہتے ساتھ ہی ائیر ہوسٹس کو اشارہ کیا. اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بر گر اور کولڈ ڈرنک لے آئی تھی.

"یہ کھالیں.....آپ نے ناشتہ ٹھیک سے نہیں کیا تھا".

غازی کے کہنے پر پریشے نے تعجب سے اسے دیکھا. اس کو واقعی اس وقت بھوک لگ رہی تھی.

"رزق سامنے ہو تو منع نہیں کرنا چاہیے اس لیے کھالیتی ہوں. ورنہ مجھے بھوک نہیں تھی".

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے غازی کے ہاتھ سے جلدی جلدی ٹرے لے لی. کہ کہیں وہ اس کی بات سن کر وہ ٹرے ائیر ہوسٹس کو واپس ہی نہ کر دے. اور غازی کی دائیں گال پر ہلکا سا ڈمپل ابھرا تھا. پھر اس نے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں. جبکہ پری اب اس لاکٹ کو بھول کر بر گر پر ہاتھ صاف کر رہی تھی.

****

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

حسن حیدر شدید غصے کے عالم میں دانت پیستے ہوئے آہستہ آواز میں علی سے بولے.

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں بابا وہاں میں نے خود ایک لڑکے (جن) کی آواز سنی اور ایک لڑکے (جن) نے مس ثانیہ سے بات بھی کی تھی. وہ مجھے نظر نہیں آیا تھا اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہ جن تھا جن بھی تو نظر نہیں آتے... میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ بڑے پاپا؟"

علی نے حسن حیدر کے برعکس اونچی آواز میں کہا تھا. وہ ابھی تک حسن حیدر کی کرسی کے پیچھے تھا.

"ثانیہ... آپ بتایئے کیا ہوا تھا وہاں؟"

احسن حیدر نے سختی سے ثانیہ سے پوچھا. تو اس نے ڈرتے ڈرتے ساری بات بتا دی. حسن حیدر کو ثانیہ کی بات سن کر ایک لمحہ لگا تھا علی کا مقصد جاننے میں. لیکن وہ احسن حیدر کو کیسے ثانیہ اور افضل کے سامنے علی کی اداکاری کے بارے میں بتاتے. اس لیے وہ ثانیہ اور افضل سے بولے.

"آپ دونوں جائیں اور اپنا اپنا کام کریں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بابا... کون دونوں آپ مجھے اور مس ثانیہ کا کہہ رہے ہیں نہ... میں نہیں جاؤں گا اب اس آفس میں' میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا".

علی نے منہ بسورتے ہوئے کہا. تو حسن حیدر نے ایک بار پھر دانت پیسے.

"میں افضل اور ثانیہ سے کہہ رہا ہوں".

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسکا گلا دبا دیتے. لیکن وہ بھی شاید ایک ہی پیس تھا.

"بابا آپ کو بھی افضل نامی ایک جن نظر آرہا ہے.... پھر مجھے کیوں نہیں نظر آرہا؟"

اب کی بار حسن حیدر کے ساتھ احسن حیدر کے بھی اوسان خطا ہوئے تھے. لیکن وجہ مختلف تھی. احسن حیدر تو سچ میں پریشان ہو گئے. لیکن حسن حیدر کی پریشانی کی وجہ علی کا نہایت اونچی آواز میں رونا تھا. جو بین کرنے والے انداز میں رو رہا تھا. اور ان کی پریشانی ثانیہ اور افضل کی موجودگی تھی. جبکہ وہ دونوں تو ہونق بنے کھڑے تھے.

"دراصل میرے بیٹے کو کچھ عرصہ پہلے چھت سے گرنے کی وجہ سے دماغ پر چوٹ لگ گئی تھی. ہم نے کافی علاج کروایا تھا. زیادہ فرق نہ پڑنے پر ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اس کو کسی ایکٹیویٹی میں مصروف رکھیں. اور پھر اس کا شوق دیکھتے ہوئے ہم نے اس کو آج آفس آنے کی اجازت دے دی. لیکن شاید یہی ہماری بڑی غلطی تھی. کیا میں امید رکھوں کہ یہ بات یہاں سے باہر نہیں جائے گی؟"

حسن حیدر نے کافی تفصیل سے جواب دیا تو علی کی حیرت سے آنکھیں ابل پڑیں جب کہ افضل اور ثانیہ کے چہرے پر ایک ساتھ ہمدردی ابھری تھی. پھر ان دونوں نے علی کو ہمدردی سے دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور آفس سے باہر چلے گئے. جب کہ حسن حیدر کچھ دیر علی کو دیکھتے رہے جواب نظریں جھکا کر فرماں برداری سے ان کی ڈانٹ کا منتظر تھا. پھر وہ احسن حیدر کی طرف مڑے.

"بھائی جان.... میں نہیں چاہتا کہ ایشا کے ساتھ کوئی زیادتی ہو. آپ چاہیں تو اب بھی غور کر سکتے ہیں".

اور اب کی بار علی کے اوسان خطا ہوئے تھے. جبکہ احسن حیدر اب سنجیدگی سے علی کی طرف دیکھ رہے تھے. پھر گلا کھنکھارتے ہوئے بولے.

"علی... دیکھو بیٹا ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیٹی کو ایسا شوہر ملے جو اپنی بیوی کو خود کما کر کھلا سکے. نہ کہ اسکا انحصار کسی اور پر ہو. تم اگر اس آفس کو نہیں سنبھالنا

چاہتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے. لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم حلال کما کر کل کو اپنی بیوی اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکو. اور اس کے لیے تمہیں ابھی سے محنت کرنی ہو گی".

احسن حیدر علی کے پاس آ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولے. تو علی کی سانس (جو کب سے اٹکی ہوئی تھی) بحال ہوئی.

"بڑے پاپا آپ فکر نہ کریں.... میں نے سوچ لیا ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے.... ایشا کو اور اپنے آنے والے چنوں منوں کو میں حلال کما کر ہی کھلاؤں گا".

وہ یہ کہتے ساتھ ہی آفس سے باہر نکلا تھا. جبکہ احسن حیدر پہلے تو گڑ بڑا گئے. پھر جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے حسن حیدر کی طرف مڑے. جو ابھی تک آفس کے دروازے کو گھور رہے تھے.

"حسن پریشان مت ہو. وہ آہستہ آہستہ سمجھ جائے گا".

"بھائی جان آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ کتنی ہوشیاری سے بات کو ختم کر کے نکلا ہے یہاں سے. لاپرواہی اس کے ہر انداز سے جھلکتی ہے. اس کا کوئی مستقبل نہیں ہے. آپ کو ایک بار پھر سوچنا چاہیے. کیونکہ کل کو اللہ نہ کرے اگر ایشا کے ساتھ کچھ برا ہوا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا. اور تب آپ بھی پچھتائیں گے".

ان کے لہجے میں کچھ عجیب سی بے چینی اور خوف جھلک رہا تھا. جو احسن حیدر تو نہ جان سکے لیکن باہر کھڑے علی کو حسن حیدر کی باتوں سے زیادہ ان کے لہجے نے ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا. کچھ تھا ان کے لہجے میں جس نے علی کو الجھن میں ڈال دیا تھا.

"حسن... اس کے الفاظ سے زیادہ اس کے لہجے کی سچائی کو پہچانو.... وہ جتنا بھی لاپروا سہی لیکن ایشا کو اس سے زیادہ کوئی خوش نہیں رکھ سکتا.
اور جہاں تک بات ہے میرے پچھتانے کی تو ایسا کبھی نہیں ہو گا' کیونکہ کل کو اللہ نہ کرے اگر ایشا کے ساتھ کچھ بھی برا ہوتا ہے تو وہ اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے. میں اس پر علی کو یا کسی کو بھی قصوروار نہیں ٹھہراؤں گا. اب تم بھی پریشان مت ہو".

انہوں نے حسن حیدر کو نرمی سے سمجھاتے ہوئے ان کے کندھے تھپکے. اور اپنی میز کی طرف بڑھے. جبکہ حسن حیدر کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری تھی. جس کو انہوں نے رخ موڑ کر احسن حیدر سے چھپانے کی کوشش کی. وہ جو جاننا چاہتے تھے وہ جان چکے تھے. ان کو جو ڈر تھا وہ اب نہیں رہا تھا.

لیکن وہ انجانے میں علی کو شک میں ڈال چکے تھے. اور اب یقیناً وہ راز 'راز' نہیں والا تھا جس کو وہ اتنے سالوں سے چھپائے ہوئے تھے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

وہ دونوں اس وقت پشاور شہر سے باہر ایک گاؤں کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے پر بنے ایک ڈھابے پر بیٹھے تھے. اور وجہ پری کی بھوک تھی. جبکہ غازی حیران تھا کہ وہ اتنا کھا کر بھی موٹی کیوں نہیں ہوتی. پھر اپنی سوچ کو کوستے ہوئے جھٹکا. جب کہ پری اس سے بے نیاز سموسے کھانے میں مگن تھی. کیونکہ اس وقت وہاں صرف سموسے اور چائے تھی.

"آپ میری طرف کیوں دیکھ رہے ہیں....اگر سموسے کھانے کا دل کر رہا ہے تو کھا لیں اس طرح مجھے گھور گھور کر دیکھنا بند کریں. مجھے نظر جلدی لگتی ہے".

اس نے کہنے کے ساتھ ہی ایک بڑا سا بائٹ لیا. تو غازی نے حیرت سے اس کو دیکھا. پھر گویا ہوا.

"میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا بھائی اس دنیا کا واحد پیس نہیں ہے....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی نے بات ادھوری چھوڑ دی تھی. کیونکہ پری سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ سامنے رکھا گلاس اس کے سر میں دے مارتی. جب کہ پری جو سموسے کا ایک اور بائٹ لینا چاہ رہی تھی. غازی کی بات پر دھیان دیے بغیر وہ کچھ اور سوچ کر چونکی تھی.

"کہیں آپ میرے بھا....."

"نہیں".

غازی نے پری کی بات کو کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا. پھر پری کو نہ اٹھتے دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور تیز تیز چلتا ہوا سڑک پر کھڑی گاڑی تک آیا. پری حیران سی اس کو دیکھ رہی تھی.

"مجھے سموسہ تو ختم کرنے دیتے".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Blogs | Poetry | Interviews

اس نے جیسے افسوس سے غازی کو دیکھا جو اب اس کے لیے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولے کھڑا تھا. یہ گاڑی اس کے شہر والے گھر میں ہر وقت موجود رہتی تھی. جو اس نے تھوڑی دیر پہلے ڈرائیور سے کہہ کر ائیر پورٹ پر منگوائی تھی. اور اب اسی گاڑی پر وہ اپنے گاؤں جا رہے تھے.

"استغفر اللہ ایک تو محترمہ ہمارے نکاح کو ختم کرنے پر تلی ہوئی تھیں اور اوپر سے ان کو اپنے سموسے کو بھی ختم کرنے کی پڑی ہے".

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور اس کی طرف کا دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا.

جبکہ پری اب بھی شیشے سے باہر ڈھابے پر موجود وہ میز دیکھ رہی تھی جہاں پر اس کا سموسہ ابھی تک پڑا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا.

"آپ کو نہ رزق کی قدر ہی نہیں ہے".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

پری نے پھولے منہ کے ساتھ غازی کو دیکھتے ہوئے کہا. تو وہ بڑبڑایا..

"اور آپ کو اپنے شوہر کی قدر نہیں ہے. جبھی بھائی بنانے پر تلی ہوئی تھیں".

پری حیرانی سے اس کو بڑبڑاتا دیکھ رہی تھی.

"آپ میری برائیاں کر رہے ہیں نہ".

پری کو غصہ آیا. جب کہ غازی کو ایک اور الزام پر حیرت سے جھٹکا لگا تھا.

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے.... میں کیوں کروں گا آپ کی برائیاں؟"

اس نے الٹا سوال کیا تو پری نے بس گھورنے پر ہی اکتفا کیا.

"میرے کتنے بھائی ہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری نے ایک اور سوال کیا تھا. جب کہ غازی کو اپنی وہ بات یاد آئی جو اس نے علی کو نسوار خان کے باغ میں کھڑے ہو کر کہی تھی. اسے دکھ ہوا کہ پری کو کوئی بھی یاد نہیں ہے. لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کو غلط میڈیسن دی گئیں تھیں. ورنہ دس سے گیارہ سال کی بچی اپنی فیملی کو تو نہیں بھول سکتی.

"آپ بتا کیوں نہیں رہے؟"

پری نے اس سے پھر پوچھا تو وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلا اور بولا.

"ایک.... علی نام ہے اس کا".

یہ کہہ کر غازی نے پری کے چہرے پر تاثرات دیکھنے چاہے. لیکن وہاں ہنوز اجنبیت تھی. کاش اس کو بتا سکتا کہ یہ اس کا وہ بھائی ہے جو پری کے اغوا ہونے کے وجہ سے پورے تین دن بے ہوشی کی حالت میں پڑا رہا تھا. اور پورا ایک مہینہ وہ بخار میں پھنکتا رہا تھا.

پری نے اس کے بعد کچھ نہیں پوچھا تھا. لیکن جیسے جیسے گاڑی گاؤں کی طرف بڑھ رہی تھی ویسے ہی اس کے دل دھڑکن تیز ہو رہی تھی. وہ سوچ رہی تھی کہ ان کا ری ایکشن کیا ہو گا. وہ لوگ اس کے ساتھ کس طرح کا رویہ اپنائیں گے. اس کی فیملی میں اور کون کون ہو گا اس کے سارے سوالات کے جوابات اس کو حویلی جا کر ہی ملنے تھے.

غازی اس کی بے چینی محسوس کر رہا تھا. لیکن وہ خاموش ہی رہا. پری اب گاڑی سے باہر جھانکنے لگی تھی.

****

"بابا کا رویہ اتنا عجیب کیوں تھا آخر...انہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں ایشا کو خوش نہیں رکھوں گا. جبکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بزنس میں مجھے ہمیشہ سے ہی دلچسپی نہیں تھی. تو صرف میرا آفس میں دلچسپی نہ لینا تو وہ وجہ نہیں ہو سکتی جو بابا کو پریشان کر رہی ہے. پھر آخر کیا وجہ ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی آفس سے واپس آتے ہی اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا اور اس وقت سے وہ پورے کمرے میں ٹہل ٹہل کر بس ایک ہی بات سوچ رہا تھا کہ آخر بابا اس کے اور ایشا کے رشتے سے خوش کیوں نہیں لگ رہے تھے. ایسے کون سے خدشات ہیں ان کے دل میں جنہیں وہ اپنی زبان پر نہیں لا رہے ہیں.

مجھے اس بارے میں ان سے بات کرنی ہو گی. یہ سوچ کر وہ وقتی طور پر مطمئن ہو گیا تھا.

****

ایشا اس قدر خوش تھی کہ کبھی کبھی اسے خواب لگنے لگتا تھا. کہ اس کا نکاح کسی اور سے نہیں بلکہ علی سے ہو رہا ہے. اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنی خوشی کس سے بانٹے. پھر اس نے سوچا کہ بی بی جان کے پاس جائے.

بی بی جان اور آغا جان کا کمرہ اس کے کمرے کے ساتھ دائیں جانب نیچے ہی تھا. جب کہ لاؤنج کے دوسری جانب احسن اور حسن حیدر کے کمرے ساتھ ساتھ تھے. اور باقی تین کمرے ایشا کے کمرے کے بائیں جانب تھے جن کو مہمانوں کے آنے پر کھولا جاتا تھا. نیچے کا سارا پورشن پرانے دور کے انداز میں بنا تھا. گو کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں کافی تبدیلی بھی کروادی گئی تھی. لیکن اس کے باوجود وہ ایک حویلی کا نقشہ پیش کرتا تھا. اور یہ حویلی اس گاؤں کی شان سمجھی جاتی تھی.

جبکہ اوپر والا پورشن نیچے والے پورشن کی نسبت کافی چھوٹا تھا. اور اس کو بعد میں جدید دور کے انداز میں بنایا گیا تھا. اس پورشن میں تین کمرے ہال کی ایک جانب اور دو کمرے دوسری جانب تھے.

علی اور ذیشان کے کمرے آمنے سامنے تھے جبکہ علی کے ساتھ والے کمرے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی سوائے فوزیہ بیگم اور ذیشان کے. ہر ہفتے اس کمرے کی صفائی فوزیہ بیگم خود کرتی تھیں. اس کمرے میں پریشے کا سارا سامان فوزیہ بیگم نے اپنے ہاتھوں سے سیٹ کیا تھا. جو پہلے ایشا کے کمرے میں نیچے والے پورشن میں موجود تھا. ایشا ابھی اوپر والے پورشن میں شفٹ نہیں ہوئی تھی کیونکہ بی بی جان کا حکم تھا کہ علی اور ذیشان گھر میں کم ہی ٹکتے ہیں تو اس طرح ایشا اوپر والے پورشن میں اکیلی ہو جائے گی.

ایشا ابھی اپنے کمرے سے نکل کر بی بی جان کے کمرے کی طرف جا ہی رہی تھی جب اسے ذیشان کی گاڑی کی آواز سنائی دی. وہ بھاگتی ہوئی باہر کی جانب بڑھی. ذیشان نے گاڑی وہیں روکی اور پھر گاڑی سے باہر نکلا شاید اس نے بھی دور سے ایشا کو اپنی طرف بھاگ کر آتے ہوئے دیکھ لیا تھا.

پھر اس نے اپنے بازو وا کیے تو وہ بھاگتی ہوئی ذیشان کے گلے جا لگی.

"بھائی میں نے کتنا مس کیا آپ کو' اس بار آپ نے اتنے دن لگا دیے. آپ کو پتا ہے نہ میں آپ کے بغیر کتنی اداس ہو جاتی ہوں".

وہ بولتے ساتھ ہی رو پڑی تھی. تو ذیشان پریشان ہوا. اور اس کو خود سے الگ کر کے بے چینی سے بولا.

"ایشا میری جان... کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو... میں تو پہلے بھی اتنے دنوں بعد آیا کرتا تھا. اس بار اتنا مس کیوں کیا مجھے؟"

ذیشان نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے پوچھا. لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا. تو ذیشان نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر کیا.

"ایشا تم خوش تو ہو نہ اس رشتے سے؟"

ذیشان کے چہرے پر تشویش تھی. ایشا کو اپنے بھائی پر ٹوٹ کر پیار آیا.

"بھائی میں بہت خوش ہوں. آپ پریشان نہ ہوں".

اس بار اس نے کہا تو ذیشان کو اس کے چہرے اور اس کی آنکھوں میں بھی وہی خوشی دکھی تھی. تو وہ مطمئن ہو گیا.

لیکن کسی احساس کے تحت ذیشان نے سر اوپر اٹھایا تو علی جلدی سے کھڑکی کے پیچھے ہوا تھا. ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا. بلکہ جب بھی وہ گھر آتا تو ایشا اسی طرح ذیشان سے آکر ملتی تھی. جب کہ علی کی اس موقعے پر آنکھیں نم ہو جاتی تھیں. اس کو اس وقت پریشے کی شدت سے یاد آتی تھی. پھر وہ اپنے چہرے پر ہنسی سجا لیتا تھا. لیکن ذیشان جانتا تھا کہ اس کے دل میں اس وقت کیا چل رہا ہے. اور وہ بھی افسردہ ہو جاتا تھا.

لیکن خلاف معمول اس بار ذیشان کے چہرے مسکراہٹ آئی تھی. اور پھر جیسے اس کے ذہن میں جھماکا ہوا. اور وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا تھا.

اور پھر بے اختیار مسکرا دیا. تب تک ایشا واپس جا چکی تھی. کیونکہ اسے سب کو بتانا تھا کہ ذیشان بھائی آئے ہیں.

جبکہ ذیشان اب گاڑی کی جانب مڑا اور فرنٹ سائیڈ کا دروازہ کھولا.

وہ اپنا سر گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھی. جیسے چھپنا چاہ رہی ہو. شاید اسی لیے ایشا کی نظر نہیں پڑی تھی. ذیشان اس کی اس حرکت پر بے اختیار مسکرا دیا. پھر اس نے پری کے سر کو ہلکا سا چھوا تو وہ ایک ایکدم اچھلی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ریلیکس پری میں ہوں غازی".

اس کو دیکھ اس کا اٹکا سانس بحال ہوا. پھر وہ گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے لگی. ذیشان نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو پہلے اس نے حیرت سے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر نظر انداز کرتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی. ذیشان نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا.

پری نے گاڑی سے باہر نکل ارد گرد کئی ملازموں کو اپنی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پایا. پھر وہ ذیشان کے پیچھے پیچھے چلنے لگی.

****

وہ دونوں جیسے ہی لاؤنج میں پہنچے سامنے موجود تینوں نفوس کے قدم زمین پر جم گئے. شاید کوئی انہونی ہو گئی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تینوں نے ہی پلکیں جھپکنے کی جرأت نہیں کی تھی. شاید وہ نہیں چاہتے تھے جو خواب وہ دیکھ رہے ہیں وہ ہوا میں تحلیل ہو جائے. پھر فوزیہ بیگم بے اختیار آگے بڑھیں. جیسے وہ اس خواب کو قید کر لینا چاہتیں ہوں. اور پھر انہوں نے سامنے موجود اپنی پریشے کے چہرے پر ہاتھ پھیرنا چاہا. جیسے وہ کچھ محسوس کرنا چاہتی ہوں.

اور پھر اسی لمحے ان کے ساتھ باقی دونوں نفوس کو بھی وہ خواب حقیقت میں تبدیل ہوتا دکھائی دیا. پری نے فوزیہ بیگم کے کانپتے ہاتھ تھامے تو وہ کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتیں اور کبھی اس کے چہرے کو' وہ چہرہ نہیں بدلا تھا. وہ جیسے دس سال پیچھے چلی گئی تھیں. وہ آج بھی بلکل ویسی ہی تھی. بس وہ قد میں تھوڑی بڑی ہو گئی تھی.

"ذیشان... یہ... یہ میری پریشے ہے نہ.... دیکھو کتنی بڑی ہو گئی ہے... نہیں بس قد بڑا ہوا ہے... ہاں باقی تو دیکھو... ویسی کی ویسی ہی ہے... ہے نہ... حسن آپ دیکھ رہے ہیں نہ.... بی بی جان.... دیکھیں میری پریشے کو دیکھیں....."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فوزیہ بیگم بے ربط جملے ادا کرتی ہوئیں کبھی ایک سے مخاطب ہوتیں تو کبھی دوسرے سے... ان کو اپنے جزبات کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے. پھر انہوں نے ایک دم روتے ہوئے پری کو خود میں بھینچا تھا. پری کی آنکھوں میں بھی آنسوں آ گئے تھے. اس دوران وہاں موجود حسن حیدر کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں. ذیشان نے آگے بڑھ کر انہیں گلے سے لگا لیا. تو وہ بھی اپنا ضبط کھو بیٹھے. جب کہ بی بی جان کو ایشا سہارا دیے کھڑی تھی جو ابھی ابھی وہاں آغا جان کو ساتھ لے کر آئی تھی. آغا جان ابھی

تک بے یقین نظروں سے پریشے کو دیکھ رہے تھے. اور پریشے ابھی تک فوزیہ بیگم کے گلے لگے کھڑی تھی. وہ پریشے کو خود سے الگ نہیں کرنا چاہتی تھیں. انہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ پھر سے نہ کھو جائے.

"بس کرو فوزیہ... مجھے بھی تو ملنے دو اپنی بیٹی سے".

حسن حیدر کے کہنے پر بمشکل فوزیہ بیگم نے خود کو پریشے سے الگ کیا لیکن وہ ابھی بھی پریشے کو ہی دیکھ رہیں تھیں. جیسے سالوں کی پیاس ایک ساتھ بجھانا چاہتیں ہوں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ پریشے کے انداز میں جو گرم جوشی فوزیہ بیگم کے لیے تھی وہ حسن حیدر سے ملتے وقت مفقود تھی. اور یہ بات حسن حیدر کے ساتھ ساتھ وہاں سب نے شدت سے محسوس کی تھی.

حسن حیدر نے پریشے کے سر پر بوسہ دیا. اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر نم آنکھوں سے اس کو دیکھتے رہے. پھر بی بی جان آگے بڑھیں اور اس کو گلے سے لگا لیا.

ان کی بوڑھی باہوں میں پریشے کو سکون سا محسوس ہوا لیکن وہ پھر بھی کوئی گرم جوشی نہیں دکھا سکی. آغا جان سے بھی وہ اسی انداز میں ملی. جبکہ ایشا بھی خود ہی اس کے گلے آ کر لگی تھی. اور ایشا کو دیکھ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ غازی کی بہن ہے. اس کا مطلب وہ دونوں اس کے کزن ہیں.

تھوڑی دیر بعد سب لاؤنج میں رکھے صوفوں پر بیٹھ چکے تھے. اس دوران احسن حیدر بھی آ چکے تھے. پریشے ابھی بھی فوزیہ بیگم کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں. لیکن ابھی تک کسی نے کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں کی تھی. پھر بالآخر آغا جان گلا کھنکار کر سب کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئے.

"میرا خیال ہے بچے تھک گئے ہوں گے...اور کھانے کا بھی وقت ہو گیا ہے. ایشا ...بچے...رانی بٹیا سے کہو کھانا لگائے. تاکہ بچے کھانا کھا کر پھر آرام کر سکیں".

آغا جان نے آخر میں ایشا کو مخاطب کیا تو وہ جی آغا جان کہہ کر کھڑی ہو گئی.

"بہو.... ہماری بیٹی کو اس کا کمرہ دکھا دیں... جب تک کھانا لگتا ہے وہ تازہ دم ہو جائے".

آغا جان نے اب کی بار فوزیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا. تو وہ بھی سر ہلاتے ہوئے کھڑیں ہو گئیں. پریشے بھی ان کے ساتھ ہی کھڑی ہوئی تھی. اس دوران احسن حیدر حسن حیدر کو تسلی دینے والے انداز میں ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے. جو نم آنکھوں سے پری کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے.

اور ذیشان کی پر سوچ نگاہوں نے پریشے کے اوجھل ہو جانے تک اس کا پیچھا کیا تھا.

اس سارے وقت میں کسی کے بھی زہن میں علی کا خیال نہیں آیا تھا. جو اوپر اپنے کمرے میں موجود تھا.

****

"پریشے بی بی بلکل بھی نہیں بدلیں ہیں نہ..ایشا بی بی؟"

ایشا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ سوال تھا یا تبصرہ. وہ چپ رہی تو رانی پھر مخاطب ہوئی.

"کیا ہوا ایشا بی... آپ کو خوشی نہیں ہوئی پریشے بی بی کے واپس آنے پر... وہ پورے دس سال بعد واپس آئی ہیں".

رانی کو ایشا کی سنجیدگی اور خاموشی پر حیرت ہوئی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رانی مجھے بھلا کیوں نہیں خوشی ہو گی... لیکن میں اس کے رویے پر حیران ہوں... جیسے وہ یہاں آنے پر خوش نہیں ہے. اس کے انداز میں مما کے علاوہ باقی سب کے لیے اجنبیت تھی. وہ دس سال کی تھی جب اغوا ہوئی تھی. اور دس سال کے بچے کی یادداشت اچھی خاصی ہوتی ہے. مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ وہ اس طرح کیوں بی ہیو کر رہی ہے".

ایشا کو بار بار حسن حیدر کے چہرے پر چھایا وہ دکھ یاد آ رہا تھا جو پریشے کی رویے کی وجہ سے تھا.

"اس کو ایک مخصوص قسم کی دوائیاں دی گئی تھیں بچپن میں' جس کی وجہ سے اس کی یادداشت نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی. اور جہاں تک بات ہے مما کے ساتھ اس کے رویے کی تو مما کی جو حالت پریشے کو دیکھ کر ہوئی تھی اس سے کوئی بھی انجان شخص یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ پریشے کی ماں ہیں. اور پھر پریشے تو ان کی بیٹی ہے. وہ کیسے نہ جان سکتی.

پریشے پتھر دل نہیں ہے کہ وہ اپنی ہی ماں کو تڑپتا ہوا چھوڑ دے. اور جہاں تک بات ہے چاچو کے ساتھ اس کے رویے کی تو وہ آہستہ آہستہ ان کے ساتھ بھی ٹھیک ہو جائے گی. لیکن ایشا ہم سب کو بھی کوشش کرنی ہو گی".

ذیشان نہ جانے کب کچن کے دروازے پر آ کھڑا ہوا تھا. اور اس نے یقیناً ایشا اور رانی کی باتیں بھی سن لیں تھیں.

"جی بھائی آپ فکر مت کریں. ان شاءاللہ وہ نارمل ہو جائے گی. اور پھر آخر کب تک وہ اپنے خونی رشتوں سے نظریں چرائے گی. ایک نہ ایک دن تو اس کو خود احساس ہو ہی جائے گا".

ایشا نے ذیشان کے قریب جاتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ایشا کا سر تھپتھپاتے ہوئے ان شاءاللہ کہا اور واپس جانے کے لیے مڑا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فوزیہ بیگم اوپر والے پورشن میں پریشے کو اس کے کمرے میں لے کر آئیں تو وہ اپنا کمرہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی.

کمرے کے وسط میں جہازی سائز کا بیڈ رکھا تھا. اس کے دائیں جانب دیوار کے ساتھ کافی بڑی ڈریسنگ ٹیبل اور بائیں جانب دیوار کے ساتھ ایک صوفہ رکھا تھا. بیڈ کے سامنے والی دیوار پر اوپر پچاس انچ کا ایک ایل ای ڈی لگا تھا. جس نے آدھی دیوار کو گھیرا

ہوا تھا. اسی دیوار کے ساتھ نیچے دو صوفے رکھے تھے اور سامنے ایک شیشے کی جدید طرز کی بنی ایک میز رکھی تھی. جس کو ایک خوبصورت گلدان سے سجایا گیا تھا. کمرے کی ایک سائیڈ کے کونے میں ایک دروازہ تھا. جو باتھروم کا تھا.

پریشے کو اندازہ ہو گیا تھا کہ کمرے میں موجود فرنیچر اور باقی سارا سامان یقیناً لاکھوں کی مالیت کا تھا. اس نے دروازے میں ہی کھڑے ہو کر پورے کمرے کا جائزہ لے لیا تھا.

"اس کمرے کا سارا سامان ذیشان کی پسند کا ہے. یہاں کی صفائی ہر ہفتے میں خود کرتی ہوں. یہاں میرے اور ذیشان کے علاوہ اور کوئی نہیں آتا. پہلے تو میں بھی نہیں آتی تھی. لیکن پھر ذیشان نے مجھے اجازت دے دی تھی یہاں آنے کی".

فوزیہ بیگم پریشے کی غائب دماغی کو محسوس کیے بغیر اس کو چھوٹی چھوٹی اور بھی بہت سی باتیں بتا رہی تھیں. جبکہ پریشے سوچ رہی تھی کہ آخر غازی نے اس کو اپنا صحیح نام کیوں نہیں بتایا اور وہ غازی کے لیے اتنی اہم کیوں ہے. وہ یہ سب ابھی فوزیہ بیگم سے بھی نہیں پوچھ سکتی تھی.

اس نے فوزیہ بیگم کو دیکھا جو اسے ہی پیار سے دیکھ رہیں تھیں. پریشے کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے. پھر فوزیہ بیگم نے خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئیں.

"پریشے کیا تمہیں میری یاد نہیں آتی تھی؟"

فوزیہ بیگم کی آنکھوں میں جو تکلیف ابھری تھی اس نے پریشے کو بے چین کر دیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ... میں.... مجھے کچھ یاد نہیں..."

یہ الفاظ کہتے ہوئے اسے دقت پیش آئی تھی. جب کہ فوزیہ بیگم کا چہرہ سفید پڑا تھا.

"اچھا چلو... فریش ہو جاؤ میں آج اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاؤں گی. اگر مجھے پتا ہوتا کہ آج میری بیٹی واپس آ رہی ہے تو میں سارے کھانے اپنے ہاتھوں سے تمہاری پسند کے بناتی".

فوزیہ بیگم نے بات کو بدلا تھا. ویسے بھی انہیں اپنی بیٹی مل گئی تھی. انہیں اور کیا چاہیے تھا. پھر کیوں وہ تکلیف دہ باتوں کو دہراتیں.

"کوئی بات نہیں اب میں آگئی ہوں نہ تو میں آپ کے ہاتھ کے ہی کھانے کھاؤں گی".

پریشے نے ان کے ہاتھوں کو پیار سے تھامتے ہوئے کہا تھا. اور یہ کہتے ہوئے اس کو نتاشا بیگم کی بے حد یاد آئی تھی. جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں میں نمی ابھری تھی. جبکہ فوزیہ بیگم تو نہال ہی ہو گئیں تھیں پریشے کی بات سن کر.

"ہاں کیوں نہیں... اب تو روزانہ میں ہی بناؤں گی کھانا.... اب میری بیٹی واپس آگئی ہے.... تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں دس سال پیچھے چلی گئی ہوں... اب جلدی سے فریش ہو جاؤ اور میں دیکھتی ہوں کہ رانی نے کھانا لگایا یا نہیں. بہت باتونی ہے. اس لیے مجھے خود ہی دیکھنا پڑے گا".

وہ آج اتنی خوش تھیں. کہ انہیں احساس ہی نہیں تھا کہ آج زندگی میں پہلی بار وہ غیر ضروری باتیں کر رہیں تھیں. پھر وہ چلی گئیں تو پریشے نے ایک اور نظر پورے کمرے میں دوڑائی. اور اٹھ کھڑی ہوئی.

وہ الماری کی طرف بڑھی کیوں کے وہ اپنے ساتھ تو کچھ بھی نہیں لے کر آئی تھی. اس نے الماری کھولی تو اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا. وہاں پریشے کے کے ہی ناپ کے ہر طرح کے ڈریس موجود تھے. زیادہ تر شلوار قمیص اور فراک تھیں. اس نے الماری کا دوسرا پٹ کھولا تو وہاں بھی اسے کئی رنگ اور کئی ڈیزائین کے کپڑے نظر آئے تھے. اس نے باری باری پوری الماری پر اوپر اوپر سے نظر ڈالی لیکن اس ایک نظر میں بھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہاں پریشے کی ضرورت سے زیادہ سامان موجود تھا. ہر چیز مہنگی اور خوبصورتی کی اعلی مثال تھی.

اس نے اپنے لیے سفید اور نیلے پرنٹ والی ایک فراک منتخب کی. اور باتھروم کی جانب بڑھ گئی.

****

فوزیہ بیگم پریشے کے کمرے سے باہر نکلیں تو ان کی نظر علی کے کمرے پر پڑی تو انہیں احساس ہوا کہ علی ابھی تک پریشے سے نہیں ملا انہوں نے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی. تھوڑی ہی دیر بعد اس کا چہرہ دروازے سے برآمد ہوا. علی کی نظر فوزیہ بیگم پر پڑی تو وہ سیدھا ہوا اور انہیں اندر آنے کا راستہ دیا.

"علی کیا تم سو رہے تھے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com

فوزیہ بیگم نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا جو ہلکی ہلکی سوجی ہوئی تھیں.

"نہیں....وہاں میں سویا ہوا تھا".

اس کے انداز سے ہی فوزیہ بیگم جان گئیں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے. اور علی کو بھی اندازہ تھا. اس لیے اس نے سر جھکا دیا.

"وہ... مما مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیسے پریشے کا سامنا کروں... وہ کیا سوچے گی... کہ میں اس کا کیسا بھائی ہوں جو اسے ڈھونڈھ نہیں سکا. مجھے شرم آتی ہے یہ سوچ کر کہ میں اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا".

بیڈ پر بیٹھی فوزیہ بیگم کے قدموں میں بیٹھ کر اپنا سر ان کی گود میں رکھ کر وہ ہچکیوں سے رو رہا تھا.

فوزیہ بیگم کو بے اختیار وہ دن یاد آئے جن دنوں پریشے اغوا ہوئی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دس سال پہلے:

پریشے کو اغوا ہوئے آج تیسرا دن تھا. احسن اور حسن حیدر نے سوات کے بعد اب پولیس کی مدد سے پورا پشاور چھان مارا تھا. لیکن پریشے نہیں ملی تھی. اٹھارہ سالہ ذیشان اور سترہ سالہ علی بھی ضد کر کے ان کے ساتھ ہی پریشے کو ڈھونڈھ رہے تھے.

لیکن آج تیسرے دن علی کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی. اسے بخار تو اسی دن سے تھا جس دن پریشے اغوا ہوئی تھی. اور اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا. نہ کسی اور کو ہوش تھا کہ وہ ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرتے انہیں تو اس وقت صرف پریشے کو ڈھونڈنا تھا. علی بھی جلد از جلد اپنی بہن کو ڈھونڈنا چاہتا تھا.

پھر تیسرے دن رات کے قریب اس کا بخار تیز ہو گیا تو احسن حیدر اس کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر چونکے.

"علی کیا ہوا تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں پڑ رہا ہے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر علی کے ساتھ تھے. جب کی ڈرائیونگ سیٹ پر حسن حیدر اور فرنٹ سیٹ پر ذیشان تھا.

"کچھ نہیں بڑے پاپا.... میں بلکل ٹھیک ہوں".

اس نے احسن حیدر کی تسلی کروانی چاہی لیکن اس کی آواز میں اس قدر نقاہت تھی کہ حسن حیدر اور ذیشان نے بھی بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا تھا.

"اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے حسن گاڑی کو اسپتال کے راستے پر کرو جلدی".

احسن حیدر کے کہنے پر حسن حیدر نے گاڑی اسپتال کی طرف موڑ دی. لیکن اسپتال پہنچنے تک علی اپنے حواس کھو چکا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

علی کو آج تین دن بعد ہوش آیا تھا. اور جب اس کو پتا چلا کہ پریشے ابھی تک نہیں ملی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا. اور پھر اس کو آغا جان اپنے ساتھ گھر لے آئے تھے. لیکن اس کا بخار ایک مہینے بعد جا کر ٹوٹا تھا. اور وہ اس قدر کمزور ہو گیا تھا. لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ

وہی علی ہے. اس دوران گھر کے سارے افراد نے اس کا بے حد خیال رکھا تھا سوائے فوزیہ بیگم کے. وہ تو پریشے کے غم میں خود کو بھی بھول چکی تھیں.

"علی میں آجاؤں".

ذیشان نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ حیران ہو کر بولا.

"یہ میرے ساتھ ساتھ تمہارا بھی کمرہ ہے. اجازت کیوں مانگ رہے ہو؟".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے لگا کہ کہیں تم ڈسٹرب نہ ہو جاؤ".

ذیشان نے دھیمے سے کہا اور علی کے بیڈ کے برابر رکھے اپنے بیڈ پر آ بیٹھا.

"ڈسٹرب تو تم لگ رہے ہو مجھے".

علی نے ذیشان کی روئی روئی آنکھوں کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا تو ذیشان نے بے اختیار نظریں چرائیں.

"نہیں میں بس پریشان ہوں".

"جانتا ہوں... لیکن تمہیں ہمت کرنی ہو گی... ہم مل کر پریشے کو ڈھونڈھیں گے".

علی کے کہنے پر ذیشان نے اس کی طرف دیکھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علی ہمت تو تمہیں بھی کرنی ہو گی. تم نے مما کی حالت دیکھی ہے. وہ بلکل ٹوٹ گئیں ہیں. تمہیں اور مجھے مل کر انہیں سنبھالنا ہے. وہ ماں ہیں. ان کی پریشے کے لیے تڑپ ہم سب سے زیادہ ہے".

ذیشان کے کہنے پر علی کے چہرے پر پھر سے تکلیف کے آثار نظر آئے تو ذیشان نے بات بدلی.

"اور ہاں تم نے صحیح کہا. ہم دونوں کو مل کر پریشے کو ڈھونڈنا ہے. کیسے ڈھونڈنا ہے یہ میں تمہیں کچھ دنوں تک بتادوں گا".

اور پھر واقعی کچھ دنوں بعد وہ کرنل وسیم خان کے سامنے بیٹھے تھے.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے اب فوزیہ بیگم کا خیال رکھنا شروع کر دیا تھا. یہ ذیشان کے سمجھانے کا اثر تھا. ورنہ وہ تو فوزیہ بیگم سے اس بات کو لے کر ناراض تھا کہ پورا ایک مہینہ وہ بخار میں پھنکتا رہا اور فوزیہ بیگم کو ایک بار بھی اس کا خیال نہیں آیا تھا. لیکن آہستہ آہستہ اسے ان کی تکلیف کا احساس ہو گیا تھا. اب وہ خود انکا خیال رکھتا تھا. اکثر ان کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا تھا.

لیکن پھر وہ ذیشان کے ساتھ لاہور کے ایک ہاسٹل چلا آیا. کیونکہ حسن حیدر کا کہنا تھا کہ دونوں کی تعلیم گھر کے ماحول کی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہی ہے. اور گھر کا ماحول پریشے کے اغوا ہونے کی وجہ سے ڈسٹرب تھا.

سب ایک دوسرے سے نظریں چرائے ہوئے تھے.

حسن اور احسن حیدر نے ہر طرح سے پریشے کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی. آغا جان نے اپنے تعلقات استعمال کیے تھے. لیکن کوئی تعلق کام نہیں آیا.

اور یہ تلاش اگلے 5 سال تک اسی شدت سے جاری رہی تھی. لیکن پھر آہستہ آہستہ انہیں لگنے لگا کہ پریشے اب انہیں کبھی نہیں ملے گی.

لیکن وہ اس بات سے انجان تھے کہ ابھی پریشے کی تلاش ختم نہیں ہوئی. بلکہ شروع ہوئی ہے.

حال:

"مما... مما..."

علی نے فوزیہ بیگم کو کندھا ہلاتے ہوئے زور زور سے پکارا تو وہ یکدم چونکیں.

"ہاں..ہاں کیا ہوا".

ممارانی بھابھی بلانے آئی ہے. آغا جان انتظار کر رہے ہیں".

علی نے فوزیہ بیگم سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علی تم نہیں آؤ گے؟".

انہوں نے علی کو بیڈ پر بیٹھتے دیکھ کر حیرانی سے پوچھا.

"نہیں مما مجھے بھوک نہیں ہے. آپ جائیں".

فوزیہ بیگم نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے اور پھر کچھ سوچ کر کچھ کہے بغیر جانے کے لیے واپس مڑیں.

جبکہ علی اب بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا.

****

ذیشان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی علی کی طرف دیکھا جو آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر سیدھا لیٹا تھا.
ذیشان نے دروازہ آہستہ سے بند کیا اور آکر علی کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا. علی خاموشی سے ویسے ہی لیٹا رہا.

"پریشے سے کیوں نہیں ملے؟"

ذیشان نے اس کی آنکھوں سے بازو ہٹاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا.

"میری مرضی".

علی نے اسی سنجیدگی لیکن بے رخی سے جواب دیا. اور آنکھوں پر پھر سے بازو رکھ لیا.

"یہ تم مجھے کس بات کے نخرے دکھا رہے ہو؟"

ذیشان نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ذیشان مجھے ابھی کسی سے بات نہیں کرنی جاؤ یہاں سے".

علی نے رخ موڑتے ہوئے کہا. تو ذیشان کو اس کی آواز میں نمی محسوس ہوئی.

"علی پاگل مت بنو. اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا. پریشے کا ہم سے جدا ہونا قسمت میں لکھا تھا. کیا آج تک کوئی قسمت کے لکھے کو ٹال پایا ہے. دیکھو علی... قدرت کے ہر

کام میں کوئی نہ کوئی بہتری ہوتی ہے. مجھے یقین ہے کہ اس میں بھی اس کی کوئی مصلحت ہو گی.

اب جب وہ واپس آ گئی ہے تو تم اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اس طرح ری ایکٹ کر رہے ہو. مجھے تم سے اتنی بے وقوفی کی امید نہیں تھی علی".

ذیشان نے سمجھاتے ہوئے آخر میں افسوس سے سر ہلایا.

"وہ اس وقت کہاں ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا.

"اپنے کمرے میں".

ذیشان نے دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا. پھر اس کے جانے کے بعد علی نے اپنا حلیہ درست کیا اور کچھ دیر بعد وہ پریشے کے کمرے کی طرف بڑھا.

****

پریشے بیڈ پر گم صم سی بیٹھی تھی. ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی فوزیہ بیگم اس کے کمرے سے گئیں تھیں. اور جاتے وقت اس کو سونے کی تاکید بھی کر گئیں تھیں. لیکن پریشے کو نیند نہیں آرہی تھی. وہ اس وقت نتاشا بیگم, سارہ اور یمنہ کے بارے میں سوچ رہی تھی.

کھانے کی میز پر بھی وہ اسی طرح خاموش تھی. اور کسی اور نے بھی اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کی تھی سوائے فوزیہ بیگم کے. جو اس کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے کے ساتھ ساتھ اس کی بچپن کی شرارتوں کے قصے سنا رہیں تھیں. باقی سب کبھی کبھی فوزیہ بیگم کی کسی بات پر مسکرا دیتے اور پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو جاتے. آغا جان نے علی کا پوچھنا چاہا تھا لیکن ذیشان نے انہیں آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا. آغا جان خاموش ہو گئے. وہ جانتے تھے کہ ذیشان کسی وجہ سے ہی ان کو منع کر رہا ہے.

پریشے نے گھڑی کی طرف نظر دوڑائی تو چونک گئی.

"اوہ..دو بج رہے ہیں.افف کیا کروں'نیند بھی نہیں آرہی.اور نہ میں مام یا یمنہ سے بات کر سکتی ہوں".

اس نے جھنجھلاتے ہوئے سوچا.وہ ابھی کراچی کسی کے ساتھ اس ڈر سے رابطہ نہیں کر رہی تھی کہ کہیں ڈیڈ کو پتا نہ چل جائے.اور اس کی وجہ سے وہ لوگ مشکل میں پڑ جائیں.وہ نہیں جانتی تھی کہ حسیب ملک گرفتار ہو چکا ہے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ...ہاں یہ ٹھیک ہے کچن میں جاتی ہوں.اس طرح کچھ تو وقت گزر ہی جائے گا. اور ویسے بھی رات کا کھانا تو کب کا ہضم بھی ہو چکا ہے.تو کیوں نہ کچھ پیٹ پوجا کی جائے".

پریشے چٹکی بجاتی ہوئی کھڑی ہوئی.پھر دروازہ کھول کر سر باہر نکالا اور ارد گرد نگاہ دوڑائی.اور کسی کو نہ پا کر بغیر آواز کیے دروازہ بند کیا اور پھر آہستہ سے سیڑھیاں اتر گئی.

****

علی پریشے کے کمرے کے باہر کھڑا تھا اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھٹکھٹاتا ایکدم رک گیا. کیونکہ اندر سے فوزیہ بیگم کی آواز آرہی تھی. علی نے کچھ دیر وہیں کھڑے ہو کر پریشے کے بولنے کا انتظار کیا. لیکن وہ شاید صرف فوزیہ بیگم کو سن رہی تھی. پھر وہ واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا.

پھر وہ کافی دیر سونے کی کوشش کرتا رہا. لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی. اس نے گھڑی کو دیکھا جہاں دو بجنے میں ابھی پانچ منٹ تھے.

"افف اب تو بھوک بھی لگنا شروع ہو گئی ہے. رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا. اور کچن میں بھی کچھ نہیں ہو گا".

وہ پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے خود سے بولا. کیونکہ آغا جان کے اصول کے مطابق گھر میں صرف اتنا کھانا بنتا جتنا کھایا جا سکتا تھا. وہ رزق کے ضائع ہو جانے کے سخت خلاف تھے.

"چل بھئی علی تجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا کیونکہ بھوکے پیٹ اب نیند تو آئے گی نہیں".

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا. اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کچن میں موجود فریزر کا دروازہ کھولے جھک کر کھانے کی کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا.

اسے ایک چاکلیٹ نظر آئی تو اس نے اٹھا کر پیچھے دیکھے بغیر فریزر کی سائیڈ پر موجود ایک میز پر رکھ دی اور پھر سے فریزر کی طرف متوجہ ہوا. لیکن فریزر سے کچھ اور نہ ملنے پر سیدھا ہوا اور پھر فریزر کا دروازہ بند کیا. لیکن کسی احساس کے تحت میز کی طرف مڑا تو حیرت سے بت بن گیا.

****

پریشے مشکل سے اتنی بڑی حویلی میں چھپتے چھپاتے کچن ڈھونڈ پائی تھی. اور کچن میں داخل ہوتے ہی اسے میز پر ایک چاکلیٹ رکھی نظر آئی. اس نے اِدھر اُدھر دیکھے بغیر وہ چاکلیٹ اٹھائی اس سے پہلے کہ وہ اس چاکلیٹ کا ریپر اتارتی ایکدم سے کوئی فریزر کے پیچھے سے نمودار ہوا. پہلے تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور پھر چیخ مارنے کا ارادہ کیا تو علی نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا.

"شش...پریشے چیخنا مت...میں علی ہوں تمہارا بھائی".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے کہہ کر اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو وہ جلدی سے پیچھے ہوئی. اب دونوں ہی خاموش تھے. انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بولیں.

"پریشے....کک کیسی ہو؟"

بلآخر علی نے ہی پہل کی. اور بمشکل چند الفاظ کا سہارا لیا. لیکن پریشے مسلسل خاموشی اختیار کیے ہوئے تھی' تو علی پھر سے گویا ہوا.

"پریشے... کچھ تو بولو".

"وہ... میں چلتی ہوں' مجھے نیند آ رہی ہے".

اس نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا اور دروازے کی طرف واپس مڑی. لیکن علی جلدی سے آگے بڑھا اور دروازے میں کھڑا ہو گیا. پریشے ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی.

"کہاں جا رہی ہو' ہاں' تم نے کیا سمجھا کہ میں تمہیں چاکلیٹ لے جانے دوں گا. ایک تو تمہاری وجہ سے میں رات کا کھانا نہیں کھا پایا تھا اور اب میری اکلوتی چاکلیٹ بھی تم ہضم کرنا چاہتی ہو. میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گا".

علی نے کہتے ساتھ ہی پریشے کے ہاتھ سے چاکلیٹ چھیننے والے انداز میں لی اور الٹے قدموں چلتا ہوا سیڑھیوں ک طرف بڑھا. جبکہ پریشے حیرت سے گنگ کھڑی اس کو جاتا ہوا دیکھتی رہی.

****

پریشے نے اپنے کمرے میں آ کر دروازہ بند کیا اور دروازے کے ساتھ ٹیک لگا آنکھیں موندیں اور ایک لمبا سانس لیا پھر آنکھیں کھولیں اور بیڈ کی طرف بڑھی. تھوڑی دیر بعد بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی. اور سائیڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھا کر لیمپ بند کرنا چاہا تو نظر ٹیبل پر پڑی تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی. اور جلدی سے وہاں پڑی چاکلیٹ اور ساتھ پڑا ایک کاغذ اٹھا کر اس پر لکھی ایک چھوٹی سے تحریر پڑھی.

"میری بھکڑ گڑیا... میں نے سوچا چاکلیٹ آدھی آدھی کر لیتے ہیں... کیونکہ... شئیرنگ از کیئرنگ".

تحریر پڑھتے ہی اس کے چہرے پر بے اختیار مسکان ابھری تھی. جو تھوڑی دیر بعد معدوم بھی ہو گئی.

اس نے چاکلیٹ کا اکھڑا ہوا ریپر ہٹایا تو اندر واقعی آدھی چاکلیٹ تھی. اس نے پورا ریپر ہٹایا اور چاکلیٹ نکال کر کھانے لگی.

****

نتاشا بیگم اسپتال جانے کے لیے تیار ہو رہی تھیں جب سارہ نے ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا.

"آجاؤ میری جان".

نتاشا بیگم پیار سے کہتی ہوئی سارہ کی طرف مڑیں تو سارہ مسکرائی.

"مام مجھے معاف کر دیں پلیز... میں نے ڈیڈ کے جانے کے بعد آپ سے بہت بد تمیزی کی... مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا... لیکن میں ڈیڈ کے جانے کی وجہ سے بہت اپ سیٹ تھی. اور آپ کے گواہی دینے کی وجہ سے مجھے زیادہ دکھ ہوا. بٹ ایم رئیلی سوری.. مجھے سمجھ آگئی ہے کہ میں غلط تھی. مجھے معاف کر دیں پلیز.. میں آئندہ سے آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی. آئی پرامس".

سارہ نے روتے ہوئے نتاشا بیگم کے سامنے ہاتھ جوڑے تو نتاشا بیگم نے آگے بڑھ کر اس کو گلے سے لگا لیا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس میری جان.... روؤ مت' مجھے تمہارے آنسو تکلیف دے رہے ہیں".

نتاشا بیگم نے تھوڑی دیر بعد اس کو خود سے الگ کیا اور روتی ہوئے سارہ کو چپ کرواتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے.

"آپ نے مجھے معاف تو کر دیا نہ مام".

سارہ نے نتاشا بیگم کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا. تو وہ مسکرا دیں.

"میری جان میں تم سے کبھی بھی ناراض نہیں تھی. بلکہ تم مجھے معاف کر دو شاید میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کر دی. لیکن میرا اللہ گواہ ہے کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں. تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو سارہ' اور مجھے خوشی ہے کہ اب تمہیں صحیح اور غلط کی پہچان ہو گئی ہے".

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نتاشا بیگم نے اس کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے پیار سے سمجھایا. تو وہ سر ہلاتے ہوئے نتاشا بیگم کے کندھے پر سر ٹکا گئی. جبکہ نتاشا بیگم بھی پر سکون ہو گئیں. اس بات سے انجان کہ اب ان کی زندگی میں ایک اور طوفان آنے والا ہے.

****

پریشے رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اب ایک بجے کے قریب اٹھی تھی. پھر اس نے شاور لیا اور کپڑے تبدیل کر کے ٹیرس پر جا کھڑی ہوئی. وہ نیچے لان میں ایک بچے کو دیکھ کر حیران ہوئی. جو فٹ بال کھیل رہا تھا.

"یہ کون ہے؟"

وہ حیرانی سے بولی. پھر اس کو ذیشان نظر آیا جو اس بچے کو ہاتھ کے اشارے سے فٹ بال اپنی طرف پھینکنے کے لیے کہہ رہا تھا. وہ بے اختیار اس کو دیکھنے لگی. دراز قد اور سفید رنگت کے ساتھ ساتھ کھڑی مغرور ناک نے اسکی وجاہت کو چار چاند لگا دیے تھے. اور اس کی مظبوط جسامت سے پریشے کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ یقیناً اپنی فٹنس کا بہت خیال رکھتا ہے. اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بلا کا خوبصورت تھا.

"افف یہ میں کیا سوچ رہی ہوں.. وہ نامحرم ہیں میرے... میں انہیں کیوں پاگلوں کی طرح دیکھے جا رہی تھی. اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا سوچتے. افف پریشے افف".

اس نے خود کو کوستے ہوئے ایک ہاتھ اپنے ماتھے پر مارا. اس بات سے انجان کہ یہ منظر لان میں موجود ذیشان نے بہت دلچسپی سے دیکھا تھا. وہ کافی دیر سے پریشے کی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا. لیکن وہ خود ہی انجان بنا رہا. اور اب پریشے کو ماتھے پر ہاتھ مارتے دیکھ کر زیر لب مسکرا دیا.

جبکہ پریشے اب واپس اپنے کمرے میں چلی گئی تھی. تو وہ بھی زین کی طرف متوجہ ہوا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پریشے رات کو نیند تو ٹھیک سے آگئی تھی نہ تمہیں؟"

پریشے اپنے کمرے میں دیوار پر لگی کچھ پینٹنگز دیکھ رہی تھی جب ایشا دروازہ نوک کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی. اس کے ہاتھ میں پھلوں کی ایک چھوٹی سی ٹوکری تھی.

"جی".

پریشے یک حرفی جواب دے کر خاموش ہو گئی تو ایشا دوبارہ گویا ہوئی.

"اچھا اب ناشتے کا وقت تو گزر چکا ہے. اور تھوڑی دیر میں کھانا لگ جائے گا. تب تک تم یہ پھل کھالو".

ایشا نے پھلوں کی ٹوکری کی طرف اشارہ کیا جو وہ پہلے ہی بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ غازی کی بہن ہیں".

پریشے نے ایشا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے سوال کیا. تو ایشا حیران ہوئی.

"میرے تو ایک ہی بھائی ہیں ذیشان حیدر.... اور یہ غازی کون ہے؟"

ایشا نے اچنبھے سے پوچھا تو پریشے حیران ہوئی. پھر بات بدلتے ہوئی بولی.

"آپ کی مما کو کل سے میں نے نہیں دیکھا. وہ کہیں گئی ہوئی ہیں کیا؟"

پریشے کے پوچھنے پر ایشا کچھ لمحے کے لیے خاموش ہو گئی. پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولی.

"ہاں... گئی ہوئی ہیں. کبھی واپس نہ آنے کے لیے گئی ہیں".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا.

پریشے کو شرمندگی ہوئی کہ اس نے ایشا کو اُداس کر دیا. لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا. کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس گھر میں کسی کے ساتھ بھی نرمی برتے. پہلے ہی وہ فوزیہ بیگم کو دیکھ کر پگھل سی گئی تھی. وہ چاہتے ہوئے بھی ان سے سخت رویہ نہیں اپنا پائی تھی.

"میں چلتی ہوں. تم یہ ضرور کھالینا".

ایشا نے پریشے کو خاموش دیکھا تو پھلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور پھر کمرے سے باہر چلی گئی.

اس کے جانے کے بعد پریشے صوفے پر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرالیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels Afsana Articles Books Poetry Interviews

"افف میں کیا کروں اللہ جی.... آپ مجھے بتائیں... میں کیا کروں.... مجھے برا لگتا ہے جب میں یہاں سب کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرتی ہوں. لیکن میں کیا کروں.... اس وقت انہیں دیکھ کر مجھے غصہ آجاتا ہے".

"نہیں پرنسس یہ غصہ نہیں ہے' یہ ناراضگی ہے آپ کی سب سے.... مما سے بھی.... آپ ان کی حالت دیکھتے ہوئے وقتی طور پر تو ان سے بات کر لیتی ہیں. لیکن کل سے ایک بار بھی آپ نے ان سے ماضی کے بارے میں نہیں پوچھا. اگر غصہ ہوتا تو اب

تک آپ یہ غصہ ماضی سے متعلق سوالات کر کے اور گلے شکوے کر کے نکال چکی ہوتیں. لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا. کیونکہ آپ ناراض ہیں. لیکن پرنسس...ایک بات یاد رکھیں' آپ پہلے ہی اس گھر کو اور اس گھر کے لوگوں کو خاص طور پر مما اور چاچو کو دس سال کی لمبی جدائی کے بعد ملی ہیں. اور قصور نہ ہوتے ہوئے بھی اس گھر کے ایک ایک فرد نے پچھلے دس سال پچھتاوے میں گزارے ہیں. اگر آپ بلاوجہ ناراضگی زیادہ لمبے عرصے کے لیے ہوئی تو یہ نہ ہو کہ کل کو آپ کو بھی وہ ہی پچھتاوے گھیر لیں. اور یاد رکھنا آپ کے پچھتاوے دس سال کے لیے نہیں ساری زندگی کے لیے ہوں گے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشے شدید الجھن میں اللہ سے باتیں کر رہی تھی جب اسے اپنے قریب سے ذیشان کی آواز سنائی دی. جو اس کو نرم لہجے میں حقیقت بتا رہا تھا. لیکن کوئی بھی جواب دیے بغیر وہ خاموش بیٹھی رہی حتیٰ کہ اس نے سر بھی نہیں اٹھایا. ذیشان نے اس کو ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ کر اس کے جھکے سر کو ہلکا سا چھوا تو وہ جیسے ہوش میں آئی. پھر کھڑی ہو کر اسے تقریباً گھورتے ہوئے بولی.

"ایک تو آپ میرے ٹیچر نہ بنا کریں اوکے".

اس نے انگلی اٹھاتے ہوئے ذیشان کی طرف اشارہ کیا. تو ذیشان نے اس کی وہی انگلی نرمی سے پکڑی اور اس کے قریب ہوتے ہوئے اپنی کالی اور گہری آنکھیں اس کی شہد رنگ آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولا.

"اور دوسرا؟"

پریشے پہلے تو گڑبڑائی' پھر سنبھل کر بولی.

"اور دوسرا یہ کہ مجھے پرنسس نہ کہا کریں".

وہ اپنا ہاتھ چڑاتے ہوئے بولی. تو ذیشان نے اپنی مسکراہٹ دبائی.

"سوری پرنسس' میں آپ کی دونوں باتیں ہی نہیں مان سکتا. کچھ اور کہیں' شاید مان جاؤں".

وہ کہتے ہوئے پھر سے پریشے کے قریب ہوا تو وہ جو اس سے دور جا کھڑی ہوئی تھی اب کوئی اور فرار کی راہ نہ دیکھتے ہوئے بے بسی سے بولی.

"میرے قریب مت آیا کریں... آپ میرے محرم نہیں ہیں... اور اگر آئندہ آپ میرے قریب آئے یا مجھے پرنسس کہا تو میں جا کر مما کو بتا دوں گی".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اب کی بار مظبوط لہجے میں بولتے ہوئے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا اور اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی. جبکہ ذیشان وہیں کھڑا پریشے کے آخری جملے پر غور کر رہا تھا. جو روانی میں فوزیہ بیگم کو مما بول گئی تھی. اس کا مطلب تھا کہ اس کی باتوں سے اپنوں کے لیے پریشے کے دل میں موجود برف پگھلنے لگی تھی.

پھر وہ بھی اس کی باتوں پر زیرِ لب مسکراتا ہوا باہر کی جانب بڑھا.

****

پریشے کو حیدر حویلی آئے پندرہ دن ہو گئے تھے اور اس دوران سب کی محبت اور توجہ نے اس کے دل میں جمی برف کو کافی حد تک پگھلا دیا تھا. لیکن وہ حسن حیدر سے ابھی تک جھجھک کے بات کرتی تھی. یہ بات انہوں نے شدت سے محسوس کی تھی. لیکن خاموش رہے تھے. جبکہ بی بی جان کا دل کٹتا تھا اپنے چھوٹے بیٹے کو اذیت میں دیکھ کر. اور اس بات کا اظہار انہوں نے شروع میں حسن حیدر سے کیا تو وہ سمجھاتے ہوئے بولے.

"بی بی جان آپ پریشان نہ ہوں. وہ ٹھیک ہو جائے گی آہستہ آہستہ. تھوڑا وقت لگے گا لیکن وہ سنبھل جائے گی. وہ حسیب ملک سے بہت پیار کرتی تھی. لیکن جو کچھ اس نے کیا اس سب نے ہماری پھولوں جیسی پریشے کو توڑ کر رکھ دیا ہے. یہی وجہ ہے کہ ابھی مجھ پر اعتبار نہیں کر رہی ہے. بی بی جان میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے عقیدت

دیکھی ہے لیکن وہ اس کا اظہار خود سے بھی نہیں کر رہی ہے ابھی. کیونکہ وہ ڈری ہوئی ہے. لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ ایک دن مجھے میری لاڈلی واپس لوٹا دے گی. اسی لیے تو میں پر سکون ہوں. اور اب آپ بھی اس بارے میں نہ سوچیں. ورنہ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی."

وہ دھیمے اور پر سکون لہجے میں ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بول رہے تھے. بی بی جان نے بے اختیار ان کی اُمیدوں پر صدقِ دل سے آمین کے پہرے لگائے.

آغا جان نے علی اور ایشا کا نکاح اگلے مہینے طے کر دیا. حیدر حویلی میں سالوں بعد بہار نے قدم رکھنا شروع کر دیا تھا. پریشے کے آنے کی خبر بھی پورے گاؤں میں پھیل گئی تھی. اس طرح پچھلے پندرہ دن سے حیدر حویلی میں گاؤں سے روزانہ لوگ آغا جان کو ان کے حجرے میں آکر مبارکباد پیش کرتے اور خواتین زنانے میں آکر پریشے سے ملتیں اور اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کرتیں. پریشے کو ایکدم اتنا اچھا پرٹوکول ملنے پر خوشی ہوئی تھی لیکن پھر اسے یاد آتا کہ اس نے یہ سب 'بہت کچھ کھو کر پایا ہے تو اداس ہو جاتی تھی. لیکن ایشا، بی بی جان اور فوزیہ بیگم اسے زیادہ دیر اداس نہ رہنے دیتیں. ایشا دن

میں تو اسپتال ہوتی لیکن رات کو کافی دیر تک اس کو بھرپور کمپنی دیتی. پریشے کو بھی رات دیر تک اس سے باتیں کرنے کی عادت ہو گئی. وہ زرینہ بی سے بھی مل چکی تھی. اور جب اسے پتا چلا کہ بچپن میں انہوں نے ہی اس کو قرآن پاک پڑھایا تھا تو اس کے دل میں ان کے لیے عزت اور عقیدت بڑھ گئی. زین بھی اپنی شرارتوں سے اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتا رہتا. آغا جان زیادہ تر اپنے حجرے میں ہوتے جبکہ احسن اور حسن حیدر اپنے آفس میں بزی تھے. حسن حیدر تو ایک میٹنگ کے سلسلے میں کچھ دن پہلے ہی کراچی چلے گئے تھے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن اس دوران اس نے علی اور ذیشان کی کمی شدت سے محسوس کی تھی. کیونکہ وہ دونوں دوسرے ہی روز شام کو بزنس میٹنگ کا کہہ کر چلے گئے تھے. وہ حیران تو ہوئی کہ کیا میٹنگ دونوں نے ہی اٹینڈ کرنی ہے لیکن زیادہ غور نہیں کیا. جانے سے پہلے ذیشان اس کے کمرے میں آیا تھا. اور اس کی طرف ایک موبائل بڑھایا تو وہ حیران رہ گئی.

"یہ میرا موبائل آپ کے پاس کیسے آیا؟"

وہ حیرانی سے اس سے موبائل لیتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا دیا.

"ڈاکٹر نتاشا نے دیا تھا. آپ چاہو تو ان سے بات کر سکتی ہو."

اور پریشے کو اس کی بات سن حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا تھا.

"اگر میں نے بات کی تو ڈیڈ کو پتا چل جائے گا وہ مام کے ساتھ برے طریقے سے پیش آئیں گے. ویسے بھی کچھ عرصے سے ان کے تعلقات کچھ ٹھیک نہیں تھے. اب میری وجہ سے وہ مام سے نارض نہ ہو جائیں."

اس کے لہجے میں نتاشا بیگم کے لیے فکر تھی. ذیشان مسکرا دیا.

"پرنسس اب وہ مسز ملک کو تو کیا کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا. کیونکہ وہ جیل جا چکا ہے. اس کو کم سے کم بھی عمر قید یا پھانسی کی سزا ہو گی. اب وہ کبھی واپس نہیں آ سکے گا. اس لیے بے فکر ہو کر بات کرو ان سے."

پریشے ساکت ہو گئی تھی. ذیشان اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا. اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا اس کے موبائل پر آتی کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا پھر پرائیویٹ نمبر دیکھ کر اس نے رخ موڑا. اور موبائل کو کان سے لگایا. اور دوسری طرف جو خبر اسے ملی. اس کو سن کر اسے ایسا لگا جیسے اس کے کانوں میں کسی نے پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو. اس کے چہرے کے تاثرات لمحے کے ہزارویں پل میں پتھر ہوئے تھے. اگر پریشے اسکا چہرہ اس وقت دیکھ لیتی تو ڈر کے بے ہوش ہی جاتی. لیکن وہ نہیں دیکھ سکی کیونکہ ذیشان مڑے بغیر ہی واپس پلٹا تھا. اور کمرے سے باہر نکل گیا. جبکہ پریشے اس کے اچانک بدلے رویے پر حیران نہ ہو سکی. کیونکہ ابھی وہ حسیب ملک کی گرفتاری کی خبر ہضم نہیں کر پائی تھی.

'نہیں میرا دل ان کے لیے کیسے نرم ہو سکتا ہے. انہوں نے کتنی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کیں. نہیں میرے دل میں ان کے لیے کوئی ہمدردی نہیں ہے. اور نہ کبھی ہو گی. ورنہ میں قیامت کے دن ان لڑکیوں کو کیسے منہ دکھاؤں گی. جن کے سر سے عزت کی چادر اتارنے میں وہ ذرا نہیں جھجکے.'

وہ جیسے اپنے ضمیر سے جنگ لڑ رہی تھی. اور بلآخر جیت ضمیر کی ہوئی تھی. کیونکہ وہ جتنی جزباتی سہی لیکن ایک انصاف پسند لڑکی بھی تھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ضمیر کی عدالت سے خود کو باعزت بری کروا کر نکلی تو اس کی نظر اپنے ہاتھوں میں موجود موبائل پر پڑی. اس کو یاد آیا کہ یہ موبائل اسکی سالگرہ پر مام نے اسکو گفٹ دیا تھا. اس نے بے اختیار اس موبائل کو اپنے سینے سے لگا لیا. اور جو آنسو اس نے اب تک روک رکھے تھے اب ان کو بہنے سے نہ روک سکی.

پھر اس نے نتاشا بیگم کا نمبر ملایا. لیکن انکا نمبر بند جا رہا تھا. اس نے سارہ کا نمبر ملایا تو وہ بھی بند تھا. اور آج اس کو پندرہ دن ہو گئے تھے یہاں 'وہ روز نتاشا بیگم اور سارہ کو کال

ملاتی لیکن ان دونوں کا نمبر ابھی تک بند تھا. جبکہ اس دوران وہ یمنہ سے کئی بار بات کر چکی تھی. اس نے یمنہ سے بھی پوچھا تھا. لیکن وہ خود انجان تھی. وہ پریشے کے کہنے پر ملک ہاؤس گئی تھی لیکن وہاں گیٹ پر موجود نئے چوکیدار سے معلوم ہوا کہ یہ گھر تو کچھ دن پہلے ہی اس کے مالک نے خریدا ہے. اور وہ کسی نتاشا اور سارہ نام کی عورتوں کو نہیں جانتا.

پریشے پریشان تھی. کہ آخر وہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں. اب اس کو ذیشان کے آنے کا انتظار تھا. کیونکہ اسے لگا کہ ایک وہی تھا جس کو نتاشا بیگم اور سارہ کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوگا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن وہ اس بات سے انجان تھی کہ ضروری نہیں جو ہم سوچیں قسمت میں بھی وہی لکھا ہو. وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا انتظار طویل ہونے والا تھا. کون جانے کہ حیدر حویلی میں بہار نہیں خزاں کا موسم آنے والا تھا.

یمنہ کے پوچھنے پر پریشے نے ساری حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا تھا. جبکہ یمنہ نے اس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس کی کزن ہے اور اس سارے واقعے سے وہ پہلے ہی واقف ہے.

وہ اسے علی کے نکاح میں اچانک آ کر سرپرائیز دینا چاہتی تھی. لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں جا کر اس کو خود کو ہی ایک سرپرائیز ملنے والا ہے. اور اس کی زندگی میں ایک بہت بڑا بدلاؤ آنے والا ہے.

****

کون جانے کہ ایک بار پھر ایک محبِ وطن اپنے پاک وطن پر جان نچھاور کرنے والا تھا.
کون جانے کہ ایک اور بہادر ماں اپنے بہادر لعل کی شہادت کی خبر سن کر صبر سے مسکرانے والی تھی.

****

"غازی کنٹرول رکھو خود پر."

چیف کی سپاٹ آواز پورے کمرے میں گونجی تھی.

"میں کیسے کنٹرول کروں سر... وہ غدارِ وطن جیل سے فرار ہو گیا. وہ انسان نہیں حیوان ہے اور اب تک پتا نہیں میرے وطن کی اور کتنی لڑکیوں کی عزت ان سے چھین چکا ہو گا. اور اس کو تو میں زندہ گاڑھ دوں گا جس نے چند پیسوں کے عوز اپنے وطن سے غداری کر کے اس کو وہاں سے نکالا. سر! میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ پولیس اس کو نہیں سنبھال پائے گی. اس کو یہاں لے آتے ہیں."

وہ خود کو بہت کوشش کے باوجود بھی نہیں سنبھال پا رہا تھا. اور اپنے آفس میں موجود چیف اسکرین پر غازی کی آنکھوں میں اترا خون اور چہرے پر موجود پتھروں کی سی سختی دیکھ کر ایک لمحے کو دنگ رہ گیا تھا. پھر اس نے دوسری اسکرین پر نگاہ دوڑائی. جہاں سے سالار اور علی کے ساتھ حمزہ بھی نظر آ رہا تھا. وہ دوسرے کمرے میں تھے.

ان میں سے کسی نے بھی آج تک چیف کا چہرہ نہیں دیکھا تھا. ہمیشہ ان کو ہیڈ کوارٹر کے انہی دو کمروں میں چیف کا حکم ملتا تھا. علی اور سالار سمیت پوری سیکریٹ سروس کے ممبرز کی یہ خواہش تھی کہ وہ ایک بار اپنے چیف کا چہرہ دیکھیں. لیکن آج تک ان کی یہ

خواہش پوری نہیں ہو سکی تھی. لیکن کون جانے کہ اب ایک ممبر اس بارے میں جاننے والا تھا. یہ جاننے والا تھا کہ ان کا چیف کون ہے.
جبکہ غازی نے کبھی بھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا. اور علی کو لگتا تھا کہ وہ جانتا ہے. یہی وجہ تھی کہ وہ کئی بار اسکی جاسوسی کر چکا تھا. لیکن اس کو کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا.

ان دونوں کمروں میں کیمرے اور اسپیکر لگے تھے. اور کیونکہ یہ کمرے ساؤنڈ پروف تھے اس لیے آواز باہر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا. اس کے علاوہ یہ ہیڈ کوارٹر باہر سے ایک بنگلہ ہی دکھائی دیتا تھا. کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سیکریٹ سروس کا ہیڈ کواٹر ہے.

غازی اب کیمرے کی طرف دیکھ رہا تھا. یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ خود کو کنٹرول کر چکا ہے اور اب وہ چیف کے حکم کا منتظر ہے. اور پھر چیف کی آواز غازی کے ساتھ ساتھ دوسرے کمرے میں موجود علی, سالار اور حمزہ کے کانوں میں پڑی تو وہ چاروں ایک دم الرٹ ہو گئے.

****

غازی اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر تھوڑی پر رکھے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا. سالار اور حمزہ بھی خاموش بیٹھے اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے. جبکہ علی صوفے پر دونوں ٹانگیں اوپر کر کے ٹیک لگائے بیٹھا تھا. غازی نے کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور اپنے سامنے والے صوفے پر موجود علی کو اچنبھے سے دیکھا. اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہے. اس کو علی کا رویہ کچھ دنوں سے عجیب لگ رہا تھا. جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو' جیسے وہ کچھ کھوجنا چاہ رہا ہو. پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے تینوں کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے بولا.

"ہم دو گروپ کی صورت میں یہاں سے وزیرستان جائیں گے. وہاں پر بھی دو گروپ کی صورت میں ہی کام کریں گے. اور ہمارے لیے سب سے زیادہ اہم حسیب ملک کو ڈھونڈنا اور گرفتار کرنا ہے. اگر ایک گروپ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو دوسرا گروپ اس کا اثر لیے بغیر اپنا کام بخوبی کرے گا. ایک گروپ کے ساتھ آرمی کے جوان ہوں گے. یاد رہے ہمارا اصل مقصد حسیب ملک کو پکڑنا ہے. لیکن وہاں ہمیں اس

طرح کے اور کئی دشمنوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے. اسی لیے کسی غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے."

وہ تینوں کو باری باری دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا.

"حمزہ میرے گروپ میں ہو گا. اور دوسرے گروپ میں تم دونوں ہو گے."

وہ سالار اور علی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے سر ہلایا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن سر وزیرستان کوئی اتنا چھوٹا علاقہ نہیں ہے. اور وہاں پر دہشتگردوں کے کئی گروپ ہیں. حسیب ملک نے یقیناً کسی گروپ سے مدد لی ہو گی. اور ہم ایک ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ کتنے گروپ کا مقابلہ کر سکتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب ہمیں حسیب ملک کو ہر صورت میں ڈھونڈنا ہے؟"

حمزہ نے غازی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو علی اور سالار نے بھی اس بات میں سر ہلایا.

"ہمم... یہ وہاں جا کر ہی طے کرنا ہے. لیکن ایک بات یاد رکھنا. ضروری نہیں کہ حسیب ملک نے وہاں کسی سے مدد لی ہو. ایسے لوگوں کے کئی ٹھکانے ہوتے ہیں. اور اس بات کے بھی چانسز ہیں کہ وہاں بھی اس کا کوئی ٹھکانہ ہے. باقی کی ساری ہدایات تم لوگوں کو وہیں مل جائیں گی. تم دونوں کل نکلنا یہاں سے وزیرستان کے لیے. جبکہ مجھے اور حمزہ کو ابھی نکلنا ہے. کیونکہ ہمیں حسیب ملک کو پکڑنے کے علاوہ بھی وہاں کے لیے ایک زمہ داری دی گئی ہے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بولتا ہوا کھڑا ہوا اور حمزہ کی طرف دیکھا. وہ تو پہلے ہی منتظر تھا. فوراً کھڑا ہوا. جبکہ علی اور سالار بھی کھڑے ہوئے. پھر غازی علی کی طرف مڑا.

"تمہیں کیا ہوا؟"

"مجھے کیا ہونا ہے؟"

علی نے الٹا سوال کیا.

"کچھ دنوں سے بہت عجیب سی حرکتیں کر رہے ہو."

علی کچھ دیر غازی کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر بولا.

"کچھ نہیں ہوا. بس تمہیں ہی لگ رہا ہے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی کے کہنے پر اس نے اس بارے میں پھر کبھی بات کرنے کا سوچا. کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے' علی کے اس رویے نے اسے شک میں مبتلا کر دیا تھا.

****

پریشے ہمیشہ کی طرح کمرے میں اپنی پسندیدہ جگہ کھڑکی کے ساتھ سر ٹکا کر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جب اسے نیچے گیٹ کے ساتھ ہی دیوار پر ایک کالا سایہ دکھائی دیا. وہ

حیرانی سے دیکھنے لگی. وہ سایہ دیوار پھلانگ کر حویلی کے اندر اترا. اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ پہلی بار اس طرح کوئی دیوار نہیں پھلانگ رہا ہے. پریشے بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیاں بھاگتے ہوئے اتری. پھر وہ لاؤنج میں آکر رک گئی. اور ارد گرد دیکھتے ہوئے جلدی سے لاؤنج کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور گیٹ کی جانب نگاہ دوڑائی. لیکن وہاں کسی کو نہ پا کر وہ واپس مڑی اور جیسے ہی لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تو ایک دم ڈر کر اچھلی. کیونکہ سامنے حسن حیدر موجود اسے ہی دیکھ رہے تھے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا پریشے؟.... یہاں کیا کر رہی ہو اس وقت؟... اور رات کے تین بج رہے ہیں تمہیں تو سو جانا چاہیے تھا."

انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا تو پریشے گڑبڑا گئی. کیونکہ اسے لگا اگر اس نے اس سایے کے بارے میں بتایا تو وہ یقین نہیں کریں گے. کیونکہ حویلی میں ہر طرف سے گارڈز کا پہرا ہوتا تھا.

"ووہ...وہ...مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو میں باہر آگئی."

اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو حسن حیدر سمجھ گئے کہ وہ بتانا نہیں چاہ رہی.

"ہمم...اچھا چائے بنانی آتی ہے میری بیٹی کو؟"

انہوں نے اب کی بار مسکراتے ہوئے پوچھا تو پریشے حیران ہوئی. پھر سر ہلا دیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"گڈ...تو ایسا کرو دو کپ بنا کر لے آؤ میں اسٹڈی روم میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں."

انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور اسٹڈی روم کا رخ کیا. جبکہ پریشے کچھ دیر وہیں کھڑی ان کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی پھر اس نے بھی کچن کا رخ کیا.

****

آج راشن کی سپلائی تھی اور پاک فوج کو اطلاع ملی تھی کہ آج رات کو دہشتگرد راشن کے ٹرک کے لیے گھات لگائے راستے میں موجود ہوں گے. جبکہ اس ٹرک کا صحیح سلامت فوجی چوکی تک پہچنا بے حد ضروری تھا. کیونکہ فوج کے جوانوں کے لیے اس ٹرک میں ایک مہینے کا راشن تھا. اس سے پہلے بھی اس ٹرک کو بار ہا روکنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن پاک فوج کے جوانوں نے ہمیشہ ان کی کوششوں کو ناکام بنایا تھا. لیکن اس دوران کچھ جوان زخمی بھی ہو جاتے تھے. لیکن اس بار دہشتگرد تنظیم فوجی چوکی پر بہت بڑا حملہ کرنے کا سوچ رہی تھی. اور ان کا سب سے پہلا ٹارگٹ راشن کی سپلائی کو ہر صورت میں روکنا تھا. تاکہ پاک فوج کے جوان مسلسل کئی دنوں کی بھوک کی وجہ سے کمزور پڑ جائیں.

ٹرک کے آنے میں ابھی آدھا گھنٹہ تھا پاک فوج کے کچھ جوان سڑک کے دائیں اطراف میں اور کچھ سڑک کے بائیں اطراف میں پھیلے ہوئے تھے. تاکہ حملے کو بروقت روکا جاسکے. لیکن اس بار یہ زمہ داری غازی کو بھی سونپی گئی تھی. جو اس وقت سڑک کے دائیں جانب ایک درخت کی گھنی ٹہنیوں میں چھپا ہوا رات کے اندھیرے کا ہی

ایک حصہ لگ رہا تھا. جبکہ سڑک کے بائیں جانب ایک درخت پر حمزہ بیٹھا تقریباً اونگھ رہا تھا. کیونکہ ابھی ٹرک کے آنے میں آدھا گھنٹا تھا.

"سر اگر درخت پر آپ کو پر سکون نیند نہیں آ رہی تو آپ کے لیے ایک عدد بیڈ کا انتظام کیا جائے؟"

ابھی حمزہ نے اونگھنا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے کان میں لگے ائیر پیس سے غازی کی طنزیہ آواز آئی. وہ جلدی سے سیدھا ہوتے ہوئے بولا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر ابھی تو آدھا گھنٹا ہے ٹرک کے آنے میں' اور اس آدھے گھنٹے میں میں دو کلو نیند کر سکتا ہوں. آپ کی اجازت ہو تو سو جاؤں؟"

اس نے مسخرے پن سے کہتے ہوئے علی کو بھی مات دی تھی. وہ علی کا شاگرد تھا. اور شاگرد استاد سے دو ہاتھ آگے ہوتے ہیں. یہ سالار کا کہنا تھا. غازی حمزہ کی بات سن کر مسکرایا. اور اپنی سنائیپر رائفل کو سیٹ کیا اور دوربین سے نالے کے قریب موجود پاک

فوج کے جوانوں کی پوزیشن کا جائزہ لینے لگا. یہ جدید طرز کی دوربین تھی. اس کا شیشہ سبز رنگ کا تھا. اور اس سے رات کے اندھیرے میں ہر چیز صاف لیکن سبز نظر آتی تھی. اس نے سڑک کے اس پار درخت پر بیٹھے حمزہ کو بھی دوربین سے ہی دیکھا تھا. پھر ارد گرد کا تفصیلی جائزہ لے کر وہ سیدھا ہوا اور درخت کے ایک تنے سے ٹیک لگا لیا. کیونکہ ابھی ٹرک کے آنے میں وقت تھا. جبکہ اب ائیر پیس سے حمزہ کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی. شاید وہ پھر سے اونگھنے لگا تھا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اندر آ جاؤ."

پریشے چائے بنا کر اسٹڈی روم کے دروازے پر کھڑی ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اندر سے حسن حیدر کی آواز آئی. وہ حیران ہوئی کہ انہیں کیسے پتا چل گیا کہ وہ باہر کھڑی ہے. پھر وہ اندر داخل ہوئی تو حسن حیدر اس کو چیئر پر جھولتے ہوئے نظر آئے. ان کے

ہاتھ میں کوئی کتاب تھی. پریشے نے خاموشی سے چائے چیئر کے ساتھ پڑی چھوٹی سی ٹیبل پر رکھی اور سیدھی ہوئی. لیکن اگلہ لمحہ اس کے لیے حیران کن تھا.

"بیٹھو پریشے."

حسن حیدر چیئر سے کھڑے ہوئے اور وہاں اس کو بیٹھنے کا کہا. تو حیران ہوئی.

"حیران کیوں ہو رہی ہے میری بیٹی. میں نے کچھ غلط کر دیا کیا؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا.

"آپ بیٹھ جائیں میں وہاں سے دوسری چیئر لے آتی ہوں."

اس نے کہتے ہوئے دوسری طرف رکھی کچھ کرسیوں کی طرف اشارہ کیا. لیکن حسن حیدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کو پھر اپنی چیئر کی طرف اشارہ کیا اور خود دوسری

طرف رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی لے آئے اور پریشے کے سامنے رکھی پھر اس پر بیٹھ گئے تو پریشے جو حیرانی سے انکی کاروائی دیکھ رہی تھی. وہ بھی بیٹھ گئی. وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ بیٹی کے لیے پیار اور احترام تھا.

"چائے لو پریشے.... ٹھنڈی ہو رہی ہے. اور تمہیں تو گرم چائے پسند ہے نہ."

انہوں نے پریشے کو دیکھتے ہوئے کہا جو تھوڑی نروس لگ رہی تھی. جبکہ پریشے حیران ہوئی کہ انہیں کیسے پتا چلا کہ وہ گرم چائے پیتی ہے. حسن حیدر نے اسکی حیرانی بھانپ لی تھی. پھر سنجیدگی سے بولے.

"بچپن میں تمہیں گرم چائے چاہیے ہوتی تھی. اگر تمہاری چائے ٹھنڈی ہو جاتی تھی تو تم ذیشان کی چائے اٹھا لیتی تھیں. اور جب تمہاری ماما تمہیں ڈانٹتی تھیں کہ کیوں لی ذیشان کی چائے واپس رکھو تو پتا ہے تمہارا جواب کیا ہوتا تھا...."

تم کہتی تھیں کہ علی بھائی اور ایشا آپی اپنے دانت صاف نہیں کرتے اس لیے میں شان کی چائے پی لیتی ہوں. اور جب فوزیہ تمہیں اس بات پر ڈانٹنے لگتی تو سب سے پہلے تمہاری سپورٹ میں ذیشان بولتا تھا."

وہ بولتے بولتے خاموش ہوئے جیسے کہیں کھو گئے ہوں. جبکہ پریشے کا دل کیا وہ بولتے رہیں. اسے وہ بولتے ہوئے اچھے لگ رہے تھے. دھیمے سے بولتے ہوئے. چہرے پر کبھی مسکراہٹ کبھی اور کبھی سنجیدگی آجاتی. لیکن انکی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر ہوتا. جس کو پریشے کوئی نام نہ دے پائی. وہ حسیب ملک سے بلکل مختلف تھے. تو کیا وہ ان کے ساتھ اجنبیوں جیسا سلوک کر کے غلط کر رہی تھی. اور دل نے بے اختیار ہاں کہا. اور پھر پریشے کو دل ہی دل میں ڈھیروں شرمندگیوں نے آگھیرا تھا. ابھی وہ ان کو دیکھتے ہوئے سوچ ہی رہی جب ان کی آواز پر چونکی.

"کیا سوچ رہی ہو پریشے."

اور بس اسی لمحے اس کی آنکھیں برسنے لگی تھیں.

وہ اٹھ کر ان قدموں میں بیٹھی اور اپنا سر ان کے گھٹنوں پر رکھتے ہوئے بلک بلک کر رو دی تھی. اور جب حسن حیدر کے دو بار کہنے پر بھی چپ نہ ہوئی تو انہوں نے اسے رونے دیا. اچھا تھا کہ وہ اپنے دل میں موجود غبار نکال لیتی. جب کہ ان کی اپنی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں.

"بس کرو میرا بچہ... میری گڑیا.. تمہارے رونے سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے."

انہوں نے اسے اٹھایا اور خود بھی کھڑے ہو گئے. تو پریشے چپ ہو گئی لیکن اس کی آنکھوں سے ابھی تک آنسو بہہ رہے تھے جن کو حسن حیدر نے اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا. پھر اس کا سر تھپکتے ہوئے آہستہ سے بولے.

"میرا بچہ... گھر کا شرارتی بچہ بھی کھو جائے تو ماں باپ تڑپ اٹھتے ہیں. اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اس کو ڈھونڈنے کی اور تم تو گھر بھر کی لاڈلی تھیں. تمہیں ایسا لگا کہ ہم نے تمہیں نہیں ڈھونڈا. جبکہ ہم سے پوچھو کہ ہم نے کیا کیا نہیں کیا تمہیں

ڈھونڈنے کی خاطر. پانچ سال تو میں ایسے ہی سڑکوں پر گاڑی دواڑاتا رہتا تھا. کہ شاید تم مل جاؤ. آغا جان اور احسن بھائی نے اپنا ہر اثر و سوخ استعمال کیا. اور علی اور ذیشان نے تو تمہیں ڈھونڈ کر ہی دم لیا. لیکن اس سب میں دس سال بھی گزر گئے. میں جانتا ہوں پریشے کہ یہ دس سال کبھی واپس نہیں آئیں گے لیکن یقیناً اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت شامل ہے."

وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ بول رہے تھے. جبکہ پریشے نے بچوں کی طرح سر ہلا دیا. تو حسن حیدر بے اختیار ہنس پڑے. ان کے ہنسنے پر وہ جلدی سے الگ ہوئی اور ان کو دیکھتے ہوئے پوچھا.

"آپ ہنسے کیوں بابا؟"

جب کہ حسن حیدر یکدم خاموش ہوئے تھے. آج دس سال بعد پریشے نے ان کو بابا بلایا تھا. پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولے.

"تمہارا بچپن یاد آ گیا تھا. جب تمہیں کوئی بات سمجھ آ جاتی تو تم ایسے ہی بچوں کی طرح زور زور سے سر ہلا دیتی تھیں. لیکن اولاد ماں باپ کے لیے ہمیشہ بچہ ہی رہتی ہے. اور تم ابھی بھی میرے لیے دس سال کی گڑیا ہو."

وہ اب کرسی پر بیٹھ گئے اور پریشے کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا. تو وہ بھی جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی. لیکن حسن حیدر کی بات سن کر وہ سر کھجانے لگی تھی. حسن حیدر مسکرا دیے.

"بابا ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولی. جبکہ حسن حیدر کا دل کیا کہ وہ ایسے ہی ان کو بابا بولتی رہے اور وہ سنتے رہیں. پھر انہوں نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ بولی.

"وہ...غازی...میرا مطلب ذیشان...."

وہ پوچھنا چاہتی تھی. کہ اسکا کیا تعلق ہے ذیشان سے...اور اس لاکٹ کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتی تھی. لیکن شاید فطری شرم آڑے آگئی. نہ وہ ذیشان کا نام لے پا رہی تھی. حسن حیدر سمجھ گئے کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے. تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اسے حقیقت سے آگاہ کر دینا ہی بہتر ہے. جبکہ حقیقت جان کر پریشے کی وہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹرک کے آنے میں ابھی دس منٹ تھے. جب حمزہ کو اپنے پیچھے سے کچھ آوازیں سنائی دیں. جیسے مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں. یا جیسے بہت لوگ آہستہ آواز میں باتیں کر رہے ہوں. وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا.

"سر جنوب کی طرف سے کچھ آوازیں آ رہی ہیں."

اس نے غازی کو آہستہ آواز میں اطلاع دی. تو غازی نے اپنے کانوں میں لگے ائیر پیس سے حمزہ کی آواز سن کر دوربین کا رخ جنوب کی طرف کر دیا. لیکن وہاں گھنے درختوں اور پہاڑوں کا سایہ تھا. اس کو وہاں کوئی نظر نہیں آیا. پھر وہ ایکدم چونکا. اور جلدی سے بولا.

"حمزہ اس طرف کوئی نہیں ہے. یہ ہمیں اس طرف متوجہ کر کے ہمارا دھیان ادھر بھٹکا رہے ہیں. تم جنوب مغرب کی طرف اپنا دھیان رکھو. اگر کوئی ہلچل نظر آئے تو فوراً بتانا."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی نے دوربین کا رخ اب جنوب مغرب کی طرف کیا. پھر سنائیپر رائفل پر اپنے ہاتھ مظبوطی سے جمائے. اسی لمحے دور سڑک پر پیلے رنگ کی ہلکی روشنی سی چمکی. وہ ٹرک کی روشنی تھی. وہ آہستہ آہستہ شمال مشرق کی جانب بڑھ رہا تھا.

ٹرک آہستہ آہستہ قریب آرہا تھا. اسی لمحے حمزہ کو پیچھے جنوب کی جانب سے آوازیں اب پہلے سے زیادہ سنائی دینے لگیں. لیکن وہ آوازوں کو نظر انداز کر کے مسلسل ایک

ہی جگہ نظر جما کر بیٹھا رہا. جیسے ہی ٹرک ان کے درخت کے سامنے سے گزرنے لگا. ایکدم سے ٹرک نے جھٹکا کھایا تھا. ٹرک اب رک گیا تھا. کیونکہ سامنے ایک بڑا سا پتھر موجود تھا.

****

غازی نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر موجود ڈرائیور کو اپنی سنائیپر رائفل کا نشانہ بنایا. اور ڈرائیور جو ٹرک پھر سے اسٹارٹ کرنے لگا تھا اسکی گردن وہیں ڈھلک گئی. جب کہ اس کی کنپٹی میں پڑنے والے سوراخ سے خون کی ایک موٹی سی لکیر بہنے لگی.

"کیا ہوا جلدی کرو....او...یہ یہ کک کیا ہوا..."

ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر موجود شخص نے ڈرائیور کے جواب نہ دینے پر جلدی سے اس کو سیدھا کیا. لیکن اس کی کنپٹی سے بہتے خون نے اسے حواس باختہ کر دیا. اس نے ایک فائیر ٹرک کی کھڑکی سے باہر کی جانب کھولا. یہ مصیبت میں گرفتار ہونے کا

بتانے اور مدد مانگنے کا اشارہ تھا. اور اسی وقت ہر طرف سے فائیرنگ شروع ہو گئی.

ٹرک کے اندر بیٹھا شخص ٹرک سے باہر نکلنا چاہتا تھا تاکہ وہ ٹرک پر تھوڑی ہی دیر میں پھینکے جانے والے دستی بم کا نشانہ نہ بنے. کیونکہ پہلا منصوبہ کامیاب نہ ہونے پر ان کو یہ ٹرک ہر صورت میں تباہ کر کے راشن کو منزل تک پہنچنے سے روکنا تھا. لیکن اسی وقت کسی نے اسکی گردن دبوچی تھی.

"چھ چ چھوڑو مجھے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے گلے سے بمشکل آواز نکالی تھی.

"اچھا تمہیں چھوڑ دوں تاکہ تم یہ ٹرک نالے پر جا کر اپنے اڈے کی طرف موڑ دو. تم لوگوں کو کیا لگا تھا. کہ تم ہمارے ہی ڈرائیور کے روپ میں اس ٹرک کو نالے تک لے جاؤ گے. تاکہ یہ راشن فوجیوں تک پہنچنے کی بجائے تم لوگوں کے حلق سے گزرے."

حمزہ کی آواز میں کرختگی تھی. اس نے اس کی گردن کے ایک طرف ایک مخصوص رگ دبا کر اسے پھینکنے والے انداز میں سیٹ پر پٹخا. اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر ٹرک اسٹارٹ کیا اور جتنی اسپیڈ سے ٹرک کو وہاں سے لے گیا. درخت پر موجود غازی نے بے اختیار دل میں کہا تھا کہ اللہ کرے یہ خیریت سے پہنچ جائے. لیکن اس کے ساتھ ہی اسکو حمزہ کی عمدہ ڈرائیونگ پر بھی کوئی شبہ نہیں.

پھر اچانک اس نے دور جھاڑیوں میں کسی کا نشانہ لیا تھا. اور ایک سنائپر کے ہاتھوں ایک سنائپر کا خاتمہ ہوا تھا. لیکن اس سنائپر کا خاتمہ ایمان پر نہ پایا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

غازی کو جب یہ زمہ داری دی گئی کہ اس نے بحفاطت راشن کے ٹرک کی سپلائی فوجی چوکی تک کروانی ہے. تو اس نے پہلے کا سارا رکارڈ نکلوایا. کیپٹن صفدر سے ساری معلومات حاصل کی. اسے کیپٹن صفدر سے علم ہوا کہ ہر ماہ جب بھی راشن کی سپلائی ہوتی ہے تو وہ لوگ ٹرک میں موجود راشن کو ہر صورت حاصل کرنے کے لیے

جدوجہد کرتے ہیں. اس کے لیے وہ شمال کی طرف سڑک کے نیچے بہتے نالے کا انتخاب کرتے ہیں. کیونکہ وہ نالہ ایک چوراہے کی طرح ہے. اس نالے کے اوپر سے دو سڑکیں دو دو سڑکیں ایک دوسرے کے مخالف سمت جاتی ہیں. وہاں سے ٹرک اغوا کرنا ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے. کیونکہ وہاں پر بے شمار پہاڑوں کا سایہ ہے. کسی ایک پہاڑ کے گرد گھومتی ہوئی سڑکیں ناپنے کے لیے کئی گھنٹے چاہیے ہوتے ہیں. اور تب تک دہشتگرد کے گروپ اپنا کام کر گزرتے. اور کیونکہ وہاں کوئی ایک تنظیم نہیں ہے. یہی وجہ ہے کہ پاک فوج کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا کہ ٹرک کا اغوا کس گروپ نے کیا ہے. لیکن یہ کام وہ رازداری سے کرتے ہیں. کیونکہ وہ پاک فوج کے خلاف کھلم کھلا اختلاف نہیں کر سکتے. لیکن ان کوششوں میں وہ گروپ اکثر ناکام ہوتے رہے تھے. لیکن اس بار وہ بڑا کھیل کھیلنا چاہ رہے تھے. اور غازی یہ بات جان چکا تھا. اور سب سے بڑھ کر وہ یہاں ہر گروپ کا کھوج لگانا چاہتا تھا کیونکہ اسے ہر صورت حسیب ملک کو ڈھونڈنا تھا.

"ٹرک مقررہ تاریخ اور وقت پر ہی آئے گا."

اس نے کیپٹن صفدر سے کہا تو وہ حیران ہوئے.

"لیکن غازی اس طرح تو پھر سے وہی کھیل ہو گا. ہمارے جوان زخمی یا شہید ہوں گے. اور اس صورت حال میں جب کہ ہم تقریباً حالت جنگ میں ہیں تو ہم کسی جوان کا زخمی ہونا بھی افورڈ نہیں کر سکتے."

ان کی غازی کے ساتھ بے تکلفی تھی. اس لیے انہوں نے کھل کر اپنے خدشے کا اظہار کیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کی بات بلکل ٹھیک ہے کیپٹن.... لیکن اس بار انہیں منہ کی کھانی پڑے گی. ان شاءاللہ ہمارا کوئی جوان بھی زخمی نہیں ہو گا."

غازی نے انہیں تسلی دی. اور پھر جس رات (کل رات)
راشن کی سپلائی ہونی تھی. اس رات غازی نے کیپٹن صفدر کو اپنی فوج کو ہمیشہ کی طرح راستے میں ٹرک کی حفاظت کے لیے پوزیشنز سنبھالنے کے لیے کہا. لیکن حملہ کرنے

سے روکے رکھا. اور خود نالے سے تین کلو میٹر دور قبائلی علاقے میں درخت پر بظاہر ٹرک کی حفاظت کے لیے موجود تھا. لیکن اس کا اصل مقصد اس علاقے میں دی گئی اطلاع کے مطابق سڑک کی قریبی پہاڑی میں بنی غار کی نگرانی کرنا تھا. اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اس علاقے میں فلحال فوج کے جوانوں کو حملہ کرنے سے روک دیا. کیونکہ وہ غار میں موجود شخص کو محتاط نہیں کرنا چاہتا تھا. جبکہ اس علاقے میں فوج کا اتنا عمل دخل نہیں تھا. اور نہ ہی دہشتگر تنظیم نے اس علاقے کو اپنی پناہ گاہ بنانے کی کوشش کی تھی. کیونکہ یہ علاقہ ان کے دھندے کے لحاظ سے محفوظ نہیں تھی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

غازی نے جس شخص کو اپنی سنائیپر رائفل کا نشانہ بنایا تھا. اس شخص نے ٹرک میں موجود ڈرائیور کو نشانہ بنایا تھا. کیونکہ پلان کے مطابق جیسے ہی وہ ڈرائیور کو نشانہ بناتے اسی وقت ادھر سے ان کے دو آدمی ٹرک کو کنٹرول کرتے. ایک ڈرائیور کے طور پر اور دوسرا ارد گرد کسی خطرے سے نپٹنے کے لیے تیار رہے گا. اور ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے سوچا تھا. لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ڈرائیور نے اپنا پورا انتظام کیا ہوا تھا. سڑک کے بیچ میں رکھا پتھر دہشتگردوں کی طرف سے رکھا گیا. تاکہ ٹرک کو روک کر ڈرائیور کو نشانہ بنایا جاسکے. اور کیونکہ یہ پہاڑی علاقہ تھا اسی لیے ٹرک کی رفتار بہت کم تھی.

جبکہ غازی ان کے سنائیپر کی لوکیشن دیکھنا چاہتا تھا. اس کے بعد جب غازی نے ان کے ڈرائیور کو نشانہ بنایا جس نے اصلی ڈرائیور کے نکلتے ہی ٹرک سنبھالا تو اسی وقت حمزہ نے درخت سے چھلانگ لگائی. اور ٹرک کو اپنے کنٹرول کیا. جبکہ دوسرے شخص کی فائرنگ نے ان کے سنائیپرز کو چوکنا کیا. اور غازی یہی چاہتا تھا. کیونکہ اسے ان کے ہر سنائیپر کی لوکیشن معلوم کرنی تھی. اس کے بعد حمزہ نے جیسے ہی ٹرک سمیت نالہ کراس کیا. غازی بھی درخت سے نیچے اترا. اور اس کے بعد کچھ اور خفیہ ایجنٹس نے اپنا کام دکھایا. جن کو غازی نے یہاں پہلے سے ہی بلا لیا تھا. انہی ایجنٹس میں سے ایک نے غازی کو سڑک کے قریب ایک پہاڑ میں ایک غار کی موجودگی اور اس میں ایک شخص کی موجودگی کی اطلاع دی تھی. اور غازی کو جیسے یقین تھا کہ یہ شخص ضرور حسیب تک پہنچنے میں اسکا مددگار ثابت ہوگا. جبکہ غاشی نے پاک فوج کو ہمیشہ کی طرح نالے کے قریب ٹرک کی حفاظت کے لیے اسی لیے پوزیشنز سنبھالنے کے لیے تھا تاکہ دہشتگردوں کو وہ روٹین کی نگرانی لگے اور وہ محتاط نہ ہوں.

****

دروازے پر مسلسل ہوتی دستک پر پریشے نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں. وہ فجر کی اذان تک حسن حیدر سے باتیں کرتی رہی تھی. پھر دونوں نے نماز پڑھ کر پھر سے باتیں کرنا شروع کر دی تھیں. حسن حیدر اس کو اسکی بچپن کی باتیں بتاتے اور وہ بے اختیار ہنس پڑتی. پھر وہ اسکو اپنے اسکول اور کالج میں کی گئی شرارتوں کے بارے میں بتاتی تو وہ بھی یکدم کھلکھلا پڑتے تھے. چھ بجے کے قریب انہوں نے پریشے کو سونے کا کہہ کر کمرے میں بھیج دیا تھا.

"پریشے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟ دو بج رہے ہیں. اور تم ابھی تک سو رہی ہو. میں کافی دیر سے دروازہ بجا رہی ہوں. میں تو اب تمہارے کمرے کی ڈپلیکیٹ کی منگوانے والی تھی."

ایشا نے پریشے کے چہرے کو چھوا لیکن وہ ٹھنڈا تھا.

"وہ میں کل ساری رات بابا سے باتیں کرتی رہی نہ تو اس لیے."

پریشے نے آہستہ سے کہتے ہوئے اپنے بال باندھے. جبکہ ایشا حیرت سے اس کو دیکھتی رہی. بلآخر اس نے پوچھ ہی لیا.

"بابا سے...یو مین...چاچو سے...رائیٹ؟"

اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا. پریشے نے سادگی سے سر ہلا دیا.

"اوہ...تو اس کا مطلب تم نے چاچو کو معاف کر دیا...پریشے میں بہت خوش ہوں."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوشی ایشا کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی. پریشے بھی آسودگی سے مسکرا دی.

"چاچو نے کچھ بتایا کہ وہ کب تک آئیں گے کراچی سے؟"

ایشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا اسے لگا تھا کہ پریشے نے ان سے فون پر بات کی ہے. پریشے حیران ہوئی. پھر سمجھتے ہوئے بولی.

"ایشا آپی بابا تو کل رات ہی آ گئے تھے."

اسے لگا کہ شاید ایشا کو پتا نہ ہو کہ حسن حیدر کل رات ہی کراچی سے آئے تھے.

"لیکن پریشے میں نے ان کو نہیں دیکھا صبح ناشتے کی میز پر' اور نہ گھر میں کسی نے ان کے آنے کا زکر کیا."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ حیرانی کے عالم میں بولی.

"ایشا آپی میرا یقین کریں میں سچ بول رہی ہوں کیا پتا وہ آپ کے ناشتے کی میز پر پہنچنے سے پہلے ہی آفس چلے گئے ہوں. اور گھر میں کسی نے اتفاق سے بابا کا زکر نہ کیا ہو."

پریشے کی بات سن کر ایشا نے سر ہلا دیا. کیونکہ ایسا پہلے بھی اکثر ہوتا تھا.

"اچھا چلو جلدی سے تیار ہو کر نیچے آؤ میں تمہارے لیے ناشتہ بنواتی ہوں رانی سے 'مما اور بی بی جان کے آنے سے پہلے پہلے ناشتہ کر لو ورنہ وہ ناراض ہوں گی کہ ان کی لاڈلی ابھی تک بھوکی ہے۔"

اس نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کو چہرے پر ہاتھ سے پیار کیا۔ پریشے جھینپ گئی۔ لیکن ساتھ حیران بھی ہوئی۔

"کیا مطلب... مما اور بی بی جان گھر پر نہیں ہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشے حیران ہوئی کیونکہ ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ جب سے وہ آئی تھی بی بی جان اور فوزیہ بیگم کو اس نے حویلی سے باہر جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جبکہ ایشا کو تو وہ روز ہی اسپتال جاتا دیکھتی تھی۔

"ہاں وہ نکاح کے لیے شاپنگ کرنے گئی ہیں۔"

ایشا نے مسکراتے ہوئے کہا. تو پریشے کی آنکھیں کئی دنوں بعد شرارت سے چمکی تھیں.

"اوہووو..... نکاح کی شاپنگ.... پھر تو آپ کو بھی جانا چاہیے تھا' آخر "آپ" کا نکاح ہے. آپ خود اپنی پسند سے اپنے لیے شاپنگ کرتیں نہ بھابھی."

وہ ایشا کے ارد گرد گھومتے ہوئے بولی تو ایشا جھینپ گئی. ساتھ ہی حیرانی سے اس نے پریشے کے اس روپ کو دیکھا. جو یہاں آنے کے بعد پہلی بار ایشا کو دیکھنے کو ملا تھا.

"مجھے اسپتال جانا تھا نہ اس لیے میں ساتھ نہیں گئی. اور مجھے اتنا شوق بھی نہیں ہے شاپنگ کرنے کا تو جو بھی بی بی جان اور مما لے آئیں گی مجھے پسند آئیگا."

ایشا نے اسے جواب دیا. پریشے بغور اسے دیکھتی رہی. اس دوران اس کے ہونٹوں سے ایک لمحے کے لیے بھی مسکراہٹ جدا نہیں ہوئی تھی. پریشے کو اس پل وہ بہت پیاری لگی. وہ تھی ہی اتنی پیاری' سفید گلابی رنگت' پتلے ہونٹ' پتلی اور کھڑی ناک جبکہ اسکیا سکی آنکھوں کا رنگ ذیشان کی طرح کالا تھا.

"ایشا آپی آپ اتنی پیاری کیوں ہیں؟"

اس سے رہا نہیں گیا تو بلآخر اس نے پوچھ لیا. جبکہ ایشا جو پریشے کے اتنے غور سے دیکھنے پر حیران اور تھوڑی نروس تھی. اب پریشے کے سوال پر پہلے سے زیادہ حیران ہوئی. اسکی حیرانی کی وجہ سوال نہیں تھا. کیونکہ یہ سوال تو اکثر اس کی کولگیز بھی پوچھتی رہتیں تھیں. بلکہ وہ حیران اس بات پر ہوئی. کہ یہ سوال کوئی اور نہیں بلکہ پریشے کر رہی تھی. پھر اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لا کھڑا کیا. اور پھر آئینے میں اپنے ساتھ نظر آتے پریشے کا عکس دیکھ کر بولی.

"مجھ سے پوچھ کون رہی ہے... جس کی خوبصورتی کے چرچے بچپن میں ہی نہ صرف خاندان بلکہ پورے گاؤں کی عورتیں کرتی تھیں. اور اب تو پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو."

ایشا نے اس کو آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا. تو پریشے نے بے اختیار پہلی بار خود کو غور سے دیکھا تھا. سرخ و سفید اور بے داغ چہرہ' لمبی اور کھڑی ناک' شہد رنگ آنکھیں تھوڑی پر ایک چھوٹا سا تل... وہ یقیناً خوبصورت نہیں بہت خوبصورت تھی.
اور یہ خوبصورتی انہیں ورثے میں ملی تھی.

"ہمم.... اب بولو... کون زیادہ خوبصورت ہے؟"

ایشا نے پریشے کو مسلسل خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے دیکھ کر شرارتی لہجے میں پوچھا. تو پریشے گڑبڑا کر پیچھے مڑی.

"آپی آپ زیادہ خوبصورت ہیں.."

اس نے ایشا کو کہتے ساتھ ہی باتھروم کی طرف قدم بڑھائے اور باتھروم کے دروازے پر پہنچ کر ایکدم پلٹی.

"کیونکہ آپ کے چہرے پر علی بھائی کے ذکر پر جو رنگ آتے ہیں نہ وہ آپکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتے ہیں. اب آپ بولیں... کون زیادہ خوبصورت ہوا..."

اس نے آخر میں ایشا کے انداز میں کہہ کر جلدی سے باتھروم کا دروازہ بند کیا. جبکہ ایشا کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی لیکن کون جانے کہ یہ مسکراہٹ جلد ہی چھننے والی تھی یا ہمیشہ برقرار رہنے والی تھی.... کون جانے.....

****

"تو یہ تعلق تھا میرا آپ سے' لیکن آپ نے چھپایا کیوں؟"

پریشے ذیشان کے کمرے موجود تھی. اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی ذیشان کی بچپن کی تصویر کو گھورتے ہوئے بولی. پھر پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد دروازہ آرام سے بند کرتی باہر نکلی. تبھی اس کو ہلکی سی آواز سنائی دی. جیسے کسی کے قدموں کی آواز ہو. باہر نکل کر اس نے کمرے کے ارد گرد چور نظروں سے دیکھا. وہاں کسی کو نہ پا کر اپنا اٹکا سانس بحال کیا. اور جلدی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی. جبکہ کسی نے علی کے

کمرے کی کھڑکی (جو ذیشان کے کمرے کے سامنے کھلتی تھی) میں موجود اپنا کام بخوبی سرانجام دیا تھا.

****

وزیرستان شمائلی پاکستان کا ایک قبائلی علاقہ ہے. جو شمائلی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان پر مشتمل ہے. 1893 تک وزیرستان انگریز حکومت سے الگ ایک آزاد قبائلی علاقے کے طور پر رہتا آیا ہے. 1947 میں جب پاکستان وجود میں آیا تو وزیرستان بھی اس میں ضم ہو گیا.

یہاں پر بنادی طور پر دو قبائل رہتے ہیں. مثلاً "محسود" اور "وزیر" قبائل. 1895 تک وزیرستان کے تمام امور بنوں کے ڈپٹی کمشنر کنٹرول کرتے تھے. جو انگریز حکومت کے ساتھ کچھ اختلافات کی بنیاد پر اپنے عہدوں سے مستردہو گئے. اور وزیرستان کے ہیڈ کوارٹر "میران شاہ" اور "وانا" بن گئے. شمالی وزیرستان کے بیشتر علاقوں پر "وزیر" اور "داوڑ" قبائل جبکہ جنوبی وزیرستان پر "غلزئی سلیمان خیل" کثیر تعداد میں آباد ہیں. محسود قبائل قابض ہے. وزیرستان کا علاقہ 1500 مربع کلو میٹر پر محیط

ہے. یہاں کی علاقائی زبان وزیری ہے. وزیرستان شمال میں "دریائے ٹوچی" اور جنوب میں "دریائے گومل" تک پھیلا ہوا ہے. جبکہ مشرق میں ایف آر "ڈیرہ اسماعیل خان" اور ایف آر "ٹانک" جبکہ شمال مغرب میں افغانستان کے صوبے "خوست" اور "پکتیکا" واقع ہیں.

وزیرستان دہشتگردوں کا ایکا اہم مقام ہے. دہشتگرد اپنے ٹھکانے کے لیے وزیرستان کا رخ کرتے ہیں.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Forum|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہمم.... اور جہاں تک مجھے معلوم ہے تو آخری آپریشن پاک فوج نے دہشتگردوں کی موجودگی کی اطلاع ملنے پر شمالی وزیرستان میں کیا."

غازی نے پُرسوچ نظروں سے کیپٹن صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا. تو انہوں نے نقشہ ایک طرف رکھتے ہوئے سر ہلا دیا.

"بلکل میں خود شامل تھا اس آپریشن میں' میرے تین جوان شہید اور تین زخمی ہوئے ہیں. جبکہ دوسری طرف سے پانچ دہشتگرد مارے گئے. زخمیوں کی تعداد نہیں معلوم ہو سکی. مقابلہ دوسری طرف سے سفید جھنڈے لہرا کر کیا گیا."

کیپٹن صفدر نے غازی کو تفصیل سے آگاہ کیا. تو ساتھ بیٹھا علی چونک پڑا.

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ حملے میں کسی قبیلے کے سردار کا بھی ہاتھ تھا. یا دہشتگردوں اور قبیلے کے سردار کی ملی بھگت تھی."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی کے کہنے پر غازی نے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلایا.

"لیکن علی بھائی کسی قبیلے کا سردار کیوں کسی دہشتگرد کا ساتھ دے گا. اور یہ سفید جھنڈے کا اس واقعے سے کیا تعلق ہے."

حمزہ نے الجھتے ہوئے سوال کیا.

"سفید جھنڈا وزیرستان میں امن کا پیغام سمجھا جاتا ہے. بلخصوص تب' جب دو قبائل کا آپس میں کوئی مقابلہ یا لڑائی ہو تو جن کی طرف سے زیادہ لوگ مارے جائیں وہ سفید جھنڈا لہراتے ہیں. جس کا مطلب یا تو ہار مان کر امن کا پیغام دینا ہے یا پھر کچھ دیر کے لیے امن کا پیغام دینا ہے. کچھ دیر سے مراد یہ کہ ان کی طرف جب زیادہ لاشیں گر جائیں تو وہ ان لاشوں کو اپنے قبیلے تک پہنچانے کیلئے کچھ وقت مانگتے ہیں. اور ان کی تدفین کے بعد مقابلہ پھر سے شروع کرتے ہیں. اور پچھلے آپریشن کے دوران بھی یہی ہوا. لیکن ہمارے ساتھ قبائل کا ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہے. کیوں کہ ہماری لڑائی ان قبائل کے ساتھ نہیں بلکہ یہاں چھپے دہشتگردوں کے ساتھ ہوتی ہے. لیکن ہماری طرف سے وہ لڑائی ان کی بات مان کر نہیں روکی گئی. بلکہ ایک مقصد کے تحت روکی گئی."

کیپٹن صفدر نے حمزہ کے سوال کا جواب تفصیل سے دیا. لیکن مقصد بتانے سے گریز کیا. تو حمزہ کے ساتھ علی اور سالار نے بھی سر ہلا دیا. جبکہ غازی کے دماغ میں گھنٹی بجی تھی. اور پھر جیسے سب کچھ واضح ہو گیا. اب بس وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا. جب

کہ باقی سب نے اسے سوچ میں دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کندھے اچکا دیے.

****

"حمزہ سنو."

علی نے حمزہ کی طرف ہلکا سا سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی علی بھائی."

حمزہ نے بڑی سعادت مندی سے جواب دیا.

"چاکلیٹ ہے تمہارے پاس؟"

علی نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا.

"نہیں علی بھائی."

حمزہ نے نفی میں سر ہلایا.

"اچھا چیونگم ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے دوسرا سوال کیا.

"نہیں علی بھائی."

حمزہ کا جواب ابھی بھی وہی تھا.

"ٹافی تو ہو گی؟"

اس بار علی نے کافی امید سے پوچھا تھا.

"نہیں علی بھائی."

حمزہ نے اس بار بے بسی سے جواب دیا. تو علی کا پارہ چڑھا. اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن دبوچی. اور اپنا منہ اوپر کر کے سامنے دیکھتے ہوئے بولا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس کو لے جاؤ یارو.... یہ میرے کسی کام کا نہیں ہے."

"شششش..... علی اب تمہاری آواز نکلی تو میں نے تمہیں اٹھا کے نیچے پھینک دینا ہے."

غازی نے دانت پیستے ہوئے کچھ فاصلے پر الٹا لیٹے علی کو دیکھتے ہوئے کہا. علی نے اس کی بات سن کر حمزہ کی گردن چھوڑی اور پھر خود ہی اس کی لال ہوئی گردن کو سہلاتے ہوئے بولا.

"میرا بچہ 'کیوں مجھے غصہ دلاتا ہے تو' تجھے پتا ہے نہ (یہاں اس نے ایک تھپڑ حمزہ کی گردن پر رسید کیا) ماں اپنے بچے سے کتنا پیار کرتی ہے. لیکن تم مجھے مجبور کر دیتے ہو کہ تمہیں دو لگاؤں (یہاں ایک اور تھپڑ کان کے نیچے پڑا تھا)."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوئی ماں..... ظالم انسان... تجھ سے اللہ پوچھے.... بیوی تمہیں کمرے میں نہ آنے دے.... اللہ کرے تیرے بچے نسوار خان کے باغ سے انار چوری کریں اور انہیں بھی ایسے دو پڑیں کان نیچے."

علی کی دہایاں جاری تھیں. کیونکہ دوسرا تھپڑ علی کے کان کے نیچے پڑا تھا. اور یہ جرأت غازی کے علاوہ اور کسی کی نہیں تھی. جبکہ حمزہ اپنی گردن سہلاتے ہوئے ہنسی روکنے

کے چکر میں تھا. اور سالار کھل کر ہنس رہا تھا. جبکہ غازی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے علی کو گھورا.

وہ لوگ اندھیرا ہوتے ہی نالے کے قریبی پہاڑ پر موجود تھے. یہاں سے ایک گھنٹے بعد غازی اور حمزہ نے اس قبیلے جانے کے لیے نکلنا تھا. جس کے سردار نے دہشتگردوں کے ساتھ مل کر حملہ کیا تھا. غازی اس سردار سے ملنا چاہتا تھا. لیکن اپنے طریقے سے. اور اس کے لیے نو بجنے کا انتظار کرنا تھا. کیونکہ نو بجے نالے سے اس سردار کی گاڑی گزرنی تھی. جس کے ساتھ دو گاڑیاں باڈی گارڈز کی ہونی تھیں. غازی کو ہر صورت بیچ والی گاڑی تک رسائی حاصل کرنی تھی. کیپٹن صفدر نے اپنی خدمات پیش کیں تھیں. لیکن غازی نے انکار کر دیا تھا. کیونکہ اس طرح وہ لوگ مشکوک ہو جاتے. اور عام طور پر فوجی جوان اندرون قبائل کم ہی جاتے تھے. کیونکہ وہاں کی عورتیں پردہ کرتی تھیں. لیکن اپنے کام کاج کے لیے گھر کے باہر بھی نکلتی تھیں. اگر اب فوجی جوان ساتھ جاتے تو قبیلے کے لوگ اعتراض کرتے' کیونکہ وہ لوگ اپنے سردار کی اصلیت سے واقف نہیں تھے.

"میری بات غور سے سنو تم دونوں."

غازی نے علی اور سالار کی طرف اشارہ کیا. تو وہ دونوں غازی کی طرف متوجہ ہوئے.

"اگر میں اور حمزہ حسیب ملک تک نہ پہنچ سکے' یا دوسری صورت میں ہم مارے جائیں یا پکڑے جائیں' تم دونوں نے اس بات کا اثر لیے بغیر حسیب ملک کو زندہ یا مردہ ہر صورت میں پکڑنا اور چیف کے حوالے کرنا ہے."

NEW ERA MAGAZINE .com

غازی نے کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ علی کا دل یکدم دھڑکا. پھر تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی تو علی نے غازی کو دیکھتے ہوئے سوال کیا.

"غازی... تمہیں کیسے پتا چلا تھا کہ زبیر نے ہی پریشے کو اغوا کیا تھا. جبکہ اس وقت تک تو تمہیں حسیب ملک کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا. تو اس کے خاص آدمی زبیر کو کیسے پہچانا تم نے."

علی کے سوال پر غازی کچھ لمحے خاموش رہا. پھر بولا.

"تمہیں یاد ہے علی... جس دن پریشے گم ہوئی تھی. اس کے گم ہونے کے ایک گھنٹے بعد میں جھیل کے پار ریشم روڈ (فرضی نام) کی طرف گیا تھا. وہ روڈ اس وقت سنسان تھا. لیکن میں نے جیسے ہی جھیل پار کی تو وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو گاڑی کی پچھلی سیٹ کی طرف بڑھا تھا. اس وقت تو مجھے اندازہ نہیں ہوا. لیکن آج جب یاد کرتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جسے اس نے اٹھایا ہوا تھا. اور اس کو پچھلی سیٹ پر رکھنے کے بعد وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا تھا. اور پھر کچھ ہی لمحوں بعد وہ گاڑی وہاں سے چلی گئی. میرے دماغ میں صرف یہی بات تھی کہ پریشے گم ہوئی ہے. اسی لیے پریشے کے اغوا ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکا. اور شاید یہی ہماری سب سے بڑی غلطی تھی. اس شخص کو پچھلے آپریشن میں میں نے پہچان لیا تھا."

غازی نے کافی تفصیل سے جواب دیا. اور پھر خاموش ہو گیا. جبکہ علی کے ساتھ ساتھ سالار اور حمزہ نے بھی پھر کوئی بات نہیں کی. اور خاموشی سے اپنے ٹارگٹ کا انتظار کرنے لگے.

****

"وہ دیکھو."

NEW ERA MAGAZINE .com

غازی نے پیچھے دیکھے بغیر کہا تو باقی سب بھی جلدی سے سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگے. تین گاڑیاں آگے پیچھے نالے کے قریب آتی جا رہی تھیں.

"چلو حمزہ' اور تم دونوں نے ہمارے جاتے ہی غار تک پہنچنا ہے. وہاں سے کوئی سراغ ڈھونڈو اور اپنا کام کرو. ہمارا انتظار مت کرنا' اگر حسیب ملک تمہارے ہاتھ لگتا ہے تو تم دونوں اس کو لے کر پہلی فرصت میں یہاں سے کراچی کے لیے نکلنے کی کوشش کرنا."

غازی نے کہتے ساتھ ہی پہاڑ سے نیچے اترنے والے راستے کی طرف رخ کیا. جبکہ حمزہ لیٹے لیٹے ہی علی کے تھوڑا قریب ہوا لیکن پھر فوراً کھڑا ہو گیا. علی اس کی طرف دھیان دیے بغیر غازی کو جاتا دیکھتا رہا. پھر غازی اور حمزہ نیچے اترتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے تو علی اور سالار نے ان کی مخالف سمت کا رخ کیا. اور اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگے. جبکہ دونوں طرف جانے والے ہی آنے والے وقت سے انجان تھے. اور نہیں جانتے تھے کہ اب وہ لوگ ایک دوسرے سے پھر کبھی مل پائیں گے یا نہیں.

علی اور سالار 'غازی اور حمزہ کے جانے کے تقریباً آدھے گھنٹے میں غار تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے. اس سے پہلے کہ وہ غار کے اندر داخل ہوتے اندر سے کسی کے چلنے کی آواز آئی 'جیسے وہ چل کر باہر کی طرف ہی آ رہا ہو. وہ دونوں جلدی سے ایک طرف ہو کر آنے والے کا انتظار کرنے لگے.

****

تینوں گاڑیاں پہاڑی راستوں اور خاص طور پر موڑ پر بنے نالے کی وجہ سے ایک دوسرے سے قدرے فاصلے پر آ گئیں تھیں. نالہ کراس کرتے ہی ایک جگہ گاڑی کو تقریباً روکنا پڑتا تھا. تاکہ گاڑی آسانی سے اور نالے یا دوسری طرف بنی کھائی میں گرنے کی بجائے قبیلوں کی طرف جانے والی سڑک پر چڑھ سکے. اور وہاں آگے پیچھے موجود گاڑیوں میں پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ آ جاتا تھا. اور اسی لمحے کا فائدہ غازی اور حمزہ نے اٹھایا تھا. سردار کی گاڑی کے پیچھے موجود گارڈز یکدم دو اجنبی لوگوں کو گاڑی میں اس قدر تیزی سے جمپ لگاتا دیکھ کر بوکھلا گئے. ان دونوں نے وہاں موجود دونوں گارڈز کو ان کی بندوقیں سیدھی کرنے کا موقع دیے بغیر ہی ان کی گردن تک پہنچے اور گردن کی ایک طرف کی ایک مخصوص رگ دبا کر دونوں کو ہی ہوش و خرد سے بیگانہ کر چکے تھے. اور پھر ان کے کپڑے پہننے میں انہیں زیادہ وقت نہیں لگا تھا. تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں انہیں گارڈز کی طرح دکھنے لگے. اور اسی وقت پیچھے آنے والی گارڈز کی گاڑی نمودار ہوئی. لیکن وہ دونوں پورے اطمینان سے دونوں بے ہوش گارڈز کے سامنے ہو کر بیٹھے رہے. کیونکہ سب گارڈز نے اپنا منہ اپنی بڑی بڑی پگڑیوں کے لٹکتے پلوں سے چھپا رکھا تھا. تو انہیں پہچانے جانے کا کوئی خطرہ نہیں تھا. جبکہ یہ بھی ان کی

خوش قسمتی ہی تھی کہ گاڑی میں دو ہی گارڈز تھے. ورنہ ان کے لیے کور کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا."

"لالا، زہ پہ دو شکل کو بہ رزم؟"

(لالہ میں اس روپ میں کیسا دکھ رہا ہوں)

حمزہ نے غازی سے ہلکی آواز میں پوچھا. اس کو علی نے تھوڑی بہت پشتو بولنا سکھائی تھی. جب کہ وہ خود سرائیکی تھا. اور علی کو بھی حمزہ نے سرائیکی سکھادی تھی.

"شکل ستا سودی."

(شکل تو تمہاری وہ ہی ہے)

غازی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا. انداز سراسر شرارتی تھا.

"سه علي به ستاپر ° ای وای، نو ویل به یو °: واه ورورہ! تا سو دیو شهزادہ په ° یر ° کاري."

(اگر آپ کی جگہ علی بھائی ہوتے تو کہتے: واہ! تم تو شہزادے لگ رہے ہو)

حمزہ کی آواز میں بناوٹی ناراضگی تھی. ذیشان نے اس دوسرے علی کو دیکھا جو کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا اپنی تعریف کا. علی اور حمزہ کی شروع سے ہی بہت بنتی تھی. حمزہ نے اپنی ہنس مکھ طبیعت کے بعث غازی سمیت سب کے دل میں جگہ کے بنالی تھی. علی نے تو باقائدہ اس کو اپنا شاگرد بنالیا تھا. علی اور حمزہ مل کر سالار کو اس کی سنجیدہ طبیعت کے باعث بہت تنگ کرتے تھے. جبکہ اس صورت میں غازی سالار کا ساتھ دیتا' اس کے باوجود غازی اور سالار کو بھی حمزہ اپنے نرم دل اور خوبصورت شخصیت کی وجہ سے بہت عزیز تھا. لیکن وہ علی کی طرح اس بات کا اظہار نہیں کرتے تھے. جبکہ علی کے تو انداز ہی نرالے تھے. اس کی تعریف بھی اس طرح کرتا کہ حمزہ باقائدہ ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگتے ہوئے جان چھڑاتا. لیکن ٹیم میں آنے کے بعد حمزہ نامحسوس انداز سے علی کے سب سے زیادہ قریب ہوتا گیا. وہ سب کو یہی بتاتا کہ علی میرا بڑا بھائی ہے. حمزہ کے

گھر میں اس کی ایک بہن اور والدہ تھیں. وہ لاہور میں اپنے چھوٹے سے گھر میں رہتیں تھیں. حمزہ علی سے اس بارے میں اتنا ذکر کرتا کہ علی کو اس کی والدہ اور بہن سے ملنے کا اشتیاق ہوا. اور اس نے اپنے خواہش کا اظہار بھی کر دیا تھا. جس پر حمزہ نے وعدہ کیا کہ وہ خود اس کو اپنے گھر لے کر جائے گا.

"ہم تمہاری راہ دیکھیں گے صنم
تم چلے آؤ پہاڑوں کی....."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حمزہ....."

حمزہ نے غازی کو سوچوں میں دیکھ کر گانا گانا شروع کر دیا. اس کی آواز سن کر غازی نے پہلے تو اپنی امڈتی ہوئی ہنسی روکی. پھر خفگی سے اس کو ٹوکا تو وہ جلدی خاموش ہو گیا.

غازی اکثر علی اور حمزہ کو گانا گانے یا سننے پر اسی طرح ٹوکا کرتا تھا. اب تو تقریباً دونوں کی گانا گانے اور سننے کی عادت ختم ہو گئی تھی. لیکن پھر بھی کبھی کبھی دورہ پڑتا تو وہ وقت

اور جگہ کا لحاظ نہیں کرتے تھے. دونوں کی ہی آواز گانا گاتے وقت اس قدر بے سُری ہو جاتی کہ سالار جیسا سنجیدہ آدمی بھی ہنس ہنس کر دہرا ہو جاتا تھا. جبکہ غازی بس غصے سے دونوں کو گھورتا رہتا تھا.

"اچھا نہ اب ایسے گھوریں تو نہ' مجھے شرم آتی ہے."

حمزہ نے شرمانے کا ڈرامہ کرتے ہوئے پگڑی کا پلو اپنی آنکھوں پر کیا. اور رخ غازی کی طرف کیا. اس سے پہلے کے غازی کوئی جواب دیتا اسی لمحے گاڑی ایک جھٹکے سے رکی. جبکہ پیچھے والی گاڑی ایک سائیڈ سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ گئی. وہ دونوں جمپ لگا کر نیچے اترے اور غازی نے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا.

"او جلدی مرا کرو' اب میں انتظار کرتا رہوں."

سردار نے باہر نکلتے ہی غصے سے گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے وزیری میں کہا اس کی مونچھیں غصے سے پھڑ پھڑا رہی تھیں.

"معافی سردار... معافی.... آئندہ ایسی گستاخی نہیں ہو گی."

غازی نے بھی وزیری زبان میں کہا. جبکہ سردار نخوت سے ہنہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا. تو وہ دونوں بھی پیچھے پیچھے چلنے لگے. تبھی غازی کے پیچھے موجود حمزہ کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھ کر اسے روکا. وہ جلدی سے پلٹا.

"او تم ہوش میں تو ہو. کدھر جا رہے ہو؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک گارڈ نے کھردرے لہجے میں پوچھا. حمزہ نے ایک نظر غازی کو دیکھا. اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا جس کا مطلب تھا حمزہ کو ابھی خاموشی سے گارڈ کی بات ماننی تھی. اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا گارڈ پھر سے اسے گھورتے ہوئے بولا.

"او لڑکے... تمہیں آج پھر سے پیسے چاہیئے ہوں گے. او تم دیکھ نہیں رہے آج سردار کتنے غصے میں ہے. اگر تم اس کے سامنے گئے تو وہ تمہیں گولی سے اُڑا دے گا. چلو شاباش."

اس کی آواز میں اس بار حمزہ کے لیے ہمدردی تھی. جبکہ حمزہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جلدی سے گارڈ کے پیچھے بڑھ گیا. ابھی جیسا چل رہا تھا اس نے چلنے دیا. تاکہ غازی کو اپنا کام کرنے میں آسانی ہو جائے. لیکن کب تک؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

غار پر پڑا لکڑی اور جھاڑیوں کا دروازہ سا ہٹا اور اندر سے ایک شخص باہر نکلا جو شکل و صورت اور انداز سے یہاں کا نہیں لگتا تھا. وہ باہر نکل کر جھاڑیوں کا دروازہ بند کرنے کے لیے واپس مڑا اور جیسے ہی جھکا پیچھے سے سالار نے اس کی گردن دبوچی جبکہ علی نے جھاڑیوں کا دروازہ ہٹایا تو سالار نے اس شخص کو اندر کی جانب دھکیلا. پھر اس کے پیچھے علی داخل ہوا اور غار کا دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد اپنی کمر پر بندھا بیگ کھول کر

اس میں سے ایمر جنسی لائٹ نکال کر اس کو آن کیا تب تک سالار اس شخص پر مکمل قابو پا کر اس کے ہاتھ اپنے گلے میں موجود مفلر سے باندھ چکا تھا. ابھی تک اس نے اور علی نے اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھا تھا. کیونکہ اس نے اپنا چہرہ ایک بڑی سی بگڑی باندھ کر اس کے پلو سے چھپا رکھا تھا. علی نے اس شخص کا جائزہ لینے کے لیے روشنی اس کے چہرے پر پھینکی تو اس کے ساتھ ساتھ سالار بھی چونکا. کیونکہ ان کی تحویل میں موجود شخص راجو تھا.

"اچھا زبیر کی جگہ تم نے سنبھال لی ہے...واہ."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے آنکھیں گھماتے ہوئے اردو میں کہا اور اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا. جبکہ سالار دوسری ایمر جینسی لائٹ سے پورے غار کا جائیزہ لے رہا تھا. غار زیادہ بڑی نہیں تھی. اس میں ایک طرف راکھ کے ساتھ لکڑیاں اور چند برتن بھی موجود تھے. جس سے ظاہر تھا کہ راجو کا ٹھکانہ کئی دنوں سے یہی غار تھی.

"تم کون ہے اور کیا بول رہا ہے؟"

راجو نے ٹوٹی پھوٹی اردو بولنے کی کوشش کی تاکہ وہ لوگ یہی سمجھیں کہ اس کو اردو نہیں آتی اور وہ غلط شخص کو پکڑ کر بیٹھے ہیں. لیکن وہ دل ہی دل میں ڈر رہا تھا. کیونکہ یہ غار روڈ سے دور تھی. تو کوئی یہاں کیسے آسکتا ہے."

"میں پاگل ہوں اور یہ مہا پاگل ہے. اور ہم یہاں تمہیں بھی پاگل کرنے آئے ہیں."

علی نے سکون سے کہتے ہوئے ایک پتھر سے ٹیک لگالی. جبکہ سالار نے مہا پاگل والی بات پر اس کو گھورا لیکن کہا کچھ نہیں. بلآخر علی کا اطمینان دیکھتے ہوئے اس نے خود ہی راجو سے حسیب ملک کے بارے میں اگلوانے کا سوچا. سالار کو زیادہ وقت نہیں لگا تھا اس سے سب کچھ اگلوانے میں. اور تھوڑی دیر بعد ہی علی راجو کا حلیہ اپنا چکا تھا. کیونکہ اس کا قد کاٹھ راجو سے ملتا جلتا تھا. جبکہ سالار نے راجو کے ہاتھ کھول دیے لیکن اس سے پہلے ہی وہ اسے بے ہوش کر چکا تھا. اور اب اس کے چوبیس گھنٹے سے پہلے خود بخود ہوش میں آنے کے کوئی چانسز نہیں تھے.

اب دونوں راجو کے بتائے ہوئے پتے پر جانے کے لیے تیار تھے. یہ جانے بغیر کہ حسیب ملک تک کوئی پہلے ہی پہنچ چکا تھا.

****

غازی سردار کے پیچھے کندھے پر بندوق لٹکائے اور ہاتھ باندھے کھڑا تھا. جبکہ سردار غصے سے نتھنے پھلائے کبھی سامنے میز پہ رکھے فون کی طرف دیکھتا تو کبھی ہاتھ میں بندھی گھڑی کو دیکھتا. جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا اس کے غصے میں اضافہ ہوتا جارہا تھا. غازی کو اس کے غصے وجہ جاننی تھی. اس کے لیے اسے سہی وقت کا انتظار کرنا تھا. حمزہ کا اس نے سوچا ضرور تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ سنبھال لے گا. ابھی اس کو سردار سے حقیقت اگلوانی تھی. اتنا تو وہ جانتا تھا کہ سردار کوئی بہت بڑا کھیل کھیل رہا تھا. جو اس قبیلے کے لیے نقصان دہ تھا. اور غازی جانتا تھا کہ اس سردار کا حسیب ملک سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے. اسے اب نہ صرف حسیب ملک کو پکڑنا تھا بلکہ اس قبیلے کو اس سردار کے چنگل سے بھی آزادی دلوانی تھی. بعد میں قبیلے والے جس کو چاہیں سردار منتخب کریں.

"سردار شوکت خان آیا. کہتا ہے سردار کو بڑی ضروری بات بتانی ہے."

"آنے دو اس کو."

ایک گارڈ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو سردار نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے اس سے کہا. اور تھوڑی دیر بعد ایک لمبے اور گھنے بالوں والے والا شخص داخل ہوا. غازی کو اس کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ یہ سردار کے ہر برے کاموں میں ملوث ہے. اس نے اندر داخل ہوتے ہی غازی کی طرف دیکھا. تو سردار نے غازی کو باہر جانے کا اشارہ کیا. وہ حیران ہوا کیونکہ اسے جو معلومات ملی تھیں اس کے مطابق تو ایک گارڈ ہمہ وقت سردار کے ساتھ رہتا تھا لیکن اب غازی کو باہر جانے کا کہا گیا تھا. غازی ٹھٹھک گیا. لیکن ابھی وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا. وہ جیسے ہی باہر نکلا پیچھے سے اس شوکت نامی شخص نے دھاڑ سے دروازہ بند کیا.

"ہاں بولو شوکت خاناں کیوں اتنے بدحواس ہو رہے ہو؟"

سردار نے بے چینی سے پوچھا. اور شوکت نے جو خبر سردار کو سنائی اس نے سردار کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی.

"او شوکت خان تم جانتے بھی ہو کہ کہہ کیا رہے ہو؟"

سردار نے تسلی کرنی چاہی لیکن شوکت کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے. اور وہ جانتا تھا کہ شوکت اس سے کبھی جھوٹ بول کر اپنی موت کو خود دعوت نہیں دے گا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سردار میں آپ پر قربان جاؤں میں نے پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے آپ سے... اور یہ خبر پکی ہے. حسیب ملک کے ٹھکانے پر حملہ کر کے اسے اغوا کر لیا گیا ہے. اور اس کا ٹھکانہ جلا کر کر راکھ کر دیا ہے کسی نے. جب مجھے یہ خبر ملی تو میں نے اپنے آدمی نالے کے ساتھ والے پہاڑ کی ایک غار میں چھپے ملک کے مخبر پاس دوڑائے اور وہاں تو پہلے ہی

کسی نے اس پر حملہ کر کے اس کو بے ہوش کر دیا تھا. اور اس کی حالت سے لگ رہا تھا کہ اس کو کسی نے مار مار کر حسیب ملک کے ٹھکانے کے بارے میں اگلوالیا ہے."

شوکت خان کی بات پر سردار نے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا.

"او شوکت خاناں.... اگر وہ بندہ اپنے مالک کے ٹھکانہ کے بارے میں بتا سکتا ہے تو وہ یہ بھی بتا سکتا ہے کہ حسیب ملک کو پناہ دینے والے ہم ہیں. اور جس نے حسیب ملک کا یہ حال کر دیا وہ ہم تک بھی پہنچ سکتا ہے. اور اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جان جائے گا کہ ہم نے اس قبیلے کے سردار کو مار کر اس کی جگہ خود قبضہ کر لیا ہے. ابھی تک تو قبیلے والوں کو شک نہیں ہوا. اگر انہیں پتا چل گیا تو ہمارا تو کوئی ٹھکانا بھی نہیں ہے. اور پھر ہمارے دھندے کے بارے میں جاننا بھی ان لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے."

سردار کے لہجے میں خوف بول رہا تھا. اب تک تو سب کچھ وہ پلان کر کے کر رہے تھے. لیکن حسیب ملک کا اچانک پکڑے جانا ان کی موت کی مترادف تھا.

"سردار... میرا تو مشورہ یہی ہے کہ ہم یہاں سے کچھ دنوں کے لیے غائب ہو جاتے ہیں."

شوکت خان سے اپنے سردار کی حالت دیکھی نہیں گئی تو بول اٹھا. جبکہ سردار نے اس کی بات سن کر اس کا گریبان پکڑ لیا.

"او تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ سب کچھ کتنی محنت سے حاصل کیا ہم نے' کتنے لوگوں کو راستے سے ہٹانا پڑا' کتنوں لوگوں کو پیسے دیے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ یہاں سے بھاگ جاتے ہیں. او تم نے مجھے اتنا بے غیرت سمجھا ہے کہ میں ڈر کر بھاگ جاؤں گا. نہیں شوکت خاناں... ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہے. ہمارے پاس نہ تو اسلحے کی کمی ہے اور نہ بندوں کی. تم تیاری کرو. اور اپنے آدمیوں کو علاقے کے ہر طرف پھیلا دو جہاں کوئی مشکوک حرکت کرتا نظر آئے اس کو وہیں بھون کر رکھ دیں."

سردار کا چہرہ غصے اور جوش سے سرخ ہو رہا تھا. جبکہ شوکت اپنے سردار سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس وقت غصے اور جوش سے کام لے رہا ہے. لیکن وہ یہ کہہ کر اپنی موت کو خود ہی دعوت نہیں دینا چاہتا تھا. اس لیے وہ جلدی سے باہر نکل گیا.

اس کے نکلتے ہی غازی داخل ہوا اور سردار کی گردن کے گرد اپنا بازو مظبوطی سے اس طرح گھمایا. کہ سردار مزاحمت بھی نہ کر سکا. اور اسی وقت اسی کمرے کی ایک دیوار خود بخود ہٹنا شروع ہو گئی. سردار ساکت ہو گیا. کیونکہ اس دیوار کے بارے میں تو صرف شوکت جانتا تھا. لیکن اب یہ راز بھی کھل گیا. تو اس کا مطلب تھا کہ وہ ہر طرف سے گھیرا جا چکا ہے. جبکہ غازی نے آنے والے کو حیرانی سے دیکھا.

"حمزہ تم پر کسی کو شک تو نہیں ہوا؟"

غازی نے سردار کو حمزہ کے حوالے کیا اور پھر اس کو دیکھتے ہوئے بولا. اس کا نیچے کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا اور اس سے خون رس رہا تھا.

حمزہ نے سردار کو سیدھا کرتے ہوئے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا. حمزہ کے مکے نے اس کے جبڑے ہلا دیے تھے. اور اس کو منہ میں کچھ نمکین سا محسوس ہوا تو اس نے منہ نیچے کر کے تھوکنے کی کوشش کی. حمزہ نے اس کا منہ پکڑ کر اور اوپر کر دیا. وہ اس غدارِ وطن کے لیے رتی برابر بھی نرمی نہیں دکھانا چاہتا تھا.

"نہیں سر.... وہ گارڈ تو مجھے گارڈ روم میں بٹھا کر غائب ہی ہو گیا تھا. تو میں نے سوچا ارد گرد کا جائزہ لیا جائے. میں اس کمرے سے نکل کر دیوار کے ساتھ چلنے لگا. باہر کسی اور کو موجود نہ دیکھ کر میں اس کمرے کی طرف آنے کا دوسرا راستہ ڈھونڈنا چاہا. جو مجھے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد مل گیا. یہ خفیہ راستہ باہر سے ایک لمبی غار کی طرح ہے. میں یہی سوچ کر غار کے اندر داخل ہو گیا کہ یہ غار ایک سردار کے کمرے کی طرف ہی جا سکتی ہے. راستے میں دو گارڈز کو گرانا پڑا. ایک گارڈ سے اس دیوار کو باہر سے کھولنے کا طریقہ پوچھ لیا تھا."

حمزہ نے مختصر بتاتے ہوئے ایک اور مکا سردار کو رسید کیا تو وہ چیخ اٹھا. یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی.

"بولو...ابھی شوکت خان نے تھوڑی دیر پہلے تمہیں کیا خبر دی تھی. جھوٹ بولا تو اس بار تمہارے منہ میں کوئی ایک دانت بھی نہیں بچے گا."

غازی نے اس کا جبڑہ اپنے ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے اس کے ٹوٹے دانت کی طرف اشارہ کیا. جو نیچے گرا ہوا تھا. جبکہ حمزہ اب سکون سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا.

"مم...میں بت...بتاتا ہوں..."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے بمشکل چند الفاظ منہ سے نکالے تو غازی نے اس کا چہرہ چھوڑ دیا. اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ سب کچھ بتانے کے بعد ہانپ رہا تھا.

"پپ...پانی..."

اس نے حمزہ کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا.

"میں ضرور دے دیتا تمہیں پانی' اگر تم نے بھی اسی طرح اس قبیلے کے اصل سردار کو مرنے سے پہلے پانی کے لیے تڑپایا نہ ہوتا."

حمزہ نے اسے پاؤں سے ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا. اور اسی وقت کمرے کا دروازہ دھاڑ کی آواز سے کھلا تھا. جو باہر سے ڈپلیکیٹ کی سے کھولا گیا تھا. تو اس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی ایسا سسٹم تھا کہ خفیہ راستے والی دیوار کے الگ ہوتے ہی کسی اور کو بھی پتا چل جاتا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازی نے دروازے کی طرف دیکھا تو شوکت ہاتھ میں پستول لیے غازی کی طرف تان کے کھڑا تھا. اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا حمزہ نے شوکت کی طرف ایک جمپ لگائی. لیکن شوکت بھی منجھا ہوا لڑاکا تھا. غازی نے شوکت کے ہاتھ میں پستول دیکھی جس کا رخ لڑائی کے دوارن ہی اب حمزہ کی طرف ہو گیا تھا. اس نے بھی شوکت کی طرف جمپ لگاتے ہوئے وہ پستول چھیننا چاہا جب پیچھے سے کسی نے گولی چلائی تھی.

****

علی اور سالار اس جگہ پہنچے جس کو راجو نے حسیب ملک کا ٹھکانہ بتایا تھا. لیکن یہ تو ایک چھوٹا سا گھر تھا. باہر سے ہی دو کچی مٹی کے کمرے نظر آ رہے تھے. اس گھر کی دیواریں اتنی چھوٹی تھیں. کہ کوئی بچہ بھی آسانی سے دیوار کے اوپر سے جھانک سکتا تھا. حسیب ملک نے اس لیے اس گھر کا انتخاب کیا تھا کہ کسی کا شک یہاں نہ جائے.

اس سے پہلے کہ وہ دونوں دروازے کے قریب جاتے اندر سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی. اور اسی لمحے اندر سے ایک دھماکے کی آواز آئی تھی. اور پھر ہر طرف دھواں چھا گیا. وہ دونوں بھاگ کر گھر سے دور ہوئے تھے اور اب مسلسل کھانس رہے تھے.

"علی حسیب ملک کو ہمارے بارے میں پتا لگ گیا ہو گا اور یہ اسی کا کام ہے."

سالار نے کھانستے ہوئے علی سے کہا. جواب خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا.

"نہیں سالار' اگر حسیب کو ہمارے بارے میں معلوم ہو گیا ہوتا تو وہ ہمارے گھر کے اندر داخل ہونے کا انتظار کرتا اور کوئی ٹائم بم فکس کرتا. جبکہ یہ دستی بم تھا. اور پھر وہ قدموں کی آواز' اس سے لگتا ہے کہ اس کے کسی اور دشمن نے یہ کام کیا ہے...."

علی ابھی بول ہی رہا تھا جب اس گھر سے آگ کے شعلے بلند ہوئے تو وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے گھر کی پچھلی طرف بھاگے. گھر کے پیچھے کی طرف جانے تک کافی وقت لگا تھا کیونکہ وہ گھر سے آگ اور دھویں کی وجہ سے کافی فاصلہ رکھ کر پیچھے کی طرف گئے تھے.

"علی وہ دیکھو... جلدی چلو وہ بھاگ رہا ہے."

سالار کی نظر جنگل کی طرف پڑی. ایک شخص کسی بوری کی طرح ایک اور شخص کو کندھے پر لٹکائے اندھا دھند بھاگ رہا تھا. وہ دونوں بھی اسی سمت بھاگے.

"ماننا پڑے گا...ایک شخص کو اٹھا کر یہ بندہ جنگل کے پتھریلے راستے پر ایسے بھاگ رہا ہے جیسے کسی دوڑ میں حصہ لے لیا ہو."

علی نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا تو سالار ہنس پڑا. جبکہ دونوں کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آئی تھی. تب تک وہ شخص راستے میں ہی ایک موڑ کی طرف مڑ گیا. جب علی اور سالار وہاں پہنچے تو دونوں ہی چکرا گئے. کیونکہ وہ موڑ چار کچی پکی سڑکوں کو جوڑ رہا تھا. اور ہر سڑک تھوڑے سے فاصلے پر کہیں نہ کہیں مڑ جاتی. اگر وہ الگ الگ بھی جاتے تو صرف دو سڑکوں پر جا سکتے. جبکہ اب وہ شخص ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب کیا کریں؟"

علی نے سالار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا. اس نے کندھے اچکا دیے. تو علی نے آنکھیں بند کیں اور چاروں سڑکوں کی طرف باری باری اشارہ کرنے لگا. پھر ایک سڑک پر اس کی انگلی رکی تو وہ سالار کی طرف دیکھے بغیر اسی سڑک کی طرف بھاگ پڑا. جبکہ سالار جو

اتنی سنجیدہ صورت حال میں منہ کھولے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا. اس کے اچانک بھاگنے پر اسے تپ چڑھی. پھر وہ بھی اسی کے پیچھے بھاگنے لگا.

تھوڑی دیر تک مسلسل بھاگنے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ وہ غلط سمت آ گئے ہیں. لیکن واپس جانا بے وقوفی کے مترادف تھا. اسی لیے وہ رکے بغیر اسی سڑک پر بھاگتے رہے. مسلسل بیس منٹس تک بھاگنے کے بعد انہیں سامنے آبادی نظر آنے لگی تھی.

"یہ تو کوئی قبیلہ شروع ہو گیا ہے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار نے ارد گرد کا جائیزہ لیتے ہوئے کہا.

"ہاں... اور اس پہاڑ کو دیکھو.... وہاں سے ہی ہمارے سفر کا آغاز ہوا تھا. اور اس پہاڑ کے قریبی قبیلے میں اس وقت غازی اور حمزہ موجود ہیں. اس کا مطلب کہ ہم کسی اور قبیلے نہیں بلکہ اسی سردار کے قبیلے میں موجود ہیں. تو واپس جانے سے بہتر ہے کہ سردار کی حویلی کی طرف چلتے ہیں."

علی نے کہتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا. وہ باہر سے ایک بہت بڑی حویلی نظر آ رہی تھی. اور دور ہونے کی وجہ دیواریں چھوٹی لگ رہی تھیں. یہ سردار کی حویلی کی پچھلی سائیڈ تھی. وہ دونوں احتیاط سے اسی سمت چل پڑے. اب ان کی رفتار میں سستی تھی. تاکہ کسی کو شک نہ ہو.

****

NEW ERA MAGAZINE .com

گولی غازی کے بازو میں پیوست ہوئی تھی. لیکن اس کی قربانی کسی کام نہیں آئی تھی کیونکہ حمزہ کے پیٹ شوکت کے پستول کی گولی اتر چکی تھی. لیکن حمزہ نے شوکت کی گردن پر رکھے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا تھا. شوکت کی گردن سے ایک آواز نکلی اور وہ گر پڑا تھا. لیکن حمزہ کو غازی نے ایک بازو سے سہارا دیتے ہوئے گرنے سے بچا لیا تھا. اسی دوران وہ اپنا رخ بھی پیچھے موڑ چکا تھا. گولی حسیب ملک کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے نکلی تھی. وہ دیوار میں موجود خفیہ راستے سے داخل ہوا تھا. غازی کی آنکھوں میں

خون اُتر آیا تھا. غازی نے حمزہ کی طرف دیکھا. اس کا چہرہ بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے زرد پڑ چکا تھا.

"غازی! خود کو میرے حوالے کر دو."

حسیب ملک نے ابھی تک پستول غازی کی طرف تانا ہوا تھا. اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت گولی چلا سکتا ہے. لیکن غازی کو اس بات کی پروا نہیں تھی. نہ ہی اسے اپنے بازو سے بہتے خون کی پروا تھی. اسے تو حمزہ کی بگڑتی حالت تکلیف دے رہی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حمزہ! ہمت کرو میرے شیر.... تمہیں کچھ نہیں ہو گا. بس اپنی آنکھیں بند مت کرنا."

غازی نے حمزہ کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے کہا. تو حمزہ نے اپنی بند ہوتی آنکھیں بمشکل کھولیں.

"بھب..بھائی! لگتا ہے اللہ نے مجھے...شہادت کا...رتبہ دینے کی ٹھان....لی ہے. علی بھائی سے...کہیے گا...کہ صرف...میں ہی ان کا بھائی اور...شہ...شہزادہ ہوں..اور ان سے کہیے گا...کہ...میری امی...اور بہن کا خیال رکھیں..."

وہ بشمکل بول پا رہا تھا. غازی کا ایک آنسو حمزہ کے چہرے پر گرا تو حمزہ مسکرا دیا. اور پھر اس نے کلمہ پڑھتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا. غازی نے حسیب ملک کی طرف دیکھا تو وہ اس نے ابھی تک پستول تانا ہوا تھا. لیکن نہ جانے کیوں وہ غازی کو اتنا وقت دے گیا تھا. غازی نے حمزہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور آرام سے نیچے لٹا دیا. پھر کھڑا ہوتے ہوئے بولا.

"اس وقت میرے پاس کھونے کو کچھ نہیں بچا ملک' میرے ہاتھ اس وقت خالی ہیں. لیکن میں پھر بھی لڑوں گا. اپنے وطن کے لیے آخری سانس تک لڑوں گا. تم چاہو تو اس کھلونے کا سہارا لے سکتے ہو."

غازی نے حسیب ملک کے ہاتھ میں موجود پسٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی طرف چھلانگ لگانی چاہی لیکن اسی لمحے حسیب ملک کے پستول سے گولی نکلی اور غازی کے قریب سے ہوتی ہوئی پیچھے سے غازی پر حملہ کرتے سردار کے سینے میں جا کر گم ہو گئی.

"غازی... میں جانتا ہوں کہ میں بہت گنہگار ہوں. اور اب سے تھوڑی دیر پہلے تک میرا مقصد تمہیں مارنا تھا. لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں نے تمہارے چاچو حسن حیدر خان سے بے پناہ نفرت اور اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے باوجود بھی پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا. میں چاہتا تو اسے اسی وقت ختم کر کے حسن حیدر سے بدلہ لے لیتا. لیکن میں نے ایسا نہیں کیا. اللہ نے اس کے لیے میرے دل میں رحم ڈال دیا تھا. میں نے اسے کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی لیکن دس سال تک اسے باپ کی شفقت سے محروم رکھا. لیکن آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ وہ تو مجھے سارہ کی طرح ہی عزیز تھی. کاش میں اس سے ایک بار اپنے کیے کی معافی مانگ سکتا. لیکن میں تمہیں بچا کر کسی حد تک اپنے کیے کا ازالہ کر سکتا....."

حسیب ملک بول ہی رہا تھا جب پیچھے سے کسی نے اس پر حملہ کیا. اور اس کے ہاتھ سے پستول چھین لیا. حسیب ملک نے خود کو چھڑوانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن مقابل اس سے زیادہ طاقت ور تھا.

"تم کون ہوتے ہو کسی کی جان بچانے والے' زندگی دینے اور لینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے. اور تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا اب کوئی ازالہ نہیں ہے. ارے معافی ہی مانگنی تھی تو پہلے مانگتے' موت کے وقت تو اللہ بھی معافی نہیں دیتا ہم تو پھر انسان ہیں."

اس شخص نے کہتے ہوئے حسیب ملک کو غازی کی طرف دھکیلا. غازی حیرت سے گنگ نظروں سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا. جبکہ وہ پرواکیے بغیر حمزہ کی طرف بڑھا. اس کے قریب بیٹھ اس نے حمزہ کا سر اپنی گود میں رکھا اور مسکراتے ہوئے بولا.

"ملک.... دیکھو اس چہرے کو' دیکھ رہے ہو کتنا نور ہے اس کے چہرے پر' وجہ اس کا حق کی خاطر لڑتے ہوئے جان دینا ہے. تم نے سنا تو ہو گا کہ موت کا خوف بڑا تکلیف دہ

ہوتا ہے. بلکل ویسے ہی جیسے اب تمہارے چہرے پر نظر آرہا ہے. لیکن اس چہرے کو دیکھو کہیں تمہیں کوئی خوف' کوئی تکلیف' کوئی پچھتاوا یا کوئی سختی نظر آرہی ہے؟"

اس شخص نے کہتے ہوئے حمزہ کے ماتھے پر بوسہ دیا. جبکہ حسیب ملک غازی کے زخمی بازوؤں کی قید میں بھی کسی قسم کی مزاحمت نہیں کر پا رہا تھا.

"میرے شیر' تم نے تو اپنی موت کا بدلہ لینے کا موقع بھی نہیں دیا کسی کو. خود ہی جاتے جاتے بدلہ لے گئے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس شخص نے دور پڑی شوکت کی لاش کو دیکھا. جس کا چہرہ سیاہ پڑ چکا تھا.

"آپ.... تو اس کا مطلب کہ آپ ہی....."

غازی نے حمزہ کے قریب بیٹھے اپنے چیف کو دیکھتے ہوئے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا. لیکن اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی چیف کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے ساکت ہوا.

"علی...."

غازی نے علی کی طرف دیکھا جو ساکت نظروں سے حمزہ کی طرف دیکھ رہا تھا. اس کے چہرے پر پتھریلے تاثرات تھے. پھر اس نے خاموش نظروں سے اپنے چیف کو دیکھا. وہ اپنے بابا کو چیف کے روپ میں دیکھ کر یقین نہیں کر پا رہا تھا. اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے.

"ہمیں یہاں سے جلدی نکلنا ہوگا. یہاں کسی بھی وقت کوئی بھی آسکتا ہے."

حسن حیدر نے سب کی حیرت بھری نظروں کو فلحال نظر انداز کرتے ہوئے حویلی کے اندر کھلنے والے دروازے کو دیکھا جو ابھی تو بند تھا لیکن کسی بھی وقت کھولا جا سکتا تھا. پھر انہوں نے حمزہ کو اٹھانا چاہا تو علی جلدی سے آگے بڑھا.

"سر اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے بھائی کو خود اٹھانا چاہتا ہوں."

علی کی آواز سپاٹ تھی. حسن حیدر پیچھے ہٹ گئے. تو علی آگے بڑھا. اور حمزہ کو نرمی سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا. اسے لگا جیسے اس نے پھول ہاتھوں میں اٹھایا ہو. پھر وہ خاموشی سے دیوار کی جانب بڑھا. تب تک غازی حسیب ملک کی گردن کی رگ دبا کر اسے بے ہوش کر چکا تھا. حسن حیدر علی کے پیچھے اسی غار نما راستے میں داخل ہوئے. اور اس کے پیچھے سالار حسیب ملک کو گھسیٹتے ہوئے داخل ہوا. سب سے پیچھے موجود غازی نے بمشکل چند قدم لیے ہوں گے جب پیچھے سے ایک دھماکا ہوا. غازی کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا. آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے اپنے اور اپنے آگے موجود سالار (جس نے حسیب ملک کو پکڑ رکھا تھا) کے درمیان میں ایک پتھر کو گرتے دیکھا تھا. پھر وہ کلمہ پڑھتے ہوئے آنکھیں موند گیا.

****

دو ماہ بعد:

"پریشے! میرا بچہ بس کر دو کب تک یہاں بیٹھی رہو گی؟"

رات کا وقت تھا. سب سونے کے لیے کب کے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے. لیکن پریشے لان کے ساتھ بنے سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھی خاموشی سے پانی کو دیکھ رہی تھی. جب پیچھے سے اس کے سر پر آغا جان نے ہاتھ رکھا. تو وہ مڑ کر خالی نظروں سے انہیں تکنے لگی. آغا جان کے ساتھ کھڑیں بی بی جان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے. پریشے کی یہ حالت پچھلے دو مہینے سے تھی.

"پریشے! چلو کمرے میں چل کر سو جاؤ' یہاں بہت سردی ہے. بیمار پڑ جاؤ گی."

بی بی جان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو وہ آغا جان سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھنے لگی.

"جب اتنا بڑا طوفان میرا کچھ نہیں بگاڑ پایا تو یہ سردی کیا کر لے گی."

اس نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر سے رخ موڑ کر سامنے ٹھہرے ہوئے پانی کو دیکھنے لگی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"بیٹا صبر کرو' اور بھروسا رکھو. اللہ سب بہتر کرے گا."

آغا جان نے ہمیشہ کی طرح اسے تسلی دی. تو وہ زخمی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی. پھر کھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لاؤنج کی طرف بڑھ گئی. پیچھے موجود آغا جان اور بی بی جان کا اس کی حالت دیکھ کر دل کٹنے لگا تھا.

****

"سوہا! ونج میڈے پُتر واسطے چاہ بنڑا کے گھن آ. دیکھ تہ سہی کتنی سردی اے. شودا اتنی سردی اچ ساکوں ملنڑ تے ساڈی خیریت پوچھنڑائے."

(سوہا! جاؤ میرے بیٹے کے لیے چائے بنا کے لے آؤ. دیکھو تو سہی کتنی سردی ہے. اور بچارا اتنی سردی میں ہم سے ملنے اور ہماری خیریت پوچھنے آیا ہے.)

نفیسہ بیگم نے اپنی سترہ سالہ بیٹی کو کہا تو وہ جی امی کہہ کر اٹھ گئی. جبکہ وہ خود اب اس کے طرف متوجہ ہوئیں جو سر جھکائے سنجیدہ سا بیٹھا تھا.

"کیا گال اے پُتر! اجنڑ تک تیڈا بھرا ٹھیک کینی تھیا."

(کیا بات ہے بیٹا! ابھی تک تمہارا بھائی ٹھیک نہیں ہوا.)

"امی! بس تُساں دعا کرو. کہ او ٹھیک تھی ونجے. نئیں تاں ساڈا گھر تڑٹ ویسی. میں اپنڑی بھینڑ کوں کیا منہ دیکھیساں. اوندھی حالت وی باہوں خراب اے. جے تک ذیشان ٹھیک نئیں تھیندا او تک میڈی بھینڑ دی وی ایہو حالت رھاسی. میں کیا کراں. ھک پاسے میڈی بھینڑ دی اے حالت اے تے دوجے پاسے میڈا جان توں ودھ کہ بھرا دو مہینے کولوں کومے اچ اے."

(امی! بس آپ دعا کریں. کہ وہ ٹھیک ہو جائے. نہیں تو ہمارا گھر بکھر جائے گا. میں اپنی بہن کو کیا منہ دکھاؤں گا. اس کی حالت بھی بہت خراب ہے. جب تک ذیشان ٹھیک نہیں ہو جائے گا اس کی بھی یہی حالت رہے گی. میں کیا کروں. ایک طرف میری بہن کی یہ حالت ہے اور دوسری طرف میرا جان سے پیارا بھائی دو مہینے سے کومے میں ہے.)

علی کے لہجے میں بے بسی تھی. تو نفیسہ بیگم کا دل دکھا تھا. ان کو علی حمزہ کی طرح ہی عزیز تھا. جب سے حمزہ کی شہادت ہوئی تھی وہ ہفتے میں ایک بار ضرور لاہور آتا تھا. اور اکثر

ان کو اپنے ساتھ لے جانے کی بھی ضد کرتا تھا. لیکن وہ نہیں مانتی تھیں. لیکن آج علی ان کو ہر صورت میں منا کر لے جانے آیا تھا.

"بس میڈ اُپتر! اوں ذات پاک تے یقین رکھ. اوندی رحمت کولوں کڈھائیں مایوس نہ تھیویں. اللہ خیر کریسی. ان شاءاللہ."

(بس میرا بیٹا! اس ذات پاک پر بھروسا رکھو. اس کی رحمت سے کبھی مایوس مت ہونا. اللہ خیر کرے گا. ان شاءاللہ.)

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نفیسہ بیگم نے علی کے کندھے پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا.

"امی جی! بس ہو نڑ تساں ضد چھوڑ دیو. میں تو اکوں گھنڑ آیاں. تساں میڈے نال پشاور جُلو."

(امی جی! بس اب آپ ضد چھوڑ دیں. میں آپ کو لینے آیا ہوں. آپ میرے ساتھ پشاور چلیں.)

اس نے قطعی لہجے میں کہا تو نفیسہ بیگم سوچ میں پڑ گئیں. حمزہ کے جانے بعد ان کا یہاں جینا مشکل ہو گیا تھا. اچانک سے محلے کی ہر شخص کو ان سے ہمدردی ہونے لگی تھی. لیکن وہ جانتی تھیں کہ یہ ہمدردی نہیں غرض ہے. انہوں نے علی کو نہیں بتایا تھا. لیکن اب وہ بیمار رہنے لگی تھیں. وہ بہادر خاتون تھیں. انہوں نے حمزہ کی شہادت کی خبر بھی بہت صبر سے سنی تھی. پھر مسکرا دیں. آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے لیکن چہرے پر دکھ واضح نہیں تھا. وہ فخر سے اپنے بیٹے کا کچھ سامان ہاتھ میں لیے اس کو دیکھتی رہیں تھیں. لیکن اب وہ صرف ایک جوان بیٹی کی ماں تھیں. ان کی خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے وہ اس کو کسی کے مظبوط ہاتھوں میں سونپ جائیں. بلآخر انہوں نے علی کی ضد کے آگے ہار مان لی تھی. اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پشاور جانے کے لیے تیار تھیں. لیکن وہ نہیں جانتی تھیں کہ ان کا وہاں جانا کسی کے لیے بہت تکلیف کا باعث بننے والا تھا.

****

پریشے ذیشان کے کمرے میں بیڈ سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی تھی اور ہاتھ میں ذیشان کی تصویر لیے خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی. جب کسی نے کمرے کا دروازہ کھولا. پریشے نے کوئی حرکت نہیں کی' وہ ابھی تک تصویر کو ہی دیکھ رہی تھی. جب آنے والے نے اس کے ہاتھ سے نرمی سے تصویر لے لی. تو پریشے کا تسلسل ٹوٹا. لیکن وہ پھر بھی خاموش بیٹھی رہی تھی.

"ملنے کیوں نہیں چلی جاتیں تم میرا بچہ؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسن حیدر اس کے ساتھ ہی آکر بیٹھ گئے تھے. اور اس کا سر اپنے کندھے سے لگاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا. تو وہ ان کا سہارا پا کر سسک اٹھی تھی. حسن حیدر نے بھی اسے کھل کر رونے دیا. پچھلے دو مہینے سے وہ بلکل خاموش ہو گئی تھی.

"نہیں میں شان کو اس حالت میں نہیں دیکھ پاؤں گی بابا."

اس نے روتے ہوئے کہا تو حسن حیدر کا دل دکھا. وہ اپنی لاڈلی بیٹی کی تکلیف چاہ کر بھی کم نہیں کر پا رہے تھے.

"پریشے! میری بات مان لو بیٹا' بس ایک بار چلی جاؤ. اسے دیکھ آؤ شاید تمہیں کچھ سکون مل جائے. تمہاری حالت دیکھ کر تو بی بی جان اور فوزیہ بھی پریشان ہو گئیں ہیں."

انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا. اس نے نیم رضامندی سے سر ہلا دیا. تو حسن حیدر بھی مطمئن ہو گئے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

ایشا نے کینٹین میں داخل ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائی تو اسے ایک کونے میں خالی میز نظر آئی وہ اس میز کی جانب بڑھی. اور کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گئی. وہ اسپتال کا کینٹین تھا. اور ایشا اپنے مریضوں کا چیک اپ کر کے فارغ تھی. اس کے سر میں تھکاوٹ اور پریشانی سے شدید درد تھا. پہلے اس نے سوچا کہ گھر چلی جائے لیکن اس کے

سر کا درد بڑھا تو اس نے سوچا پہلے کینٹین سے چائے پی لے. ویٹر اس کے سامنے میز پر چائے رکھ کر جا چکا تھا. لیکن ایشا اپنی ہی سوچوں میں گم بیٹھی رہی. جب کسی نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی. تو وہ چونک پڑی.

"تم میرے خیالوں میں گم تھیں نہ؟"

علی نے لفظ میرے پر زور دیتے ہوئے کہا. تو ایشا نے ابرو اچکائے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بہت خوش فہمی ہے جناب کو."

اس کو علی پر سخت غصہ آیا تھا. کیونکہ اس حادثے کے بعد حویلی میں سب کو علی اور ذیشان کے بارے میں پتا چل گیا تھا. لیکن ابھی بھی سب یہ ہی جانتے تھے کہ وہ لوگ آرمی میں ہیں. جبکہ حسن حیدر کے بارے میں ابھی تک کسی کو کچھ نہیں معلوم تھا. علی ابھی بھی ان سے ناراض تھا. لیکن اس کے دل میں اپنے بابا کے لیے محبت اور احترام

پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا. جبکہ ذیشان سے اس نے پورا بدلہ لینے کا سوچ رکھا تھا. جیسے اسے یقین تھا کہ ذیشان ایک نہ ایک دن کومے سے باہر آجائے گا.

"ہاں تو کیا نہیں ہونی چاہیے."

علی نے ایشا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تو اس نے نظریں چرائیں.

"اور یہ تم ناراض کیوں ہو مجھ سے. تمہارے بھائی نے بھی چھپایا تھا. اس سے بھی ناراض ہو نا جب وہ گھر واپس آجائے. سب کا نزلہ مجھ بچارے معصوم انسان پر نکلتا ہے."

اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا. تو ایشا کو وہ دن یاد آیا جب علی نے اس حادثے کی اطلاع دی تو پریشے نے علی کا گریبان پکڑتے ہوئے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا. کیوں کہ وہ پچھلے ایک مہینے سے اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی. کیوں یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی. لیکن

یہ خبر سن کر وہ اپنے حواس گنوا بیٹھی تھی. یہ علی اور پریشے کی دوسری ملاقات تھی. علی تو اس کا پاپلٹ پر حیران ہی رہ گیا تھا.

"اوہیلو....اب بھی بول دو کہ تم میرے خیالوں میں نہیں کھوئی ہوئیں. بلکہ مجھے ہی خوش فہمی ہی رہی ہے."

علی نے زور سے میز بجاتے ہوئے کہا تو ایشا چونکی. پھر خفگی سے اس کو گھورتے ہوئے بولی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرے بھائی کے بارے میں کچھ مت کہنا نہیں تو..."

اس نے علی کی طرف انگلی کا شارہ کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی.

"تو کیا ڈیئر ایشا...اور تمہارے بھائی کے بارے میں کچھ کیوں نہ کہوں. اس ظالم انسان کی وجہ سے میرا نکاح نہیں ہو سکا. وہ ذرا ہوش میں تو آئے' تمہارے سامنے اس کی گردن مروڑوں گا میں."

علی نے جل کر کہا تو ایشا نے مسکراہٹ دبائی.

"لگتا ہے اب آغا جان سے نکاح کے فوراً بعد رخصتی کی بات کرنی پڑے گی."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

علی نے ایشا کے چہرے کو بغور دیکھا جو مسکراہٹ روکنے کے چکر میں سرخ پڑ گیا تھا. تو منہ ہی منہ بڑبڑایا. ایشا کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھنے لگی.

"میں کہہ رہا ہوں کہ میں سالے صاحب سے ملنے جا رہا ہوں چلو گی میرے ساتھ؟"

علی نے بات بدلتے ہوئے کہا تو ایشا نے مشکوک نظروں سے اس کی طرف دیکھا. پھر نفی میں سر ہلا دیا.

"نہیں علی... مجھ سے بھائی کی حالت دیکھی نہیں جاتی."

"ایشا... تم روزانہ کیسے مریضوں کو ڈیل کرتی ہو. تم ایک ڈاکٹر ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہو. بہادر بنو یار."

علی اسے افسردہ دیکھ کر بے چین ہو گیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Ebooks|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں میں ڈاکٹر ہوں. لیکن ڈاکٹر ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میرا دل پتھر کا ہے. میں بھائی کو نہیں کھونا چاہتی. جب بھائی کو اتنی مشینوں میں جکڑا دیکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ میرا دل پھٹ جائے گا."

ایشا کی آنکھیں آنسوں سے بھر آگئیں تو علی نے بے چینی سے پہلو بدلا. وہ اس کے آنسوں صاف کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی اس کے پاس یہ حق نہیں تھا.

"ایشا...دیکھو رونا بند کرو....پلیز....تم اکیلی نہیں ہو ایشا سب ہیں تمہارے ساتھ اور میں بھی تو ہوں. ذیشان بہت جلدی ٹھیک ہو جائے گا. تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اس کی اس حالت سے خوش ہوں. ایسا نہیں ہے ایشا. لیکن مجھے سب کو سنبھالنا ہے اس لیے میں نے خود کو سنبھالا ہوا ہے. کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟"

علی اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں اس کی طرف جھکتے ہوئے نرمی سے بولا تو ایشا بے اختیار سر ہلا گئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور اب یہ رونا بند کرو یار...پوری بندری لگ رہی ہو."

علی نے پیچھے ہوتے ہوئے شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو ایشا نے اسے گھوری سے نوازا. پھر اپنا بیگ زور ست اس کی طرف اچھالا تو علی نے بیگ کیچ کر لیا. اس کا مقصد ایشا کا موڈ ٹھیک کرنا تھا. جس میں وہ کسی حد تک کامیاب ہو گیا تھا.

****

ایشااور علی اسپتال آئے تو وہاں پہلے سے موجود حسن حیدر کے ساتھ پریشے کو دیکھ کر حیران ہو گئے. جب سے ذیشان یہاں ایڈمٹ ہوا تھا پریشے ایک بار بھی اس کو دیکھنے نہیں آئی تھی. اب اس کا اچانک یہاں موجود ہونا ان کے لیے حیران کن تھا.

"پریشے تم کب آئیں. اور تم روم میں گئیں ذیشان سے ملنے؟"

علی نے پریشے کے قریب آتے ہوئے کہا تو پریشے کچھ کہے بغیر بینچ پر جا کر بیٹھ گئی. جب کہ علی کو اس کے رویے سے دکھ ہوا. لیکن وہ جانتا تھا کہ پریشے ابھی ذہنی طور پر ٹھیک نہیں ہے. جبکہ علی نے حسن حیدر سے کوئی بات کیے بغیر آئی سی یو کی طرف قدم بڑھائے. اس کے جانے کے بعد ایشا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی.

"کیا ہوا ایشا بچے... کیا تم بھی اس الو کی طرح مجھ سے ناراض ہو؟"

حسن حیدر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو ایشا جھینپ گئی. حسن حیدر نے گھر میں سب کو یہی بتایا تھا کہ علی کو انہوں نے جھوٹ بولنے پر ڈانٹا ہے. اسی لیے علی ابھی تک ان سے ناراض ہے."

"نہیں چاچو ایسی بات نہیں ہے."

ایشا نے حسن حیدر کے قریب آتے کہا تو انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اسے کندھے سے لگا کر تسلی دی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ یہاں ہر کوئی کسی نہ کسی سے ناراض ہے."

حسن حیدر نے پریشے کو دیکھتے ہوئے کہا تو پریشے نے ناراضگی سے منہ پھلاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا. حسن حیدر اور ایشا نے بروقت مسکراہٹ دبائی.

"چاچو بابا کہاں ہیں؟"

ایشا نے حسن حیدر سے الگ ہوتے ہوئے ارد گرد دیکھ کر سوال کیا. احسن حیدر کو ذیشان کے ساتھ پیش آئے حادثے نے چند لمحوں میں بوڑھا کر دیا تھا. جب سے ذیشان کومے میں گیا تھا احسن حیدر چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے اسپتال میں ہی گزارتے تھے. سب کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو سب نے ان کی ضد کے آگے ہار مان لی.

"بیٹا آغا جان گھر لے کر گئے ہیں بھائی جان کو. ان کی طبیعت آج پہلے سے بھی زیادہ خراب لگ رہی تھی. گڑیا اس وقت تمہاری ضرورت ہے انہیں. تم سمجھاؤ انہیں شاید وہ تمہاری بات سمجھ جائیں."

حسن حیدر نے پریشانی سے ایشا سے کہا تو اس نے افسردگی سے سر ہلا دیا. اب وہ پریشے کے ساتھ جا کر بینچ پر بیٹھ گئی. کیونکہ ایک وقت میں صرف ایک ہی شخص کو ذیشان کے پاس جانے کی اجازت تھی. ایشا علی کا انتظار کرنے لگی. پھر اس نے ساتھ بیٹھی پریشے کی

طرف دیکھا تو اسے اس چھوٹی سی گڑیا جیسی لڑکی پر بے پناہ ترس آیا. اس نے اس کا سر تھپکتے ہوئے اپنے کندھے سے لگایا تو پریشے اس کے کندھے پر سر ٹکا کر آنسو بہانے لگی. جب کہ سامنے بینچ پر بیٹھے حسن حیدر نے بے اختیار اپنی دونوں بیٹیوں کے اچھے نصیب کی دعا کی تھی.

****

علی ذیشان کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا. اس سے ذیشان کا اتنی مشینوں میں اس طرح بے بس پڑے رہنا برداشت نہیں ہو رہا تھا. اس نے ذیشان کے ایک ہاتھ پر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھا اور گویا ہوا.

"شان....مانا کہ میں بہت تنگ کرتا ہوں سب کو لیکن میں اتنا برا تو نہیں ہوں کہ سب مجھے ایک ایک کر کے چھوڑ دیں. حمزہ بھی بے وفا نکلا....."

وہ بات ادھوری چھوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا. کون کہتا ہے کہ مرد روتے نہیں ہیں. جو لوگ مرد کو روتا دیکھ کر بزدل سمجھتے ہیں اصل میں وہ خود بزدل ہوتے ہیں. اللہ نے مرد کے سینے میں بھی وہی دل رکھا ہے جو دل عورت کے سینے میں موجود ہے. پھر لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ رونا صرف عورتوں کو ہی زیب دیتا ہے. مردوں کو نہیں. کیا مرد رو کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا نہیں کر سکتے. پھر وہ تو روتے بھی تنہائی میں ہیں. سب کے سامنے رو کر اپنا غم نہیں بانٹتے. کیا ابھی بھی اگر وہ روتے ہیں تو وہ بزدل ہیں؟

"شان اٹھ جاؤ میرے یار' تمہارے بغیر سب کچھ ادھورا ہے. اور وہ تمہاری چمچی مجھے ایسے گھورتی ہے جیسے تمہاری اس حالت کا زمہ دار میں ہوں. کہاں وہ تمہیں پہنچانے سے انکار کرتی تھی اور کہاں اب تمہارے لیے مری جا رہی ہے جنگلی بلی."

علی نے کہتے ہوئے ہلکا سا رخ موڑا تو اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی. وہ جان گیا کہ اس کے پیچھے پریشے موجود ہے. اور آخری جملے اس نے جان بوجھ کر بولے تھے. اور اسی لمحے اسے دن میں تارے نظر آنے لگے تھے. کیوں کہ پریشے

نے اس کے بال اپنی مٹھی میں لے کر اس زور سے کھینچے تھے کہ علی کا سر بے اختیار بے پیچھا ہوا تھا.

"اچھا میں چمچی ہوں. میں جنگلی بلی ہوں."

پریشے کا یہ روپ دیکھ کر علی کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے. کیوں کہ وہ پریشے سے اس رد عمل کی توقع نہیں کر رہا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Articles | Books | Poetry | Interviews

"او بہن معاف کر دو. کیوں مجھے شادی سے پہلے ہی گنجا کرنے پر تلی ہوئی ہو. ایک تمہارا یہ شاہان کم تھا میرا نکاح رکوانے کے لیے."

علی نے جلدی سے پریشے کے ہاتھ تھامے جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ علی کو واقعی گنجا کر دے.

"ذیشان بھرا ہنڑ اٹھی پو نئ تاں تیڈی اے چمچی میکو کچا کھاویسی جنگلی بلی نہ ہوے تاں."

(ذیشان بھائی اب اٹھ جا نہیں تو تمہاری یہ چمچی مجھے کچا چبا جائے گی جنگلی بلی نہ ہو تو)

علی نے پریشے کی گھورتی ہوئی خونخوار آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ذیشان کو شرارت سے سرائیکی میں کہا. حمزہ اس کو پشتو لہجے میں سرائیکی بولتے دیکھتا تو ہنس ہنس کے دہرا ہو جاتا. علی جلدی سے روم کے باہر نکلا. کہ کہیں وہ کچھ اٹھا کر اس کے سر میں ہی نہ دے مارے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشا چلو میں نے تمہیں کسی سے ملوانا ہے."

باہر آتے ہی علی نے بینچ پر بیٹھی ایشا کو کہا. تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی.

"کس سے ملوانا ہے. اور ابھی تو میں بھائی سے بھی نہیں ملی."

ایشا نے کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے کہا.

"ارے بھائی سے واپس آ کر مل لینا ابھی پریشے گئی ہوئی ہے نہ ذیشان کو دیکھنے 'اور یہیں شہر میں ہی کسی سے ملوانا ہے تمہیں. تم چلو تو سہی تمہیں بہت خوشی ہو گی ان سے مل کر."

علی نے اسرار کرتے ہوئے کہا تو ایشا نے سر ہلا دیا. ایسا پہلی بار کہا تھا علی نے ورنہ وہ فوراً انکار کر دیتی.

"اچھا چاچو کو تو آنے دو وہ کینٹین تک ہی گئے ہیں..."

"وہ آ جائیں گے تم فکر مت کرو اور چلو."

ایشا کی بات ٹوک کر علی نے اسے چلنے کا اشارہ کیا. تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے پشاور (شہر) والے گھر کے باہر موجود تھے.

****

پریشے علی کی خالی کی ہوئی کرسی پر بیٹھی ذیشان کے چہرے پر لگے آکسیجن ماسک کو دیکھ رہی تھی. اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس شخص سے کیا کہے جو نہ صرف اس کی پر سکون اور ٹھہری ہوئی زندگی میں ہلچل مچا گیا تھا بلکہ اس کے دل میں بھی بنا دستک دیے پورے استحقاق سے براجمان ہو گیا تھا. اور اس بات سے بے خبر 'کہ کوئی اس کے لیے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں اس کی زندگی کی دعائیں مانگتا ہے' دو مہینے سے خاموش پڑا تھا.

"مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کو کیا کہوں لیکن میں اس سے بھی زیادہ کنفیوز اس بات پر ہوں کہ آپ کو کس نام سے پکاروں. غازی' جو میرے لیے بلکل اجنبی تھا لیکن پچھلے دنوں سے وہی میرا سب کچھ بن چکا ہے, ذیشان' جس سے میری زندگی جڑ چکی ہے یا پھر

شان' جو میرے دل میں بچپن سے ہی اپنی سلطنت سمجھ کر براجمان ہے. لیکن آپ کو پتا ہے تینوں کے ہی راستے مجھ تک آتے ہیں. یہی بات میرے لیے باعث فخر ہے."

پریشے نے ذیشان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بات کرتے وقت بہت کوشش کی کہ وہ نہ روئے لیکن وہ چاہ کر بھی اپنے بہتے آنسو کو نہیں روک سکی تھی.

"میں نے آپ کی ڈائری پڑھی ہے شان.... آپ نے اس میں لکھا ہے کہ 'پریشے نے مجھے اپنے انتظار میں دس سال تڑپایا ہے جب وہ واپس آجائے گی تو میں بھی اسے کچھ دنوں تک یہ ازیت دوں گا تاکہ اسے احساس ہو کہ کوئی اسے کتنا چاہتا ہے. آج سے نہیں تب سے جب وہ پیدا ہوئی. اور میں نے اپنے ننھے ہاتھوں میں اس کو پہلی بار اٹھایا تھا' شان آپ نے مجھے کچھ دن ازیت دینے کا سوچا تھا اور آج اکسٹھ دن ہو گئے ہیں مجھے یہ انتظار کی ازیت سہتے ہوئے. کیا ابھی تک آپ کا بدلہ پورا نہیں ہوا؟"

پریشے نے سسکتے ہوئے اپنا سر اس کے ہاتھ پر ٹکا دیا اور اس کے آنسو ذیشان کے ہاتھ کو بھگونے لگے. اسی لمحے پریشے کو لگا کہ ذیشان کے ہاتھ میں حرکت ہوئی ہے. اس نے

جلدی سے سر اٹھایا. لیکن ذیشان کا ہاتھ ویسے ہی اس کے ہاتھوں میں ساکت پڑا تھا. اسے لگا کہ شاید اس کا وہم ہے. لیکن اسی لمحے اسے اپنے ہاتھوں پر ذیشان کے ہاتھ کی کچھ انگلیاں پھر سے حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوئیں تو اس کا دل دھڑکا اس نے جلدی سے ذیشان کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور باہر کی طرف بھاگی. تھوڑی ہی دیر بعد دو ڈاکٹرز دو نرسز کے ساتھ آئی سی یو میں داخل ہوئے اور اپنے ساتھ پھر سے اندر آئی ہوئی پریشے کو باہر بھیجا.

"پریشے کیا ہوا ہے؟ ذیشان ٹھیک ہے نہ؟ ڈاکٹر کیوں بھاگتے ہوئے آئی سی یو کی طرف گئے ہیں.؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسن حیدر جو ابھی ابھی وہاں آئے تھے. انہوں نے پریشے کو دیکھتے ہی بے چینی سے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے. جبکہ پریشے کچھ کہے بغیر روتے ہوئے ان کے کندھے سے جا لگی تو حسن حیدر کا زور سے دل دھڑکا تھا.

"بتاؤ پریشے کیا ہوا ہے."

"بابا....وہ شان کے ہاتھ....."

ان کے پھر سے پوچھنے پر ابھی اس نے بولنا شروع کیا ہی تھا جب ڈاکٹر اور ایک نرس روم سے باہر آئے. حسن حیدر جلدی سے ان کی طرف متوجہ ہوئے. جنہوں نے حسن حیدر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.

"مسٹر حیدر....آپ کو بہت بہت مبارک ہو' ذیشان اب خطرے سے باہر ہے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو حسن حیدر کو چند لمحے یقین نہیں آیا پھر جلدی سے آئی سی یو کی طرف بڑھے تو ڈاکٹر نے انہیں روکا.

"نہیں ابھی نہیں مسٹر حیدر.... تھوڑی دیر تک انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ مل لیجیئے گا."

ڈاکٹر کہہ کر چلے گئے تو حسن حیدر نے پریشے کو دیکھنا چاہا. لیکن وہاں پریشے کو موجود نہ پا کر وہ حیران ہوئے. ارد گرد نظر دوڑانے پر پریشے کو پریئر زروم کی طرف جاتے دیکھا تو ایک گہرا سانس لے کر خود بھی دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگے.

****

ایشا اور علی گھر کے باہر موجود تھے. ایشا حیران تھی کہ وہ اسے یہاں کیوں لے آیا ہے. اور یہاں کون رہائش پزیر ہے. یہاں تو اکثر ذیشان اور علی ہی رہتے تھے. وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب علی نے گیٹ بجایا. تھوڑی دیر بعد گارڈ نے گیٹ کھولا تو علی کو دیکھ کر وہ جلدی سے باہر آیا.

"سلام علی صاحب."

اس نے خوشی سے علی کو سلام کیا تو علی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا. پھر وہ گارڈ علی کے ساتھ ایشا کو دیکھ کر جلدی سے ایک طرف ہو گیا تو علی اور ایشا اندر داخل

ہوئے. پھر چلتے ہوئے لاؤنج تک پہنچے تو وہاں ایک خاتون کو دیکھ کر ایشا حیران ہوئی. اور سوالیہ نظروں سے علی کی طرف دیکھا. علی نے مسکراتے ہوئے خاتون کے آگے سر جھکایا اور ساتھ ہی سلام بھی کیا. تو ایشا نے بھی علی کی تقلید کی تو وہ خاتون ایشا سے بھی بہت محبت سے ملیں.

"ایشا یہ میرے بھائیوں جیسے دوست حمزہ کی والدہ ہیں. اور امی جی یہ ایشا ہے ذیشان کی بہن اور میری بڑے پاپا کی بیٹی."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

علی نے مختصر سا تعارف کروایا ایشا جانتی تھی حمزہ کے بارے میں. پھر انہوں نے سر ہلا دیا. پھر وہ چھوٹی باتیں علی سے پوچھتی رہیں. بیچ میں ایشا کو بھی مخاطب کرتیں. ایشا کو زیادہ تو نہیں بس تھوڑی بہت سمجھ آ رہی تھی. کیونکہ اس کی ایک دوست سرائیکی برادری سے تھی. لیکن وہ زیادہ وقت خاموش ہی رہی.

تھوڑی ہی دیر بعد ایک سترہ سالہ لڑکی کو آتا دیکھ کر ایشا حیران ہوئی. اس نے آتے ہی سلام کیا تھا. لیکن علی کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھی. اور آتے ہی علی کے ساتھ

باتیں کرنے لگ گئی. علی بھی اس سے چھوٹے چھوٹے سوال کر رہا تھا. یہ بات ایشا نے شدت سے محسوس کی تھی. جبکہ وہ لڑکی ایشا کو مسلسل نظر انداز کر رہی تھی. اس کی باتوں سے ایشا کو اندازہ ہوا کہ وہ لڑکی سیکنڈ ائیر میں ہے. نفیسہ بیگم بھی دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر مسکرا رہی تھیں.

ایشا ان سب کے درمیان خود کو مس فٹ محسوس کر رہی تھی. تو بلآخر اس نے علی کو چلنے کا کہا تو علی چونکا. پھر اس نے اس لڑکی کو اپنا اور نفیسہ بیگم کا خیال رکھنے کی تاکید کی. اور ان سے اجازت لے کر ایشا کو دیکھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلیں؟"

علی نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا تو ایشا نے بھی پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا دیا. اور پھر وہ سارا راستہ ہی خاموش رہی تھی. جبکہ علی کو لگا کہ وہ ذیشان کی وجہ سے پریشان ہے.

****

ذیشان کو اسپتال سے ڈسچارج ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا. اس دوران پریشے ذیشان کے سامنے نہیں گئی تھی. کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ذیشان اس کے جزبات جانے. لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ذیشان اس دن کومے میں ضرور تھا لیکن اسے سنائی سب دے رہا تھا. جبکہ رہی سہی کثر زین اور علی نے پوری کر دی تھی. زین نے ذیشان کو وہ پکچرز اور ویڈیوز دکھائیں جس میں کہیں پریشے ذیشان کے کمرے کی تلاشی لے رہی ہوتی تو کبھی ذیشان کی تصویر کو دیکھ کر اس کے جلد ٹھیک ہو جانے کی دعا کر رہی ہوتی. وہ حیران تھا لیکن اس سے کہیں زیادہ وہ خوش تھا. اس وقت کا اس نے کافی سال انتظار کیا تھا. لیکن اب ایک ہفتے سے وہ گھر تھا. اور اس دوران پریشے نے ایک بار بھی اپنی جھلک نہیں دکھائی تھی. ذیشان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا. اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے.

نفیسہ بیگم اور سوہا کے بارے میں علی نے ابھی کسی کو نہیں بتایا تھا سوائے حسن حیدر اور ذیشان کے. اور یہی بات ایشا کو کھٹک رہی تھی.

آغا جان نے علی کی شادی کی تاریخ طے کر دی تھی. کیونکہ ذیشان کے زخم اب کافی حد تک بھر چکے تھے. پندرہ دن بعد علی اور ایشا کا نکاح طے ہوا تھا. لیکن ایشا کا رویہ علی کو الجھا رہا تھا. علی کو لگا کہ وہ شاید وہ نکاح کے فوراً بعد شادی کی تاریخ رکھے جانے پر ناخوش ہے. اور علی نے سوچا کہ کوئی بات نہیں وہ ایشا کو منا لے گا.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا اسپتال سے واپس آ رہی تھی جب اپنے (شہر والے) گھر کی کالونی کے سامنے سے گزرنے لگی تو بے اختیار ڈرائیور کو گاڑی ادھر موڑنے کو کہا. وہ حیران ہوا لکن حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گاڑی حیدر ولا کے سامنے جا کر روک دی. ایشا نے اس کو یہیں ٹھہرنے کو کہا اور خود گیٹ کا چھوٹا دروازہ بجایا. گارڈ باہر نکلا. اور ایشا پر نظر پڑتے ہی سلام کر کے ایک طرف ہو گیا. ایشا اندر داخل ہوئی. اس نے جیسے ہی لاؤنج کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ دروازے پر رکھا اسی وقت اندر سے آتی آوازیں اسے ساکت کر گئیں تھیں.

"ارے آپ فکر نہ کریں امی جی... جیسے آپ چاہتی ہیں ویسے ہی رخصتی ہو گی. بھلا مجھے کیوں کوئی اعتراض ہو گا."

علی کی آواز ایشا کو کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی. وہ سرائیکی میں بول رہا تھا. لیکن ایشا کو سمجھ آگئی تھی.

"بس بیٹا میں چاہتی تھی کہ اس کو کسی مضبوط ہاتھوں میں سونپ دوں. اور پھر سکون سے اپنے حمزہ کے پاس جا سکوں. تم نے تو میری مشکل ہی حل کر دی. اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے. مجھے یقین ہے کہ میرے مرنے کے بعد بھی تم میری سوہا کا اسی طرح خیال رکھو گے."

نفیسہ بیگم علی پر صدقے واری جا رہیں تھیں. جبکہ باہر کھڑی ایشا کو لگا کہ وہ ابھی گر پڑے گی. اس نے بے اختیار دروازے کو مضبوطی سے تھام کر خود کو گرنے سے بچایا.

لیکن دروازے کی آواز سن کر اندر موجود علی کے ساتھ ساتھ نفیسہ بیگم بھی چونک پڑیں تھیں.

"سوہا! اندر آجاؤ بیٹا' علی آیا بیٹھا ہے."

نفیسہ بیگم کو لگا کہ شاید سوہا کالج سے واپس آگئی ہے. لیکن اپنی شادی کی بات سن کر اندر نہیں آرہی. اسلیے مسکراتے ہوئے بولیں. لیکن علی کو کچھ کھٹکا تھا. وہ جلدی سے اٹھا اور لاؤنج کے دروازے کی طرف بڑھا. اور باہر موجود ایشا کو دیکھ کر حیران ہوا. لیکن اس کی حالت دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا تھا.

"ایشا تم کب آئیں؟ اور تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہو رہا ہے؟"

علی نے پریشانی سے کہا. جب کہ ایشا چند لمحے کچھ بولے بغیر علی کو بے یقینی سے دیکھتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ الٹے قدموں دور ہوتی گئی. علی نا سمجھی سے اس کو جاتے دیکھتا

رہا.اس سے پہلے کے علی کو کچھ سمجھ آتا ایشا کو باہر سے سوہا کے سامنے رکتا دیکھ کر مزید حیران ہوا.

"اونووو....یہ لڑکی پاگل تو نہیں ہو گئی ہے.افففف یاررررر....مجھے یہ بات پہلے کیوں نہیں سمجھ آئی.."

علی نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے گیٹ کی جانب قدم بڑھائے لیکن ایشا اس کے آنے سے پہلے ہی سوہا کو دیکھتی ہوئی گیٹ پار کر گئی تھی.اور پھر علی کے گیٹ تک آنے اور باہر نکلنے تک ایشا کی گاڑی کالونی کا گیٹ پار کر رہی تھی.علی واپس آیا اور حیران کھڑی سوہا کو دیکھا.

"ان کو کیا ہوا حمزہ بھائی....وہ رو کیوں رہی تھیں.اور آج تو میں ان کو یہاں دیکھ کر خوش ہو گئی تھی.کہ ان سے ڈھیر ساری باتیں کروں گی.لیکن وہ تو مجھے اگنور کر کے چلی گئیں.کیا انہیں میں اچھی نہیں لگی.؟"

سوہا نے روہانسے لہجے میں کہا تو علی نے ایک گہرا سانس لیا. سوہا علی کے کہنے پر اس کو حمزہ کے نام سے ہی مخاطب کرتی تھی. وزیرستان میں جب حمزہ غازی کے ساتھ جانے لگا تھا تو اس نے علی کی جیب میں ایک خط ڈالا تھا. جس میں اس نے اپنی بہن اور امی کی زمہ داری علی کو سونپی تھی. اور کہا تھا کہ میری بہن کے لیے حمزہ بھائی اور میری ماں کے لیے ان کا بیٹا حمزہ بن جایئے گا علی بھائی. اور یہ خط پڑھ کر علی اتنا رویا تھا کہ حسن حیدر جنہوں نے اچانک اسے اس حالت میں دیکھا تو بوکھلا گئے تھے. پھر ان سے ہی مشورہ کر کے علی نے نفیسہ بیگم اور سوہا کو پشاور آنے کے لیے راضی کیا تھا. جب کہ ذیشان کے ٹھیک ہونے کے بعد وہ گھر میں بھی سب کو ان کے بارے میں بتانے والا تھا. ایشا کو اس نے پہلے ہی ان سے ملوا دیا تھا اور شاید یہی اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی.

"کچھ نہیں گڑیا' وہ مجھ سے ناراض ہے کسی بات پر اس لیے یہاں نہیں رکی. تم پریشان مت ہو اب میری شادی پر آؤ گی نہ تو وہاں جتنی باتیں کرنی ہوں کر لینا. بلکہ ساتھ ہی میری دوسری گڑیا سے بھی مل لینا."

علی نے اسے بہلانے والے انداز میں کہا تو وہ ایشا کے ساتھ ساتھ پریشے سے بھی ملنے کا سن کر خوش ہو گئی تھی.

"اور یہ میں کیا سن رہا ہوں امی جی سے تم سیکنڈ ائیر کے بعد پڑھائی کو خیر باد کہہ رہی ہو."

علی نے سوہا کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ سٹپٹا گئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نن نہیں... میرا مطلب ہے کہ وہ مجھ سے نہیں ہوتی یہ پڑھائیاں شڑھائیاں."

اس نے بے زاری سے کہا تو علی اس کی پڑھائیاں شڑھائیاں والی بات پر ہنس پڑا. وہ باتیں کرتے کرتے گیٹ سے لاؤنج کی طرف آ گئے تھے.

"چلو پھر تم سے پڑھائیاں شڑھائیاں تو نہیں ہوتیں لیکن اب امی جی نے تمہاری شادی وادی کا سوچ لیا ہے اور اس معاملے میں وہ میری بات بھی نہیں سن رہیں. اب پھر تیار ہو جاؤ."

علی نے شرارت سے کہتے ہوئے لاؤنج سے نکلتیں نفیسہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو جوڑوں کے درد کی وجہ سے زیادہ چل نہیں پاتی تھیں لیکن اب اتنی دیر سے علی کو واپس نہ آتا دیکھ کر انہیں اٹھنا پڑا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے تم دونوں یہاں ہو. میں کب سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا. تم نے ہی باتوں میں لگا لیا ہو گا میرے بچے کو."

انہوں نے آتے ہی سوہا کو گھر کا تھا. جبکہ سوہا ابھی تک اپنی شادی کی خبر پر ہقابقا کبھی علی کو دیکھتی تو کبھی اپنی امی جی کو. علی نے اس کی حالت دیکھ کر مسکراہٹ دبائی.

"اچھا امی جی میں چلتا ہوں پر سو آپ کو لینے آجاوں گا اور میری شادی کے بعد ہی آپ حویلی سے واپس آئیں گی. اگر آپ نے انکار کیا تو مجھے بہت دکھ ہو گا."

علی نے بہت مان سے کہتے ہوئے نفیسہ بیگم کے آگے سر جھکایا تو انہوں بے اختیار اس کو دعائیں دیتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا. اور کچھ دور رکھے صوفے کی طرف بڑھیں کیوں کہ ان سے اب زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا. پھر علی نے ساتھ کھڑی سوہا کو دیکھا تو جاتے ہوئے ہلکی آواز میں اس کے کان میں مخاطب ہوا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہارا وہ بھی آئے گا شادی پر...."

علی نے کہتے ساتھ ہی اس کی پونی کھینچی اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھا. جبکہ سوہا علی کی بات سن کر بلش کر گئی تھی. پھر علی کو جاتے ہوئے دیکھا. تو بے اختیار اسے حمزہ یاد آیا جو اکثر اسی طرح اسے چھیڑا کرتا تھا. اور پھر اس کی پونی زور سے کھینچ کر بھاگ جاتا تھا.

"یااللہ میرا ایک بھائی آپ نے واپس لے لیا لیکن میرے دوسرے بھائی کی آپ ہمیشہ حفاظت کیجیے گا."

اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اور اندر کی طرف بڑھی.

****

ایشا اپنے کمرے میں دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے منہ گھٹنوں میں چھپائے رو رہی تھی جب کسی نے ہلکا سا دروازہ بجایا. تو اس نے جلدی سے سر اٹھایا پھر کھڑی ہوئی اور اپنی آنکھیں صاف کیں جو آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں. گو کہ اس کے چہرے سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ کافی دیر سے روتی رہی ہے. پھر اس نے دروازہ کھولا تو باہر پریشے کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا. کیونکہ اس میں ابھی گھر کے کسی اور افراد کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی.

"ایشا آپی! آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

پریشے نے حیرانی اور پریشانی سے اس کے لال سوجے ہوئے چہرے کو دیکھا. ایشا نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور پریشے کی طرف پلٹی پھر یکدم اس کے گلے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی.

"آپی بتائیں مجھے کیا ہوا ہے؟ علی بھائی نے کچھ کہا کیا؟"

پریشے اس کو اس قدر روتے دیکھ کر بوکھلا گئی تھی. اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر ہوا کیا ہے.

"پریشے علی.. علی مجھ سے شادی صرف آغا جان اور چاچو کے دباؤ پر کر رہا ہے."

ایشا نے اس الگ ہو کر روتے ہوئے کہا تو پریشے حیرت سے گنگ اس کو ہی دیکھے جا رہی تھی.

"آپی آپ ادھر آئیں' اور بیٹھیں یہاں.... اب بتائیں کیا ہوا ہے؟"

پریشے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ایک دیوار کے ساتھ رکھے صوفے کی طرف لے گئی. اور اسے وہاں بٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھ گئی. اور پھر اس کے پوچھنے پر ایشا نے ساری حقیقت سے اس کو آگاہ کر دیا. جب کہ پریشے کو علی پر بے پناہ غصہ آیا تھا.

"میں ابھی جا کر پوچھتی ہوں ان سے' ان کی ہمت کیسے ہوئی یہ حرکت کرنے کی. اگر آپ سے شادی نہیں کرنی تھی تو منع کر دیتے اس طرح آپ کے جزبات کے ساتھ تو نہ کھیلتے."

پریشے کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی کہ ابھی علی سے جا کر سوال کرے جبکہ ایشا نے بے اختیار پریشے کا ہاتھ تھاما.

"نہیں پریشے! وہ جو کرنا چاہتا ہے اس کو کرنے دو. پلیز مجھے کچھ نہیں کہنا اس سے اور تم بھی کچھ مت کہو. بابا پہلے ہی پریشان ہیں بھائی کی وجہ سے اگر یہ بات انہیں پتا چل گئی تو ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی."

ایشا نے جیسے التجا کی تھی. پریشے اس وقت تو خاموش ہو گئی تھی. لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا کہ علی کو تو وہ چین سے نہیں رہنے دے گی. جس نے اس کی اتنی پیاری آپی کو دھوکا دیا تھا. جبکہ دوسری طرف علی بچارا اس کے خونخوار ارداوں سے بے خبر یہ سوچ رہا تھا کہ ایشا کو کیسے منائے. کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ابھی وہ اس کی کسی بات کا یقین نہیں کرے گی. یہی سوچ کر اس نے اس سے دوسرے دن بات کرنے کا سوچا تھا.

****

ذیشان اپنے کمرے میں پڑا بور ہو رہا تھا. اور ان دنوں وہ چڑچڑا ہو گیا تھا. اس کی وجہ مسلسل ایک ہی کمرے میں بند رہنے اور پھیکا کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ پریشے کی بے اعتنائی بھی تھی.

"بس بہت ہو گیا. مجھے خود ہی کچھ کرنا ہو گا."

ذیشان بڑبڑاتا ہوا بیڈ سے اٹھا اور پھر کمرے کے دروازہ کھول کر ارد گرد دیکھا. وہاں کسی کو نا پا کر اس نے اپنے کمرے کا دروازہ آہستگی سے بند کیا اور پریشے کے کمرے کی طرف بڑھا. اس نے اس کے کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھولا اور اندر داخل ہوا. ذیشان کو پریشے کمرے میں کہیں نظر نہیں آئی تو وہ بدمزہ ہوا. اور آہستہ سے چلتا ہوا اس کے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا. اسے اب پریشے کے کمرے میں آنے کا انتظار کرنا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ دوسری طرف پریشے صاحبہ نے علی کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا اور اسے کمرے میں نا پا کر اس نے اطمینان کا سانس لیا. لیکن تھوڑا سا آگے بڑھے پر اسے احساس ہوا کہ علی باتھ روم میں شاور لے رہا ہے. کیونکہ اندر سے پانی گرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی.

"پریشے جلدی سے اپنا کام کر اور نکل یہاں سے."

اس نے خود کو جیسے ہدایت دی اور پھر وہ کام کرنے لگی جو وہ کرنے آئی تھی. تھوڑی ہی دیر میں اس نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر کمرے کا تنقیدی جائیزہ لیا اور پھر جلدی سے باہر نکل گئی.

****

علی شاور لے کر باہر نکلا تو سامنے اپنے کمرے کے دروازے کو کھلا پایا. وہ حیران ہوا کہ کیونکہ اسے یاد تھا کہا آتے وقت اس نے دروازہ بند کیا تھا. لیکن یہ سوچ کر کوئی آیا ہو گا کمرے میں کندھے اچکا دیے اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے بیڈ کی طرف دیکھے بغیر آڑھا ترچھا گرنے والے انداز میں لیٹا. لیکن پھر ایک جھٹکے سے اسپرنگ کی طرح اچھل کے کھڑا ہوا.

"او یار یہ کس نے کیا؟"

وہ جھنجھلا گیا تھا. کیونکہ اس کے بیڈ پر پانی گرا ہوا تھا. اور پھر پورے بیڈ کا جائیزہ لینے کے بعد اسے پتا چلا کہ پورا بیڈ گیلا تھا. مطلب آج کی رات وہ صوفے پر سونے والا تھا.

"یہ زین کی حرکت ہو گی..... لیکن اس نے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا....اوہ کہیں یہ ایشا کا کام نہ ہو.... لیکن اس کی حالت تو ایسی نہیں لگ رہی تھی کہ وہ اس طرح مجھ سے بدلہ لیتی....پھر...."

وہ خود سے بولتا ہوا مسلسل یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ کس کا کام ہے. اور پھر یکدم چونکا تھا.

"اوہ....تو یہ میری گڑیا کا کام ہے."

علی نے پریشے کا سوچ کر مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا. اسے اس کی حرکت پر غصہ نہیں آیا تھا. پھر اس نے صوفے کی طرف قدم بڑھائے لیکن وہاں سونے پہلے اس نے غور سے دیکھا تو اسے وہاں سب ٹھیک لگا. وہ وہیں لیٹ کر ایشا کے بارے میں سوچنے لگا

تھا. پھر اسے نیند آنے ہی لگی تھی. کہ چنگھاڑتی ہوئی آواز نے اس کے کانوں کا ستیاناس کیا تھا.

****

ذیشان بازو آنکھوں پر رکھے بیڈ پر سیدھا لیٹا تھا. جب اسے کسی کے قدموں کی آواز اپنے قریب ہی سنائی دی. وہ جانتا تھا کہ آنے والی پریشے ہے. لیکن وہ خاموش لیٹا رہا. جبکہ پریشے اسے اپنے کمرے میں موجود دیکھ کر حیران ہوئی تھی. پھر وہ اس کے قریب آئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا. ذیشان کو ہنسی آئی لیکن وہ پھر بھی خاموشی سے لیٹا رہا. تو پریشے کو یقین ہو گیا کہ وہ سو چکا ہے.

"اب بندہ پوچھے 'اپنا کمرہ انہوں نے کرائے پر دے دیا جو یہاں سونے آ گئے."

اس نے ذیشان کو گھورتے ہوئے کہا تو ذیشان نے اس بار بھی زیرِ لب مسکراتے ہوئے خاموشی اختیار کیے رکھی.

"اوہ ان کے چہرے پر تو ابھی بھی زخم ہیں...ان کو درد ہوتا ہو گا کتنا."

پریشے کچھ دیر اسے بے خیالی میں دیکھتی رہی پھر اس کے منہ کے تھوڑی والے حصے پر زخم دیکھ کر بولی. کیونکہ باقی منہ ذیشان نے بازو سے چھپایا ہوا تھا. لیکن اب کی بار وہ خاموش نہیں رہا تھا.

"ہاں درد ہوتا ہے لیکن یہاں.....جب سوچتا ہوں کہ مجھے ایک پتھر دل لڑکی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے."

اس نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پریشے زور سے اچھلی تھی.

"آپ تو سو رہے تھے."

اس نے دور ہوتے ہوئے کہا. لیکن ذیشان نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو روکا تو وہ سٹپٹائی.

"نہیں میں جاگ رہا تھا."

ذیشان نے اسے گھورتے ہوئے کہا جو ایک بار پھر اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی. ذیشان نے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا اور پھر خود اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس کو بیڈ پر اپنے ساتھ ہی بٹھایا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پریشے میں وہ سچ سمجھوں جو آپ نے اسپتال میں کہا یا آپ کے اس رویے کو سچ سمجھوں جو آپ نے میرے گھر آنے کے بعد سے اپنایا ہوا ہے."

ذیشان نے سنجیدگی سے کہا تو پریشے نے اس کی طرف ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا.

"یار اب رو کیوں رہی ہیں آپ پرنسس؟"

ذیشان اس کے آنسو دیکھ کر بے چین ہوا. پھر اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا ہوا بولا تو پریشے پہلے سے زیادہ رو پڑی تھی.

"آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں اس لیے."

ذیشان نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا. جو پہلے دن سے ہی اس پر کوئی نہ کوئی الزام لگا رہی تھی. اور وہ بچارا ہقا بقا رہ جاتا. پھر اس نے گہری سانس خارج کی اور اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا.

"کیا واقعی یہی بات ہے یا کوئی اور بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے.؟"

اس کے پوچھنے پر پریشے نے نظریں چرائیں. پھر منہ نیچے کرتے ہوئے بولی.

"آپ اپنا خیال نہیں رکھ سکتے تھے. اور اب پھر سے آپ وزیرستان کبھی نہیں جائیں گے بس."

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تو ذیشان نے ایک اور گہرا سانس لیا. وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی تو وہ صرف یہی جانتی ہے کہ وہ آرمی میں ہے. اگر اسے پتا چل گیا کہ حقیقت کیا ہے تو...

"پرنسس! آپ کو لگتا ہے کہ موت صرف آرمی میں جانے سے ہی آسکتی ہے اور کہیں نہیں آتی... ہماری قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے چاہے ہم کہیں بھی ہوں اور پھر ہمارا اپنا بہت سارا خیال رکھنے پر بھی وہ نہیں رکتا جو ہونا ہوتا ہے."

اس نے پریشے کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا تو پریشے اس کے ہاتھوں پر اپنا منہ ٹکا کر آنسو بہانے لگ گئی. پھر روتے ہوئے بولی.

"میں ڈر گئی تھی شان' مجھے لگا تھا کہ اب آپ کو کھو دوں گی."

اس نے اپنے دل کی بات بلآخر کہہ ہی دی تھی. تو ذیشان نے زیر لب مسکراتے اس کا چہرہ پھر سے اوپر کیا.

"پرنسس! آپ کو بہادر بننا ہو گا. میں چاہتا ہوں کہ آپ میری کمزوری نہیں طاقت بنیں."

اس نے کہتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے تو وہ بے اختیار اس کے سینے سے جا لگی. جبکہ ذیشان اس کو پھر سے روتا دیکھ کر چکرا گیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"توبہ لڑکی! کہاں سے آ رہے ہیں اتنے آنسو... اور آپ تو اپنے ہاتھوں کی الٹی سیدھی لکیروں سے بھی خود نمٹنے والی لڑکی تھیں اور اب آپ کو دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا آپ وہی پریشے ہیں."

اس نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کے سر کو تھپکتے ہوئے تسلی دی تو اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا پھر دور ہوئی اور اس کے بعد یکدم کھڑی ہو گئی.

"کس نے بتایا آپ کو یمنہ نے؟"

وہ آنکھیں سکوڑتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی.

"کون یمنہ؟"

ذیشان نے یمنہ کے سرپرائیز کو قائم رکھتے ہوئے پوچھا. یمنہ نے اس کو خود ہی منع کیا تھا پریشے کو بتانے سے. جبکہ اس عرصے میں وہ اپنے والدین کے ساتھ لندن چلی گئی تھی. لیکن ذیشان کے ساتھ پیش آئے حادثے پر وہ لوگ چاہ کر بھی واپس نہیں آسکے تھے. کیونکہ وہاں ان کی فلائیٹس کا کوئی مسلئہ تھا. جبکہ پریشے کو کوئی ہوش ہی نہیں تھا. ورنہ وہ کئی بار ایشا سے بات کرتی ہوئی یمنہ کو دیکھ کر پہچان جاتی.

"وہ چڑیل اور کون.....ایک منٹ.....آپ ہی تھے نہ وہ فقیر بابا."

ذیشان نے یمنہ کے زکر پر پریشے کے چہرے پر ایک الگ ہی احساس دیکھا تھا. پھر اس کے کمر پر ہاتھ رکھ کے مشکوک لہجے میں پوچھنے پر ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا. تو پریشے اس کے ایک گال پر پڑنے والے ڈمپل کو دیکھ کر مبہوت رہ گئی.

"کیا دیکھ رہی ہیں پرنسس؟"

ذیشان نے اسے خود کو مبہوت ہو کر دیکھنے پر مسکراتے ہوئے پوچھا. لیکن اگلا لمحہ اس کے لیے حیران کن تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واؤ یہ ڈمپل کتنا پیارا لگ رہا ہے. ایک بار پھر سے مسکرائیں نہ شان پلیییز."

پریشے نے اس کے گال پر پڑتے ہوئے ڈمپل کو انگلی سے چھوتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہا تو ذیشان کو بے اختیار اس میں دس سالہ پریشے دکھنے لگی. جو اکثر اس کے ڈمپل کو اسی طرح مبہوت ہو کر دیکھتی اور ہاتھ بڑھا کر چھوتی تھی. اور پھر بار بار اس کو مسکرانے کا کہتی تھی.

"آپ بلکل نہیں بدلیں پرنسس."

اس نے اس کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو پریشے جو بیڈ کے ساتھ ہی کھڑی تھی بے اختیار پیچھے ہوئی.

"آپ مجھے پرنسس کیوں کہتے ہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ پھر کبھی بتاؤں گا ابھی آپ سو جائیں. اور جو کارنامہ آپ سرانجام دے کر آئیں ہیں نہ اب اس کے جواب کے لیے بھی تیار رہیے گا کیونکہ وہ بھی آپ کا ہی بھائی ہے ادھار نہیں رکھتا."

ذیشان نے کہتے ہوئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے پھر جاتے جاتے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ حیرت سے گنگ اسے ہی دیکھ رہی تھی. ذیشان مسکراتے ہوئے آہستہ سے دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلا. جبکہ پیچھے پریشے ابھی تک حیران تھی کہ اسے کیسے پتا چلا.

****

علی ایک دم اچھلا تھا. کیونکہ آواز صوفے کے نیچے سے آرہی تھی. اس نے جھانک کر دیکھا تو اس کا اپنا موبائل صوفے کے نیچے پڑا تھا. اس پر کسی نے الارم لگا دیا تھا. اور علی جانتا تھا کہ وہ کسی کوئی اور نہیں اس کی اپنی گڑیا ہے. پھر اس نے الارم بند کیا اور گہری سانس لے کر صوفے پر بیٹھ کر منہ پر ہاتھ رکھے پریشے کی حرکتوں کے بارے میں سوچنے لگا. لیکن ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی جب ایک بار پھر اس کا موبائل بجا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"افففف..."

اس نے سر کو ادھر اُدھر گھما کر خود کو ریلیکس کیا اور موبائل اٹھا کر الارم بند کیا. اور ساتھ یہ بھی چیک کیا کہ کہیں کوئی اور الارم تو نہیں لگا. اور پھر کوئی اور الارم نہ لگا دیکھ کر سکون کا سانس لیا.

لیکن پریشے بھی اپنے نام کی ایک تھی. ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا جب اس کے بیڈ کے نیچے سے آواز آئی تھی. اور اس بار علی نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر سر دبایا. اور پھر ایکدم زور سے اپنے بال کھینچے اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بیڈ کے نیچے سے الارم کلاک اٹھا کر دیوار میں دے مارا تھا. پھر ساتھ پڑی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ کر آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے بولا.

"بچپن سے سنتا آرہا ہوں کہ 'جو بوتے ہیں وہی کاٹتے ہیں' آج دیکھ بھی لیا. بلکہ بھگت لیا."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا. جب ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے آواز آئی. اور اس بار علی نے ایک زوردار قہقہ لگایا تھا. اور پھر شرارتی لہجے میں بولا.

"گڈ... تو مطلب کہ تم میری کرائم پارٹنر بن سکتی ہو. گڈ ہو گیا. لیکن ڈیئر سسٹر... پہلے تم سے بدلہ لوں گا."

علی نے اب کی بار دراز سے ایک اور الارم کلاک نکال کر بند کیا اور پھر پورے کمرے میں ہر وہ جگہ دیکھنے لگا جہاں پر یشے کوئی اور الارم کلاک چھپا سکتی تھی. لیکن علی کو کافی دیر کمرہ چھاننے کے بعد بھی کوئی الارم نہیں ملا تھا.

****

بی بی جان اپنے کمرے میں بیڈ پر موجود آنکھیں بند کیے تسبیح پڑھ رہی تھیں. جب ذیشان نے دروازہ نوک کیا تو انہوں نے آنکھیں کھولیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے میرا بچہ! آجاؤ اندر آؤ باہر سردی میں کیوں کھڑے ہو؟ ٹھنڈ لگ جائے گی."

بی بی جان کی بات سن کر ذیشان ہنس پڑا. پھر ان کے قریب آکر ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا.

"بی بی جان آپ تو ایسے بول رہی ہیں جیسے میں کوئی دس سال کا بچہ ہوں جو سردی لگنے سے بیمار ہو جاؤں گا."

ذیشان نے مسکراتے ہوئے کہا تو بی بی جان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا.

"میرے بچے! اولاد بھی بھلا کبھی بڑی ہوئی ہے. وہ تو والدین کے لیے ہمیشہ بچہ ہی رہتی ہے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے لہجے میں موجود ممتا بھری محبت اور شفقت نے اسے بے اختیار ثوبیہ بیگم کی یاد دلائی تھی. اور بی بی جان بھی جان گئی تھیں جبھی بات کو بدلتے ہوئے بولیں.

"بچے کوئی بات کرنی تھی؟"

ذیشان چونکا' پھر سر ہلاتے ہوئے بولا.

"جی بی بی جان! بہت ضروری بات کرنی ہے."

پھر اس کے مطالبے پر بی بی جان پہلے تو حیران ہوئیں پھر انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا.

****

بابا... کہاں ہیں آپ...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Articles | Books | Poetry | Interviews

پریشے زور زور سے بچوں کی طرح حسن حیدر کو پکارتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو حسن حیدر ہنس پڑے. فوزیہ بیگم بھی اس کے اس طرح پکارنے پر مسکرا دی تھیں.

"دونوں بہن بھائی کی عادتیں ایک جیسی ہی ہیں."

فوزیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ پریشے نے آنکھیں پٹپٹائیں.

"وہ میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے ایشا آپی کے ساتھ شاپنگ کرنے جانا ہے. آپ علی بھائی کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں شاپنگ کروانے لے چلیں."

وہ حسن حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی. تو فوزیہ بیگم بے اختیار بولیں.

"نہیں بچے! ان دونوں کی شادی طے ہو گئی ہے اور اب ان کا ایک ساتھ شاپنگ پر جانا اچھا نہیں لگتا."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے کہنے پر پریشے نے برا سا منہ بنایا تو حسن حیدر نے اپنی مسکراہٹ چھپائی. لیکن پریشے دیکھ چکی تھی.

"بابا آپ ہنسیں نہ اور اپنی وائف سے کہیں کہ مجھے اور ایشا آپی کو شاپنگ پر جانے دیں. آپ کی بات تو نہیں ٹالیں گی."

اس نے منہ پھلاتے ہوئے کہا تو اس بار حسن حیدر زور سے ہنس دیے تھے. جبکہ فوزیہ بیگم نے لال ہوتے چہرے کے ساتھ پریشے کو گھورا تو پریشے کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی.

"میری جان مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آغا جان اور بی بی جان کو برا لگے گا."

حسن حیدر کے جواب دینے سے پہلے ہی فوزیہ بیگم بولیں. تو پریشے نے فوزیہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے ان کے گال چومے اور خوشی سے بولی.

"آئی لو یو ماما.... اور آغا جان کی تو آپ فکر ہی نہ کریں ان کو میں منالوں گی. آپ بس اپنے بیٹے سے کہیں وہ گاڑی نکالیں."

اس نے جلدی سے کہا اور جانے لگی لیکن پھر فوزیہ بیگم کے سوال پر اسے رکنا پڑا.

"پریشے... علی سے ناراض ہو؟ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم علی سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کرتیں. بیٹا اسے معاف کر دو. یقین کرو اس نے تمہیں بہت ڈھونڈا تھا. تم

چاہو تو اپنے بابا سے پوچھ لو. وہ تو تم سے اتنا شرمندہ تھا کہ تمہارا سامنا کرنے سے ڈر رہا تھا."

فوزیہ بیگم کی بات پر پریشے حیران ہوئی تھی. فوزیہ بیگم کو لگا کہ شاید پریشے علی سے اس وجہ سے ناراض ہے.

"نہیں ماما ایسی کوئی بات نہیں ہے. وہ تو میری ہی بے وقوفی تھی کہ میں اس واقعے کا الزام بابا اور بھائی پر لگاتی رہی تھی. اور اب تو میں کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں. آپ پریشان نہ ہوں."

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوزیہ بیگم نے اطمینان کا سانس لیا.

****

"آغا جان...."

پریشے نے آہستہ سے آغا جان کو پکارا تو وہ کتاب رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے.

"آغا جان میں آپ کے پاس بیٹھ جاؤں یہاں؟"

اس نے آغا جان کے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کے بعد پوچھا. تو انہوں نے پریشے کو گھورا.

"خاتون آپ بیٹھ چکی ہیں. اجازت اس کام کی لی جاتی ہے جو کام آپ نے نہ کیا ہو."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آغا جان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنا رخ موڑا کیونکہ ان کو پریشے کے تاثرات دیکھ کر ہنسی آ رہی تھی.

"کیاااااا..... میں خاتون لگ رہی ہوں آپ کو... آغا جان ایک منٹ میں آپ کو آپ کا چشمہ لا کر دیتی ہوں."

اس نے اپنی حیرت پر قابو پانے کے بعد ارد گرد نگاہ دوڑائی لیکن اسے کہیں کوئی چشمہ نظر نہیں آیا کیونکہ آغا جان نظر کا چشمہ نہیں لگاتے تھے. جبکہ آغا جان نے اس کی بات سن کر بمشکل ہنسی روکی.

"کیا بات کرنے آئی ہیں آپ؟"

ان کو پریشے کا خوشامدی انداز بتا رہا تھا کہ پریشے کو اپنی کوئی بات منوانی ہے.

"وہ آغا جان میں یہ کہنے آئی تھی کہ... بلکہ نہیں میں آپ سے اجازت لینے آئی تھی. آپ پلیییز مجھے اجازت دے دیجیے گا. ویسے مجھے پتا ہے کہ آپ منع نہیں کریں گے تو....."

پریشے کہتے ہوئے اب کمرے کے دروازے تک آگئی تھی. جبکہ آغا جان حیرانی اس کو احتیاطی تدابیریں کرتے دیکھ رہے تھے. اس کا ارادہ اجازت مانگنے کا نہیں بلکہ زبردستی اجازت لینے کا لگ رہا تھا. آغا جان بھی چوکنے ہو کر کھڑے ہو گئے.

"وہ.... میں اور ایشا آپی علی بھائی کے ساتھ شہر جا رہے ہیں شاپنگ کرنے.... میں آپ سے اسی بات کی اجازت لینے آئی تھی. تھینکیووو... آغا جان مجھے پتا تھا کہ آپ منع نہیں کریں گے. خوش رہیں' آباد رہیں. اللہ آپ کو جنت میں بہت ساری حوریں عطا کرے."

پریشے نے آخری جملے باہر نکل کر کہے اور یہ جا وہ جا. آغا جان حیرت سے بت بنے کھڑے تھے. انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پریشے کیا کہہ کر گئی ہے اور اب انہیں کیا کرنا چاہیے. لیکن اسی وقت کسی کی ہنسی کی آواز سن کر آغا جان کھڑکی کی طرف پلٹے تو زین پیٹ پکڑ کر ہنس ہنس کہ دہرا ہو رہا تھا.

"زین! کسی کی بات چھپ کر سننا بری بات ہوتی ہے."

آغا جان نے اس کو کمرے میں آنے کا اشارہ کیا تو تھوڑی دیر بعد وہ ایک جن کی طرح کمرے میں نمودار ہوا تھا. پھر آغا جان نے اسے کان سے پکڑ کر کہا جو اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا.

"سوری آغا جان! غلطی سے سن لیا تھا."

زین نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو آغا جان نے اس کو گھورا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زین جھوٹ بولنا اس سے بھی زیادہ بری بات ہوتی ہے."

آغا جان کی بات پر زین اب کی بار واقعی شرمندہ ہوا.

"سوری آغا جان! پرنسس آپی آپ کو منانے آرہیں تھیں تو میں بھی چھپ کر سننے آگیا."

آغا جان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اس کی بات سنی اور پر سنسس آپی والے جملے کو نظر انداز کر کے رخ موڑ گئے کیونکہ ان کو خود پریشے کی حرکت پر غصے سے زیادہ ہنسی آرہی تھی. لیکن باہر سے گزرتا ذیشان پر نسس آپی والی بات کو نظر انداز نہیں کر سکا تھا.

****

"ارے ارے یہ بھاگتی ہوئی کیوں جارہی ہو پریشے بچے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بی بی جان لاؤنج سے لان کی طرف جارہی تھیں جب پریشے کو بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھا. تو وہ بمشکل رکی اور اپنی سانسیں درست کرتی ہوئی بولی.

"بی بی جان! میں اور ایشا آپی علی بھائی کے ساتھ شاپنگ پر جارہے ہیں."

اس نے پھولے سانس کے ساتھ بتایا تو بی بی جان نے منہ پر ہاتھ رکھا.

"لیکن آغا جان کو پتا چلا تو وہ بہت ناراض ہوں گے' یہ یہاں کی روایت کے خلاف ہے پریشے بچے. شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں."

انہوں نے حیرت کا اظہار کیا تو پریشے نے شرارت سے آنکھیں پٹپٹائیں.

"آغا جان سے اجازت لے کر ہی جا رہی ہوں بی بی جان آپ فکر ہی نہ کریں. انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوا. بدلے میں ان کو میں نے بس ایک دعا دی ہے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے بی بی جان کے گلے لگ کر لاڈ سے کہا تو بی بی جان حیران ہوئیں.

"کیسی دعا؟"

ان کے پوچھنے پر پریشے ان سے دور ہوئی اور باہر کی جانب بڑھتے ہوئے بولی.

"بی بی جان! میں نے ان سے کہا کہ وہ ہمیں جانے دیں تو میں اللہ سے دعا کروں گی کہ ان کو جنت میں موٹی موٹی آنکھوں والی ڈھیر ساری حوریں دے۔"

پریشے کی بات سن کر بی بی جان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور سامنے کھڑی اس پٹاخہ لڑکی دیکھا۔

"بی بی جان آپ بتانا نہیں آغا جان کو انہوں نے منع کیا تھا کہ آپکو نہ بتاؤں لیکن میں آپ سے بھلا چھپا سکتی تھی یہ بات۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے کہتے ساتھ ہی باہر کی طرف دوڑ لگائی جبکہ بی بی جان اپنا سر تھامتی ہوئیں اپنے کمرے کی جانب بڑھیں۔

****

علی کو جب سے رانی نے فوزیہ بیگم کا پیغام دیا تھا تب سے وہ گاڑی میں آ کر ایشا اور پریشے کا انتظار کر رہا تھا. اسے لگا کہ وہ ایشا سے بات کر کے اس کی غلط فہمی دور کر دے گا. لیکن اب اسے آدھا گھنٹہ ہونے کا آیا تھا. وہ دونوں ابھی تک نہیں آئیں تھیں. اسے اب جھنجھلاہٹ ہونے لگی تھی. اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے باہر نکلتا' اسے وہ دونوں گاڑی کی جانب آتی ہوئی دکھائی دیں تو اس نے گاڑی اسٹارٹ کی. وہ دونوں آ کر پیچھے بیٹھ گئیں تو علی نے گھورا.

"میں ڈرائیور نہیں تمھارا کوئی ایک آگے آ کر بیٹھے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی کے کہنے پر ایشا نے منہ پھیر لیا جبکہ پریشے چمک کر بولی.

"میں نے تو بابا سے ڈرائیور کا ہی کہا تھا اب انہوں نے آپ کو ڈرائیور بنا کر بھیج دیا تو ہم کیا کر سکتے ہیں. اب حیدر خان کی پوتیاں ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر تو نہیں بیٹھ سکتیں نہ."

اس کے انداز اور لہجے سے علی کو کچھ عجیب سا محسوس ہوا. پھر اس نے بے اختیار ایشا کی طرف دیکھا تو وہ جواب اس کو ہی دیکھ رہی تھی جلدی سے رخ موڑ گئی.

"اب نظریں چرانے کا فائدہ ہے. ویسے پتا نہیں یہ عورتوں سے کوئی بات تب تک ہضم کیوں نہیں ہوتی جب تک وہ کسی کو کچھ بتا نہ دیں."

اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو پریشے نے اس کو گھورا. لیکن علی نے کوئی اثر نہ لیتے ہوئے ڈرائیونگ پر ہی دھیان رکھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"بابا میں اندر آجاؤں؟"

ذیشان نے نوک کرتے ہوئے کہا تو احسن حیدر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا. وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا. تو انہوں نے فائل ایک طرف رکھی اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئے.

"کیا بات ہے بابا جان جب سے میں گھر آیا ہوں آپ بس ایک بار ہی میرے کمرے میں آئے ہیں. مجھ سے ناراض ہیں؟"

اس نے احسن حیدر کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا. تو احسن حیدر کی آنکھیں جھلملائیں.

"نہیں میرے شیر! بھلا تم جیسے بیٹے سے بھی کوئی ناراض ہو سکتا ہے. میں بس تمہیں بستر پر بے بس لیٹا ہوا نہیں دیکھ پا رہا تھا. میرا دل کٹتا تھا."

انہوں نے بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا. تو ذیشان نے بے اختیار ان کے ہاتھ تھامے اور ان پر عقیدت سے اپنے لب رکھے.

"بابا جان آپ میرا دل ہیں."

اس نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا. لیکن احسن حیدر نے اس ایک جملے میں عقیدت 'عزت 'محبت 'بھروسا اور کئی احساس محسوس کیے تو اس کو گلے سے لگا لیا. ذیشان کو لگا جیسے وہ کسی تپتے صحرا سے چھاؤں تلے آ کھڑا ہوا ہے.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا کہ وہ ایشا سے بات کرے لیکن پریشے اس کو موقع نہیں دے رہی تھی. ایشا کو وہ شاپنگ پر زبردستی لے کر آئی تھی. اور اب علی اور ایشا کے بیچ میں چل رہی تھی. علی کو اپنی اس پٹاخہ بہن پر غصے سے زیادہ ہنسی آ رہی تھی. وہ چاہ کر بھی پریشے پر غصہ نہیں کر پا رہا تھا. بلآخر پریشے کو بھی علی پر تھوڑا ترس آیا تو وہ بہانہ بنا کر ایک دکان میں داخل ہو گئی جبکہ ایشا نے بھی ساتھ جانا چاہا لیکن علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روک دیا تو وہ مجبوراً رک گئی.

"ایشا مجھے بات کرنی ہے تم سے چلو میرے ساتھ."

علی نے کہہ کر اس کا ہاتھ چھوڑا. اور اس کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا.

"لیکن مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے."

ایشا نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو علی نے سر پر ہاتھ پھیرا.

"یار ایک تو تم روتی بہت ہو."

اس نے بے بسی سے اس کے آنسو دیکھتے ہوئے بے چینی سے کہا.

"تو رلاتے بھی تو تم ہی ہو."

ایشا کا جواب سن کر علی ایک لمحے کو چپ سا ہوا. وہ جانتا تھا کہ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہی سہی لیکن اس کے دکھ کا سبب وہی تھا.

"ایشا! سوہا میری بہن ہے بلکل ویسے ہی جیسے پریشے ہے. اس دن تم نے ادھوری بات سنی تھی. تم ایک بار مجھ سے پوچھ تو لیتیں. تمہیں مجھ پر اتنا سا بھی بھروسا نہیں ہے ایشا؟"

NEW ERA MAGAZINE .com

علی کی بات پر ایشا ساکت ہوئی. پھر علی کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں سچائی کے ساتھ ساتھ ناراضگی بھی تھی. اب کی بار ایشا شرمندہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے چین بھی ہوئی تھی.

"علی..."

ایشا نے کچھ کہنا چاہا لیکن علی نے اس کی بات کاٹی.

"نہیں ایشا.... کچھ مت بولنا' اگر تمہیں مجھ پر اعتبار ہوتا تو تم اس طرح مجھ پر شک نہ کرتیں. جب تم دونوں کی شاپنگ ہو جائے تو آ جانا میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں."

علی نے رخ موڑتے ہوئے کہا تو ایشا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا. پھر مڑ کر اس دکان کی طرف چلی گئی جہاں پریشے گئی تھی. جبکہ علی تب تک وہاں کھڑا اس کو دیکھتا رہا جب تک وہ پریشے تک پہنچ نہیں گئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

پریشے نیند میں تھی جب اسے لگا کہ کسی نے اس پر پانی کی پوری بالٹی انڈیل دی ہو. اس نے ہڑبڑاتے ہوئے آنکھ کھولی اور سامنے علی کے ہاتھ میں جگ دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ یہ کارنامہ علی کا تھا.

"آپ نے مجھ پر پانی پھینکا؟"

پریشے نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے لفظ 'مجھ' پر زور دیا اور اپنی طرف اشارہ کیا.

"جی بلکل.... ویسے آپس کی بات ہے یقین تو مجھے بھی نہیں آیا تھا. اور میرا دل تو یہی کر رہا تھا کہ تمہیں تمہارے طریقے سے ہی تنگ کروں لیکن پھر میں نے سوچا اب تم پرائی ہونے والی ہو. تو اس لیے کچھ لحاظ کر گیا."

علی مزے سے کہتے ہوئے صوفے پر لیٹ گیا تھا. اور اب سر کی نیچے دونوں ہاتھ رکھے اسے شرارتی نظروں سے دیکھ رہا تھا. جبکہ وہ پرائی ہونے والی بات سن کر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی.

"کیا مطلب؟ پرائی ہونے والی ہوں."

اس نے الجھتے ہوئے کہا تو علی جمپ لگاتے ہوئے کھڑا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا.

"چھوڑو بہنا وہ تو میں نے ویسے ہی کہہ دیا. آخر کبھی نہ کبھی تو تمہاری شادی ہونی ہی ہے. پھر تو تم پرائی ہو جاؤ گی نہ."

پریشے کی الجھن ختم ہوئی تو اب اس کو غصے سے گھورنا شروع ہوئی.

"آپ سے بدلہ لوں گی میں یاد رکھیے گا."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات پر علی نے قہقہ لگایا.

"آپ کی ہونے والی بھابھی جی سے میری صلح ہو گئی ہے. اس لیے آپ بھی انگارے چبانا بند کریں. اور ہاں آج سے ہم دونوں کرائم پراٹنرز ہیں. فیصلہ ہو گیا."

وہ کہتے ہوئے واپس آیا اور پریشے کا ناک زور سے دبا کر بھاگ گیا. جبکہ پیچھے پریشے کی چیخ نکلی تھی.

"علی بھائی کے بچے ے ے ے ے... میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں."

سیڑھیاں اترتے علی نے اس کی آواز سن کر زور سے قہقہ لگایا تھا. جبکہ پیچھے پریشے تلملاتے ہوئے اب واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com

زین کافی دیر سے ایشا کے کمرے میں اپنی کتابیں اور کاپیاں پھیلائے ایشا کا انتظار کر رہا تھا جس کو بی بی جان نے بلا لیا تھا. اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر ایشا کو بلانے جاتا کسی نے دروازہ نوک کیا.

"آجائیں ایشا آپی' اس کو اپنا کمرہ ہی سمجھیں."

ذین نے مسخرے پن سے کہا. لیکن اسی وقت کسی نے اس کے کان پکڑ کر مروڑے.

"آآآ ذیشان بھائی چھوڑیں مجھے... مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے؟ جو آپ مجھ پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں."

ذین نے اپنے کان چھڑواتے ہوئے کہا. حالانکہ ذیشان نے اس کے کان آہستہ سے پکڑے ہوئے تھے.

"یہ بتاؤ کہ پریشے کو پرنسس آپی کہنے کا کس نے کہا تھا تمہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان کے کہنے پر ذین کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ در آئی تھی. پھر اس نے اپنا کان چھڑواتے ہوئے کہا.

"وہ اس دن آپ پر نسس آپی کو (یہاں ذیشان نے پھر اس کے کان پکڑے) میرا مطلب ہے کہ پریشے آپی کو پرنسس کہہ رہے تھے نہ تو میں اب ان کو اکیلا پرنسس کہتا ہوا اچھا تو نہیں لگتا اس لیے میں انہیں پرنسس آپی کہتا ہوں."

اس نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تھا. تو ذیشان نے اب کی بار اس کے دونوں کان مروڑتے ہوئے کہا.

"زین پہلی بات یہ کہ تم آئیندہ سے پریشے کو پرنسس نہیں کہو گے. اور دوسری بات یہ کہ آئیندہ مجھے پتا چلا کہ تم نے کسی کی باتیں چھپ کر سنی ہیں تو میں تمہیں نہ صرف فٹ بال سکھانا بند کر دوں گا بلکہ تمہارے فٹ بال کھیلنے پر بھی پابندی لگا دوں گا. اور تمہارے بابا تو ویسے ہی تمہارے فٹ بال کھیلنے کے خلاف ہیں."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان کی یہ دھمکی کارآمد ثابت ہوئی تھی. اور زین یکدم سنجیدہ ہوا تھا. کیونکہ فٹ بال اس کا جنون تھا. اور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا تھا. اس کے بابا اکبر خان کی مخالفت کرنے پر ذیشان نے اسے سمجھایا تھا. اور اس کو خود ہی ابھی سے پریکٹس بھی کرواتا تھا.

"ذیشان بھائی وعدہ کرتا ہوں کہ آئیندہ کسی کی باتیں جان بوجھ کے چھپ کر نہیں سنوں گا اور پریشے آپی کو بھی پریشے آپی کہوں گا."

اس نے اب کی بار واقعی توبہ کر لی تھی. کیونکہ اسے فٹ بال کھیلنا چھپ کر باتیں سننے سے کہیں زیادہ عزیز تھا. جبکہ ذیشان نے مسکراتے ہوئے اس کے بال بگاڑے.

"گڈ بوائے... لیکن میں نے تمہیں سنجیدہ ہونے کے لیے نہیں کہا."

ذیشان کو لگا کہ وہ کچھ زیادہ ہی اپ سیٹ ہو گیا ہے. لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ علی کا شاگرد تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں اصلی والا سنجیدہ تو نہیں ہوا ذیشان بھائی وہ تو آپ کو معصوم بن کر دکھا رہا تھا تاکہ آپ جو کہہ رہے ہیں واقعی اس پر عمل نہ کر دیں."

اس نے کہتے ساتھ ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنا شروع کر دیا. ذیشان کا قہقہ کا بے اختیار تھا.

"ایشا کہاں ہے زین؟"

ذیشان نے کافی دیر بعد بھی ایشا کو کمرے میں نہ آتا دیکھ کر زین سے پوچھا.

"ان کو بی بی جان نے بلایا تھا. میں بھی کب سے ان کا انتظار کر رہا ہوں. ذیشان بھائی آپ مجھے یہ سوال سمجھا دیں نہ ایشا آپی تو پتا نہیں کب آئیں گی. پھر مجھے ہوم ورک بھی کرنا ہے."

اس نے ذیشان کو ایشا کا بتاتے ہوئے کہا. تو ذیشان نے سر ہلا دیا. پھر دس منٹس بعد زین چلا گیا تو ذیشان نے سوچا پھر ایشا سے بات کر لے گا. وہ جانے ہی لگا تھا کہ ایشا کمرے میں داخل ہوئی اور ذیشان کو دیکھ کر حیران ہوئی.

"بھائی آپ.... مجھے بلوا لیا ہوتا پتا نہیں کب سے انتظار کر رہے ہیں آپ."

اس نے ذیشان کے قریب آتے ہوئے سر جھکایا تو ذیشان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا.

"کوئی بات نہیں گڑیا. تم بتاؤ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں میری گڑیا کو؟"

ذیشان پیار سے کہا تو ایشا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے. ذیشان یکدم پریشان ہوا.

"کیا ہوا ایشا... کل بھی تم اداس لگ رہی تھیں. کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے؟"

اس کی بات سن کر ایشا نے آنسو پونچھے پھر مسکراتے ہوئے بولی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھائی کوئی بات نہیں ہے. بس مجھے ماما کی یاد آ رہی ہے."

اس کی بات پر ذیشان بھی چند لمحے تک کچھ نہ بول سکا. پھر اس کو خود سے لگاتے ہوئے بولا.

"گڑیا! بی بی جان یا مما نے کبھی بھی ہمیں ماما کی کمی نہیں ہونے دی اب اگر وہ تمہیں اس طرح ماما کو یاد کر کے اداس ہوتا ہوا دیکھیں گی تو دکھی ہو جائیں گی. اور پھر میں اور بابا ہیں نہ تمہارے ساتھ. تم کہیں دور نہیں جا رہی ہو. بلکہ ساری زندگی میری نظروں کے سامنے رہو گی."

ایشا نے آنسو بھری مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا دیا تو ذیشان نے اس کا سر تھپتھپایا.

"اور اگر میری گڑیا کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ دینا. اوکے؟"

ذیشان نے بات بدلتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا دیا.

****

"پرنسس! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

ذیشان نے پریشے کو اکیلا لان کے ایک کونے پر نیچے گھاس پر بیٹھے دیکھا تو حیرانی سے پوچھا.

"کچھ نہیں' ویسے ہی بیٹھی ہوں."

اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا. تو ذیشان گہرا سانس لیتے ہوئے اس کے سامنے نیچے ہی بیٹھ گیا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پریشے آپ کو مجھ پر بھروسا نہیں ہے؟"

ذیشان کے پریشے کہنے پر پریشے نے اس کی طرف دیکھا. وہ اسی کو ہی دیکھ رہا تھا.

"آپ کو ایسے کیوں لگا کہ مجھے آپ پر بھروسا نہیں ہے؟"

پریشے نے آہستہ آواز میں پوچھا.

"اگر مجھ پر بھروسا ہے تو اپنی پریشانی مجھ سے چھپانے کی بجائے مجھے بتائیں. کیونکہ آپ کو اس طرح پریشان دیکھ مجھے بے چینی ہو رہی ہے."

ذیشان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا. اس کی بھوری آنکھوں میں نمی تھی.

"مام اور سارہ کی یاد آ رہی ہے' میں نے ان کو کال کی تھی لیکن ان میں سے کوئی بھی کال پک نہیں کر رہیں اور یمنہ نے بتایا ہے کہ ملک ہاؤس کسی اور نے خرید لیا ہے اور مام اور سارہ کا کوئی اتا پتا نہیں ہے کہ وہ کہاں گئیں ہیں."

پریشے نے پریشانی سے کہا. جبکہ ذیشان حیرانی سے اس کی بات سن رہا تھا.

"اچھا ریلیکس میں پتہ کرتا ہوں. بس آپ پریشان نہ ہوں."

اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا. اور پھر پریشے کی جانب ہاتھ بڑھایا. تو وہ ذیشان کا ہاتھ تھام کر کھڑی ہو گئی.

"آپ ماما اور سارہ کو ڈھونڈ لیں گے نہ؟"

اس نے ایک آس سے پوچھا تھا. ذیشان نے فوراً سر ہلا دیا. لیکن وہ دل ہی دل میں پریشان ہو گیا تھا. اس کو اب فوراً سالار سے رابطہ کرنا تھا. سالار کچھ دن پہلے ہی کراچی گیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

ذیشان سالار کی کال کا انتظار کر رہا تھا. اس نے سالار کو دو گھنٹے پہلے نتاشا بیگم اور سارہ کے بارے میں ساری معلومات نکلوانے کے لیے کہا تھا. اسی وقت موبائل کی گھنٹی بجی تو ذیشان نے بے تابی سے کال او کے کی.

"ہاں بولو سالار! کچھ پتا چلا ڈاکٹر نتاشا اور ان کی بیٹی کے بارے میں؟"

سالار کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ذیشان نے کہا تو سالار حیران ہوا. کہ ذیشان اتنا پریشان کیوں ہے. سالار نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنی پرنسس کو یقین دلا چکا ہے کہ وہ نتاشا اور سارہ کو ڈھونڈ لے گا.

"ہاں سب پتا چل گیا ہے. جن دنوں حسیب ملک جیل میں تھا. تب حسیب ملک کے کسی دشمن نے اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دھوکے سے وہ گھر اپنے نام کروالیا تھا. جب ڈاکٹر نتاشا نے اس کے خلاف کورٹ جانے کا بولا تو انہوں نے سارہ کو اغوا کرنے کی دھمکی دی. جس پر ڈاکٹر نتاشا نے ہار مان لی اور سارہ کو لے کر لاہور چلی گئیں. لیکن لاہور میں بھی ان کے اچھے حالات نہیں ہیں. حسیب ملک کی وجہ انہیں کسی اسپتال میں جاب نہیں مل رہی ہے. اور نہ ہی سارہ کا تعلیمی رکارڈ اتنا اچھا ہے کہ اس کو کہیں جاب مل سکے. وہاں انہوں نے ایک چھوٹا سا گھر کرائے پر لیا ہوا ہے. وہاں سے ان کے کچھ زیورات چوری ہو گئے ہیں. جو ان کا آخری سہارا تھے. اب ڈاکٹر نتاشا کسی دکان پر

کام کرتی ہیں. اور سارہ گھر ہوتی ہے. کیونکہ محلے کے لوگوں نے سارہ کا گھر سے نکلنا دو بھر کر دیا ہے."

سالار نے ذیشان کو سب کچھ تفصیل سے بتا دیا. تو ذیشان نے گہرا سانس لیتے ہوئے سر ہلا دیا.

"ٹھیک ہے...اور تم کب آ رہے ہو؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان نے بات بدلتے ہوئے سالار سے پوچھا.

"میں شادی پر ہی آؤں گا. اس سے پہلے آنا ممکن نہیں ہے. پھر ہمیشہ کے لیے پشاور شفٹ ہونا ہے تو اس لیے بھی کچھ دن لگیں گے یہاں."

علی اور ذیشان کے ساتھ حسن حیدر کے اسرار پر وہ ہمیشہ کے لیے ہی پشاور شفٹ ہو رہا تھا.

"بس اتنا یاد رکھنا مایوں سے پہلے آ جانا' نہیں تو علی تمہارا جو حال کرے گا اس کے زمہ دار تم خود ہو گے۔"

ذیشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو سالار ہنس دیا۔

"لیکن علی تو خلاف نہیں تھا ان ساری رسموں سے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار نے علی کی بات یاد کرتے ہوئے کہا۔ جس نے ایک بار مایوں جیسی رسم کو ایک فضول رسم قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اپنی شادی پر اس طرح کی کوئی رسم نہیں ہونے دے گا۔

"ہاں اس نے احتجاج تو کیا تھا لیکن گھر کی خواتین نے اس کو اس معاملے سے دور رہنے کا کہہ کر خاموش کروا دیا۔ لیکن تم تو جانتے ہو کہ ہمارے ہاں رسموں میں سے صرف مایوں کی رسم ہی کی جاتی ہے۔ وہ بھی سادگی سے۔ کچھ اس لیے بھی علی خاموش ہو گیا۔"

ذیشان نے مسکراتے ہوئے سالار کی بات کا جواب دیا. اور ایک بار پھر اس کو جلد آنے کی تاکید کر کے فون رکھ دیا. اب اس کو پہلی فرصت میں لاہور جانا تھا.

****

"بھلا کیا ضرورت تھی لاہور جانے کی شادی والا گھر ہے. ہزار کام ہیں لیکن ان لڑکوں کو کوئی ہوش ہی نہیں ہے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فوزیہ بیگم نے بی بی جان سے ذیشان کا گلہ کیا. جبکہ باقی سب بھی مسکراتے ہوئے ان کے شکوے سن رہے تھے.

"اور یہ علی...اس کی شادی ہے اور وہ گھر سے ہی غائب ہے. کوئی اتا پتا نہیں ہے کہ کہاں گیا."

ان کو اب کی بار علی پر غصہ آیا. جو آج صبح سے گھر سے غائب تھا. اور اب شام ہونے کو آئی تھی.

"گیا ہو گا کہیں آوارہ گردیاں کرنے اور کام ہی کیا ہے اس کا."

حسن حیدر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا.

"ارے بھئی اب تو اس پر غصہ کرنا چھوڑ دو. وہ فوجی ہے. ایک بہادر فوجی. قدر کرو اس کی بلکہ تمہیں تو فخر ہونا چاہیے کہ تم ایک فوجی کے باپ ہو."

ہمیشہ کی طرح احسن حیدر سب سے پہلے علی کی سپورٹ میں بولے تھے. تو حسن حیدر زیر لب مسکرا دیے. جبکہ آغا جان نے چور نظروں سے بی بی جان کو دیکھا. جو انہیں ہی گھور رہیں تھیں.

"اوہ... لگتا ہے گل خانم کو پتا چل گیا ہے کہ علی کو میں نے سزا سنائی ہے. جبھی مجھے اس طرح دیکھ رہی ہیں."

آغا جان نے بی بی جان سے نظریں چراتے ہوئے دل میں کہا.

"مجھے کیسے نہ پتا چلتا حیدر خان میں آپ کی رگ رگ سے واقف ہوں."

بی بی جان نے آغا جان کو نظریں چراتے دیکھ کر دل ہی دل میں کہا اور فوزیہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئیں. آغا جان نے شکر ادا کیا. اور خود بھی احسن اور حسن حیدر سے باتوں میں مشغول ہو گئے.

****

علی سارا دن کا تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا تو کچن کے دروازے پر پریشے کو دیکھ کر اس نے ایسا منہ بنایا جیسے کونین جبالی ہو. جبکہ پریشے کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی.

"اگر بدلہ لینا تھا تو خود لیتی نہ' آغا جان کو کیوں بیچ میں لے آئیں."

علی نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور دھپ سے ایک کرسی پر بیٹھا. پریشے نے ایک ٹرے اس کے سامنے کی.

"اب یہ کیا ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے مشکوک نظروں سے پریشے کو دیکھا.

"یہ کھانا ہے."

پریشے مزے سے کہتی ہوئی علی کے سمنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی. اور بیچ میں میز پر رکھی کھانے کی ٹرے علی کی طرف کھسکائی.

"وہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ یہ کھانا ہے لیکن اس میں کیا ملایا ہے تم نے' کیوں کہ تم اتنی اچھی تو ہو نہیں کہ میرے ساتھ اتنا کچھ کرنے کے بعد اب مجھے کھانا پیش کرو گی."

اس نے پریشے کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا. تو پریشے نے اسے ایک گھوری سے نوازا.

"بھائی! پہلی بات تو یہ کہ میں نے آپ سے کوئی بدلہ نہیں لیا. بس آپ کو بتا رہی ہوں کہ آئندہ میری ایشا آپی کو کسی قسم کا کوئی دکھ آپ کی طرف سے نہیں ملنا چاہیے ورنہ پھر انجام کے زمہ دار آپ خود ہوں گے. اور دوسری بات آپ مجھے اتنا بے حس سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو کھانا گرم کر کے بھی نہیں دے سکتی."

پریشے نے پہلے تنبیہی انداز میں اور پھر ناراضگی بھرے لہجے میں کہا. جبکہ علی ہونق بنا بیٹھا تھا.

"پتا نہیں وہ کون سی نندیں ہوتی ہیں جو اپنی بھابھیوں کا جینا حرام کر دیتی ہیں. یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے. اوئے ایک منٹ! کہیں تم نے مجھے تو نہیں بھابھی سمجھ لیا مجھے غور سے دیکھو تمہارا اپنا بھائی ہوں."

علی حیرت سے گنگ لہجے میں بول رہا تھا. جبکہ پریشے کا اس کی الٹی سیدھی باتوں پر اپنی ہنسی نہیں روک پا رہی تھی. پھر بڑی مشکل سے ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولی.

"علی بھائی."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے اتنے پیار سے پکارنے پر علی غش کھاتے کھاتے رہ گیا.

"جی بہنا."

اس نے بھی پریشے کے انداز میں جواب دیا. لیکن دل ہی دل میں آل تو جلال تو پڑھ رہا تھا.

"آپ تھک گئے ہوں گے نہ آج' میری وجہ سے آغا جان نے آپ سے سارا دن کھیتوں میں کام کروایا۔"

وہ روہانسے لہجے میں بولی۔ تو علی نے اس کو دیکھا۔ جس کا انداز کہیں سے بھی بناوٹی نہیں لگ رہا تھا۔

"ہاں بہنا! لیکن تم اداس مت ہو' تم نہ کہتی تو بھی آغا جان مجھے کوئی نہ کوئی سزا سنا دیتے۔ لیکن قصور ان کا بھی نہیں ہے۔ دراصل ان کے ساتھ ایک مسلئہ ہے۔ بی بی جان نے بھی ان کو بہت سزائیں دی تھیں۔ بس اس سب کا بدلہ وہ اب بی بی جان کے لاڈلے اور چہیتے پوتے یعنی مابدولت سے لے رہے ہیں۔ لیکن کب تک مجھ معصوم پر ظلم کے پہاڑ توڑیں گے حیدر خان۔ ایک نہ ایک دن تو ہر کسی کو اس دنیا سے جانا ہی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کی کوئی حسرت ادھوری رہ جائے۔"

علی نے باقاعدہ رونے والے انداز میں اپنا دکھڑا سنایا. لیکن اس دوران اس نے کھانے سے بھی ہاتھ نہیں کھینچا تھا. جب کہ پریشے اب پیٹ پکڑ کر ہنس رہی تھی. اور اس کی آنکھوں میں بہت زیادہ ہنسنے کے باعث آنسو آ گئے تھے. جب کہ علی نے اسے دیکھ کر بے اختیار دل میں اس کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی.

****

پریشے ٹیرس پر کھڑی سامنے زین اور علی کو فٹ بال کھیلتے دیکھ رہی تھی. جب کسی نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا. اور پریشے یکدم ساکت ہوئی اور پھر اتنے زور سے چیخی کہ نیچے لان میں فٹ بال کھیلتے علی اور زین نے بے اختیار اوپر دیکھا تھا. جبکہ پریشے سب سے لاپرواہ اب یمنہ کے گلے لگ گئی تھی.

"افف موٹی اب چھوڑ بھی دو."

یمنہ نے پریشے کو زبردستی خود سے الگ کرتے ہوئے کہا تو پریشے نے اور زور سے اسے بھینچا. جس پر دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس پڑیں. پھر پریشے یکدم ٹھٹھکی.

"میں نے تو تمہیں اپنے گھر کا پتہ کبھی نہیں بتایا پھر تم کیسے یہاں آ گئیں؟"

پریشے نے اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے ہوئے مشکوک لہجے میں پوچھا تو یمنہ گڑبڑا گئی. پھر تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے بولی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ... میں تم سے ملنے نہیں آئی... میں تو اپنی پھوپھو کے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی پر آئی ہوں."

یمنہ کی بات پر پریشے کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا. اس نے بے یقینی سے یمنہ کو دیکھا.

"کک کون ہیں تمہاری پھوپھو؟"

پریشے کو لگا کہ اس نے غلط سنا ہے. لیکن یمنہ کے اگلے جملے پر پریشے کے رویے نے یمنہ کو بوکھلا دیا تھا.

"فوزیہ پھوپھو' میرے بابا تمہارے سگے ماموں ہیں پریشے."

یمنہ اس سے پہلے کہ کچھ اور بتاتی پریشے نے اس کے بال اپنی مٹھی میں اس زور سے جکڑے تھے. کہ اس کی چیخ سن کر اب کی بار علی (جوان کو سکون سے بات کرتا دیکھ کر پھر سے فٹ بال کھیلنے لگ گیا تھا) نے جلدی سے اوپر دیکھا اور پھر اس نے لاؤنج کے دروازے کی طرف دوڑ لگائی. جب کہ نیچے لاؤنج میں موجود ایشا اور رانی بھی اوپر پریشے کے کمرے کی طرف بھاگی تھیں.

"تم... تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی. یمنہہ کی بچی میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی."

پریشے بولنے کے ساتھ ساتھ اس کے بال اور زور سے کھینچتی جبکہ یمنہ نے بھی اب پریشے کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے اور بولنا شروع ہوئی.

"پریشے.... مجھے تو اس دن پتا چلا تھا جب میں نے کالج میں تم سے تمہارا لاکٹ دیکھنے کے لیے مانگا تھا. اور میں نے ذیشان بھائی کے کہنے پر ہی تم سے لاکٹ مانگا تھا. بعد میں جب مجھے معلوم ہو گیا تو میں نے سوچا کہ علی بھائی اور ایشا آپی کی شادی پر آ کر تمہیں سرپرائیز دوں گی اس لیے میں نے ذیشان بھائی کو بھی منع کر دیا تھا. کہ وہ تمہیں ابھی میرے بارے میں کچھ نہ بتائیں."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ نے ساری تفصیل سے اسے آگاہ کیا تھا لیکن اس دوران دونوں نے ہی ایک دوسرے کے بال نہیں چھوڑے تھے. جب کہ پیچھے موجود علی مزے سے ان کے کارنامے دیکھ رہا تھا. رانی نے بھی یہ سب ہونق پن سے دیکھا اور منہ پر حیرت سے ہاتھ رکھ لیا. صرف ایشا ہی آگے بڑھی اور زبردستی دونوں کو چھڑواتے ہوئے بولی.

"پاگل ہو گئی ہو تم دونوں' چھوڑو ایک دوسرے کو اور شکر کرو تم دونوں کی چیخیں بی بی جان کے کمرے تک نہیں پہنچی جہاں سب موجود ہیں."

ایشا کے کہنے پر بمشکل دونوں نے ایک دوسرے کو چھوڑا.

"مت روکیں مجھے ایشا آپی میں آج اس کا خون پی جاؤں گی."

پریشے نے پھر سے ایشا کے پیچھے چھپی یمنہ کی طرف بڑھتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا.
لیکن ایشا نے پریشے کے ہاتھ پکڑ لیے.

"ہاں آؤ میں نے بھی ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہنی ہوئی. تم آؤ میں تمہیں کچا کھا جاؤں گی."

یمنہ نے ایشا کے پیچھے مزید چھپتے ہوئے کہا تو رانی کی ہنسی نکل گئی. پھر یمنہ کے گھورنے پر اس نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا. لیکن علی اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا.

"ہمارا تو اللہ ہی حافظ ہے. دو جنگلی بلیاں ہمارے گھر میں اکھٹی ہو گئی ہیں. یا اللہ ان دونوں کے ہونے والے میاؤں پر رحم فرمانا."

علی نے آخری جملہ ہاتھ اٹھا کر اوپر منہ کر کے کہا تو رانی اور ایشا کے ساتھ یمنہ اور پریشے کی بھی لفظ میاؤں پر ہنسی چھوٹی تھی. پھر دونوں جلدی سے ایک دوسرے سے لپٹ گئیں تھیں. جبکہ اب باقی تینوں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے. جو تھوڑی دیر پہلے ایک دوسرے کے خون کی پیاسی بنی ہوئی تھیں اب ایسے لپٹ کر کھڑی تھیں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو.

ایشا نے علی کی طرف دیکھا. اسی وقت علی نے بھی اس کی طرف دیکھا. دونوں کی نظریں ملیں. پھر علی جلدی سے واپس مڑ گیا. جب کہ ایشا نے اداسی سے جاتے ہوئے دیکھا.

****

"آپ دونوں یہاں رہیں. یہاں آپ کو کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہو گی. ویسے تو یہاں میرے ایک شہید دوست کی والدہ اور بہن رہتی ہیں. لیکن وہ اب ہمیشہ کے لیے حویلی شفٹ ہو گئی ہیں. ان کا سامان آج ہی یہاں سے چلا جائے گا."

ذیشان نے نتاشا بیگم کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا. وہ کل لاہور گیا تھا. اور ان کو وہاں سے زبردستی پشاور لے آیا تھا. کیونکہ وہ اپنی پرنسس کو اداس نہیں دیکھ سکتا تھا.

"اچھا ویسے وہ آپ کی حویلی کیوں شفٹ ہو گئی ہیں. میرا مطلب ہے ان کا اپنا گھر نہیں ہے؟"

سارہ کو یہ بات چبھی تھی. کہ وہ ان کو حویلی کیوں نہیں لے کر جا رہا اور ایک غیر شخص کی ماں اور بہن ہمیشہ کے لیے حویلی شفٹ ہو گئیں. ان کو زیادہ اہمیت کیوں دی جا رہی تھی.

"وہ میرے بھائیوں جیسے شہید دوست کی والدہ اور بہن ہیں. وہ میرے لیے میری اپنی ماں اور بہن ہیں. اور ان کا حق ہے اس حویلی پر' وہ اب اپنا گھر چھوڑ کر کہیں اور تو نہیں رہ سکتیں."

ذیشان نے بھی چبھتے لہجے میں کہا تو نتاشا بیگم نے افسوس سے سارہ کی طرف دیکھا. پھر معزرت خواہ لہجے میں بولیں.

"بیٹا سارہ ویسے ہی پوچھ رہی تھی. تم بتاؤ مجھے میری پری سے کب ملوا رہے ہو؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نتاشا بیگم کو لگا کہ سارہ کا اس طرح بات کرنا ذیشان کو برا لگا ہے. وہ چاہ کر بھی سارہ کی اس عادت کو نہیں بدل پائی تھیں.

"ابھی تو ممکن نہیں ہے. جب تک میں اپنے چاچو سے بات نہیں کر لیتا. اگر گھر میں کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا تو میں گاڑی بھیج دوں گا. آپ پریشے کی شادی اٹینڈ کر کے ہی واپس آیئے گا."

ذیشان کے کہنے پر نتاشا بیگم کو حیرت بھری خوشی ہوئی جبکہ سارہ چونکی تھی.

"کس کے ساتھ ہو رہی ہے پری کی شادی؟"

سارہ نے ذیشان کو دیکھتے ہوئے پوچھا.

"میرے ساتھ."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان کے جواب پر جہاں نتاشا بیگم کو خوشی ہوئی وہیں سارہ نے بمشکل یہ خبر ہضم کی تھی. اور پھر ذیشان کے جانے کے بعد وہ کافی دیر تک اسی بارے میں سوچتی رہی تھی.

"آخر ہر بار یہ پری مجھ سے آگے کیوں نکل جاتی ہے. ذیشان کو دیکھتے ہی میرا دل دھڑکا تھا. آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا. لیکن وہ بھی پری سے شادی کر رہا ہے."

سارہ سے یہ خبر برداشت نہیں ہو رہی تھی. نتاشا بیگم کو پشاور آنے کے لیے راضی کرنے میں اس کا بھی ہاتھ تھا. اور اس نے ذیشان کو دیکھ کر ہی نتاشا بیگم کو راضی کیا تھا.

"نہیں' میں ایسا نہیں ہونے دوں گی. شادی ہو رہی ہے نہ ابھی ہوئی تو نہیں اور میں اس شادی کو ہونے بھی نہیں دوں گی. نہیں پری اس بار تم مجھ سے نہیں جیت سکتیں."

سارہ نے ایک بار پھر پری کے خلاف سازشیں بننا شروع کر دی تھیں. اس کے اندر پھر سے پری سے انتقام لینے کی آگ بھڑکی تھی. جب کہ حویلی میں موجود پری نتاشا بیگم اور سارہ سے ملنے کے لیے بے تاب تھی' اس بات سے بے خبر کہ یہ ملاقات کیا رنگ دکھانے والی ہے.

****

آخری قسط:

"تم نے شادی کی ساری شاپنگ کر لی؟"

یمنہ نے پریشے سے پوچھا. وہ دونوں اب پریشے کے کمرے میں موجود تھیں. اور رات ہونے کو آئی تھی لیکن ان دونوں کی باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں. انہوں نے ایشا کو بھی اپنے ساتھ باتوں میں لگانا چاہا تھا. لیکن وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر چلی گئی تھی. کیونکہ اسے نیند آرہی تھی. کل مایوں تھی. یمنہ نے اپنی ساری شاپنگ پریشے کو دکھادی تھی.

NEW ERA MAGAZINE .com

"میری شاپنگ تو مما نے ہی کر لی تھی. میں ایشا آپی کے ساتھ گئی تو تھی. لیکن تمہیں تو پتا ہے مجھے شاپنگ کے نام سے ہی چڑ ہے بس سارا مال گھومنے کے بعد جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو ویسے ہی واپس آگئی جیسے گئی تھی."

پریشے کے کہنے پر یمنہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی. تو پریشے نے ابرو اچکائے.

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"تم نے واقعی کوئی شاپنگ نہیں کی ہے اپنی شادی کی یا مزاق کر رہی ہو؟"

یمنہ کی بات سن کر پریشے چونکی تھی.

"کیا مطلب اپنی شادی؟"

اس نے حیرت سے یمنہ سے پوچھا تو یمنہ اس سے بھی زیادہ حیرت سے اسے تکنے لگی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو کیا تم نہیں جانتی کہ کل ایشا آپی کی ہی نہیں تمہاری بھی مایوں ہے."

یمنہ کو پریشے کی بے خبری پر حیرانی ہوئی تھی. لیکن پریشے کو یمنہ بات پر ایک جھٹکا سا لگا تھا. وہ خاموشی سے یمنہ کا منہ دیکھتی رہی. اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی. جبکہ یمنہ ساری بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی.

****

ذیشان آئینے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا. کیونکہ آج سب لڑکوں نے کہیں گھومنے جانے کا پلان بنایا تھا. اور ذیشان اسی کی تیاریوں میں مصروف تھا جب کسی نے دھاڑ سے کمرے کا دروازہ کھولا. اس سے پہلے کہ ذیشان پلٹتا لیکن آنے والا اس سے بھی زیادہ تیزی سے اس تک پہنچ کے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کر چکا تھا. اور اس چکر میں ذیشان کے ہاتھ میں موجود پرفیوم کی شیشی آنے والے کو پورا خوشبو میں معطر کر چکی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اررے ارے ے ے پرنسس....."

ذیشان ابھی کچھ بولتا لیکن پریشے نے اس کے ہاتھ سے پرفیوم چھین کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کی بات کاٹی.

"کیا ارے ارے ے... ہاں... نہیں مجھے بتائیں میں کوئی گڑیا ہوں جو مجھ سے پوچھے بغیر آپ نے میری شادی کا شوشا بھی چھوڑ دیا. اور تو اور مجھے کچھ بتایا بھی نہیں."

پریشے لال بھبو چہرہ لیے ذیشان کے سامنے کھڑی اس کا امتحان لے رہی تھی. وہ بغیر کچھ کہے اسے دیکھے جا رہا تھا. جبکہ پریشے جو بہت غصے میں اس سے سوال کر کے اب کسی جواب کی منتظر تھی. اس کے اس طرح دیکھنے سے گڑبڑا گئی. اور جلدی سے پیچھے ہوئی.

"اچھا اگر آپ کو بتا دیتا تو آپ کیا کرتیں' منع کر دیتیں؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان اس کے پیچھے ہٹنے پر ہوش میں آیا اور اس سے سوال کرتے ہوئے واپس مڑا. کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ کچھ دیر اور اس چہرے کو دیکھتا رہا تو کوئی گستاخی کر بیٹھے گا.

"وہ... نہیں میں منع نہیں کرتی لیکن.... ہاں لیکن میں بھی انسان ہوں' میرے بھی کچھ جزبات ہیں. میں بھی پھر خوشی مناتی' بھنگڑے ڈالتی اور.... اور...."

پریشے بے ڈھنگے پن سے بنا سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی. جب اس کی زبان ذیشان کے چھت پھاڑ قہقہے پر رکی. اب اس کا دماغ کام کرنا شروع ہوا تو وہ جلدی سے واپس جانے کے لیے پلٹنے لگی. لیکن ذیشان اس کے جانے سے پہلے ہی اسے اپنی گرفت میں لے چکا تھا.

"یہ.. یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ چھوڑیں مجھے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Articles | Books | Poetry | Interviews

پریشے اس کے اس طرح دیکھنے اور پھر خود پر جھکنے پر گڑبڑائی.

"کچھ نہیں کر رہا ہوں. حالانکہ آپ کی حرکتیں ایسی ہیں کہ خود پر کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا ہے. لیکن اب اگر آپ یہاں کچھ دیر اور رکیں تو پھر مجھ سے گلہ مت کرنا."

ذیشان اس کے گھبرانے پر ہوش میں آیا اور جلدی سے اس کو چھوڑا. اور پھر اس کی بات سن کر پریشے گولی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی. جب کہ اس کی تیزی پر ذیشان ہنس پڑا.

"پاگل ہے پوری..."

ذیشان کہتے ہوئے پھر آئینے کی طرف مڑا اور اپنی تیاری کا جائزہ لینے لگا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"کہاں گئیں تھیں تم؟"

پریشے جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی یمنہ جلدی سے اس کی طرف بڑھی اور بے چینی سے پوچھا.

"وہ... شان کے پاس.... ان سے پوچھنے کہ مجھ سے پوچھے بغیر انہوں نے میری شادی والا شوشا کیوں چھوڑا."

پریشے نے اپنی سانسیں درست کرتے ہوئے جواب دیا. جب کہ یمنہ اسے دیکھ کر رہ گئی. جو گئی تو اتنے غصے میں تھی لیکن اب اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے نظریں چراتے ہوئے دھیمے لہجے میں جواب دے رہی تھی.

"یار تم اتنی سی بات پر ناراض ہو گئیں ذیشان بھائی سے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ نے اس کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا.

"چپ کرو تم شان کی چمچی. مجھے غصہ آرہا ہے."

پریشے نے اس کے بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا. اب وہ پھر سے پہلے والے روپ میں آگئی تھی. اور اب ایک بار پھر اسے ذیشان پر غصہ آنے لگا تھا.

"اررے یار ہو سکتا ہے وہ بتاتے ہوئے شرما رہے ہوں."

یمنہ نے اپنی طرف سے اندازہ لگایا. جبکہ باہر کھڑے سالار کا قہقہ بے اختیار تھا. پھر اس سے پہلے کہ یمنہ یا پریشے باہر دیکھتیں سالار ذیشان کے کمرے میں جا چکا تھا.

"ویسے تمہیں یاد ہے یمنہ جس کی گاڑی سے میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا....."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایکسیڈنٹ نہیں ہوا تھا. تم نے ڈرامہ کیا تھا."

پریشے ابھی بول ہی رہی تھی جب یمنہ نے اس کی بات کی تصحیح کی تو پریشے نے اسے گھورا.

"چپ کرو تم... تمہیں زیادہ پتا ہے...اچھا خیر تو میں کہہ رہی تھی.اس ایکسیڈنٹ کرنے والے لڑکے سے میں دوبارہ ملی تھی.پتا ہے وہ شان کا دوست ہے.لیکن یار جو ان کے ساتھ لڑکی تھی نہ وہ دہشتگرد کے ایک حملے میں شہید ہو گئی ہے."

پریشے کے سالار اور نیلم کے بارے میں بتانے پر وہ حیران ہوئی.

"تو کیا سالار ذیشان بھائی کے دوست ہیں..."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ دل ہی دل میں حیران ہوئی.اسے بے اختیار کراچی کے ایک شاپنگ مال میں سالار سے ہوئی ملاقات یاد آئی.جس کے بارے میں ابھی اس نے پریشے کو نہیں بتایا تھا.

کچھ دن پہلے:

یمنہ شادی کی شاپنگ کرنے کراچی کے ایک مشہور شاپنگ مال میں آئی ہوئی تھی. فیصل صاحب اور ثمینہ بیگم کو کسی کی عیادت کرنے جانا تھا تو وہ پریشے کو شاپنگ مال چھوڑ کر چلے گئے. انہوں نے واپسی پر پریشے کو پک کرنا تھا.

یمنہ کب سے اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی. اسے کوئی ڈریس پسند نہیں آرہی تھی. ابھی بھی وہ تیسری بار پھر سے ایک ہی شاپ پر آئی تو دکاندار جھنجھلا اٹھا تھا.

"بی بی... آپ کو کچھ لینا بھی ہے یا بس نئے ڈریس دیکھ دیکھ کر ہی دل بہلانے آئی ہیں."

دکاندار اب کی بار اکھڑے لہجے میں بولا تو یمنہ کو رونا آگیا. وہ اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر رو پڑتی تھی.

"یہ تینوں ڈریس پیک کر دیں. اور ہاں دکانداری کرنی ہے تو اپنے اندر برداشت پیدا کریں. کسٹومر اس سے بھی زیادہ تنگ کرتے ہیں. آپ کو ایک خاتون سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے."

اس سے پہلے کہ یمنہ وہاں سے جاتی کسی کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر مڑی تھی. جواب اپنے والٹ سے پیسے نکال کر دکاندار کو دے رہا تھا. پھر وہ حیرانی سے دکاندار کو دیکھنے لگی جو اس کو اس شخص کے پیک کروائے ہوئے ڈریس دے رہا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں یہ میں نے نہیں لیے ہیں."

یمنہ کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے. تو اس شخص نے دکاندار کے ہاتھ سے بیگ لیا اور زبردستی یمنہ کے ہاتھ میں پکڑا دیا.

"یہ آپ رکھیں. آپ کو انہی تین ڈریسز میں کنفوژن تھی. کہ آپ کون سا لیں. تو میں نے تینوں پیک کروا دیے. اور ہاں میں جانتا ہوں کہ آپ کے پاس پیسے ہیں. لیکن اب میں نے پے کر دیے ہیں تو مجھے آپ پیسے واپس کر کے شرمندہ نہ کریں."

یمنہ حیرانی سے اس شخص کا بولتا ہوا دیکھ رہی تھی. اسے لگا کہ اس نے کہیں اس کو دیکھا ہوا ہے. لیکن کہاں یہ اس کو یاد نہیں آ رہا تھا. پھر تھوڑی دیر بعد دکاندار کی آواز پر چونکی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"سوری میم... مجھے آپ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی."

دکاندار شرمندگی سے بول رہا تھا. اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ شخص رش میں کہیں غائب ہو گیا تھا.

"کوئی بات نہیں... بلکہ سوری تو مجھے کرنا چاہیے... میں نے آپ کو کافی تنگ کیا."

وہ دھیمے سے کہتے ہوئے جلدی سے دکان سے نکل کر اس رش میں اس شخص کو ڈھونڈنے لگی. اور پھر اس کو کہیں نہ دیکھ کر باہر نکلی. لیکن اس کی گاڑی کے پاس ہی وہ اپنی بائیک اسٹارٹ کرتا ہوا مل گیا.

"سنیں...رکیں..."

یمنہ نے دور سے ہی اس کو آواز لگائی. پھر تیزی سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی. اور پھولے سانس کے ساتھ بولی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے... لیکن خیر... آپ کا شکریہ اس کے لیے لیکن میں یہ ایسے ہی نہیں رکھ سکتی' سوری."

یمنہ کے کہنے پر وہ شخص ہلکا مسکرایا.

"میرا نام سالار ہے اور ہماری پہلی ملاقات آپ کی دوست پری کے میری کار سے ایکسیڈنٹ کا ڈرامہ کرنے پر ہوئی تھی. اس کے بعد میں نے آپ کو آپ کے گھر ڈراپ بھی کیا تھا. اور جہاں تک بات ہے ان ڈریسز کی تو یہ آپ رکھ لیں اس کے بدلے پھر کبھی آپ میری مدد کر دیجیے گا."

اس نے بائیک اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو یمنہ جلدی سے بولی.

"آپ کو لگتا ہے کہ ہماری پھر سے ملاقات ہو گی؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جو جانے ہی لگا تھا یمنہ کی بات پر رکا. پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا.

"ہاں... مجھے لگتا ہے کہ ہماری ملاقات ہو گی."

اس نے کہا اور پھر چلا گیا. جبکہ یمنہ اس کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی. پھر اپنے سر پر ہلکی سے چپت لگاتے ہوئے خود سے بولی.

"افف...مجھے کیوں بھول گئی وہ ملاقات....وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ میں کتنی بھلکڑ لڑکی ہوں. لیکن خیر ہے جو بھی سوچیں مجھے کیا."

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب کسی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا. اس نے مڑ کر دیکھا تو فیصل صاحب تھے.

"بیٹا یہاں کیا کر رہی ہو...میں تمہیں مال میں ڈھونڈ رہا تھا اور تم یہاں آ گئیں اور موبائل بھی اپنا گاڑی میں ہی بھول گئی تھیں."

فیصل صاحب پریشانی سے کہہ رہے تھے تو وہ شرمندہ ہوئی.

"سوری بابا جان...."

اس نے شرمندگی سے کہا تو فیصل مسکرا پڑے پھر اس کو ساتھ لگائے گاڑی کی طرف بڑھے.

"آآآآآآآپریشے کی بچیییی.... میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں..."

پریشے یمنہ کو اس طرح کھویا ہوا دیکھ کر کندھے اچکاتی باتھروم کی طرف بڑھ گئی تھی. لیکن جب واپس آئی تو تب بھی یمنہ کو اسی طرح کھوئے کھوئے انداز میں بیٹھے دیکھا. تو بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر پورا یمنہ کے اوپر گرا دیا. یمنہ ہوش میں آئی تو زور سے چلائی تھی. اور تھوڑی ہی دیر میں پریشے کا کمرہ کباڑ خانے کا منظر پیش کر رہا تھا.

****

آج مایوں تھی. کچھ قریبی مہمان صبح ہی صبح ہی پہنچ گئے تھے. باقیوں نے تھوڑی دیر تک آنا شروع کر دینا تھا. فنکشن کا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا. آج کے فنکشن میں صرف خواتین مدعو تھیں. ثمینہ بیگم (یمنہ کی ماما) اور فوزیہ بیگم سارے انتظامات

دیکھ رہی تھیں. بی بی جان کچھ خواتین کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں. نفیسہ بیگم بھی وہیں موجود تھیں.

جبکہ مرد حضرات آغا جان کے حجرے میں موجود تھے. آج کا سارا دن انہوں وہیں گزارنا تھا. ذیشان' علی اور سالار باہر کے انتظامات دیکھ رہے تھے.

"ماسی یہاں پھر سے جھاڑو لگاؤ. بچوں نے سارا کچرا کر دیا."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار کسی آواز پر کرنٹ کھا کر پلٹا اور جلدی سے جھاڑو نیچے پھینکا. سالار کسی ملازم سے لان کی صفائی کروا رہا تھا. جب ملازم کو فوزیہ بیگم نے کسی کام سے بلا لیا. اور پھر کافی دیر تک وہ نہیں آیا تو سالار نے وہاں خود ہی جھاڑو لگانا شروع کر دیا. اسی وقت علی کسی کام سے لان میں آیا تو سالار کو دیکھ کر زور سے بولا. لیکن سالار علی کی بات سے زیادہ وہاں چائے لے کر آئی یمنہ کو ہنستا دیکھ کر شرمندہ ہوا تھا.

"وہ.... میں یہ چائے لیکر آئی تھی."

یمنہ نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے چائے ایک میز پر رکھی اور واپس جانے کے لیے مڑی.

"کچھ تو شرم کیا کرو یار' مجھے ماسی بنا دیا. تمہاری کزن کیا سوچتی ہو گی میرے بارے میں."

سالار نے علی کو گھورتے ہوئے کہا. تو علی نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"نہ... تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری کزن تمہارے بارے میں کیوں سوچے گی؟"

علی نے اچنبھے سے سالار کو گھورتے ہوئے کہا تو سالار نے بھی جواباً اسے گھورا.

"نہیں میں تو ویسے ہی جانکاری کے لیے پوچھ رہا تھا. چلو اچھا شاباش یہ کام ختم کر کے سٹیج بنوانے میں ذیشان کی مدد کر دینا. میں چلتا ہوں."

علی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور گردن اکڑاتے ہوئے آگے بڑھا. لیکن زیادہ دور نہیں گیا تھا جب سالار کا پھینکا ہوا جھاڑو اس کی کمر میں جا کر لگا تھا.

"اوئی ماں.....او ظالم انسان کچھ تو خیال کر' آج میری مایوں ہے."

علی نے بلبلاتے ہوئے کہا تو سالار کی ہنسی چھوٹی.

"تمہاری مایوں نہیں ہے. تمہاری دلہن کی مایوں ہے. اور اسی لیے اب تم پورے لان کی صفائی کرو گے."

سالار نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تو علی نے رونی صورت بنائی.

"اور ہاں... چاہو تو کسی ملازم کو ملا لو اپنے ساتھ."

سالار کے کہنے پر علی جو سالار کے پلٹنے پر خوش ہوا اب اس نے برا سا منہ بنایا.

"میری شادی پر مجھ سے ہی کام کروا رہے ہیں یہ سب. ہے نہ وہی ظالم سماج."

علی کی بڑبڑاہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے سالار اسٹیج بنواتے ذیشان کی طرف بڑھ گیا.

****

سب لڑکیوں نے ایشا کے کمرے میں ڈیرہ ڈالا ہوا تھا. بیوٹیشن کو گھر بلایا گیا تھا. ایشا اور پریشے کو تیار کرنے کے بعد اب وہ سوہا کو تیار کر کے اس کا ہیئر اسٹائل بنا رہی تھی. جبکہ یمنہ خود ہی تیار ہوئی تھی.

"ارے لڑکیوں جلدی کرو' رات کا نہیں دن کا فنکشن ہے اور تم لوگوں کی....."

فوزیہ بیگم آئیں تو دروازے میں ہی کھڑی ہو کر ان کو جلدی تیار ہونے کا بولنے لگیں. لیکن اس پہلے کہ وہ جملہ پورا کرتیں پریشے جس نے دروازے کی طرف پیٹھ کی ہوئی تھی جلدی سے پیچھے مڑی. اس کو دیکھ کر فوزیہ بیگم کو جیسے چپ لگ گئی تھی.

پیلے اور ہلکے سبز رنگ کا فراک پہنے میک اپ کے نام پر بھوری آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر ہلکی گلابی لپ اسٹک لگائے اور بالوں کو ہلکا سا کرل کر کے اسے ایک طرف ڈالے وہ بلکل گڑیا لگ رہی تھی. وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھیں. اور پریشے کے قریب آئیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مما میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

پریشے نے اپنی بھوری آنکھوں میں شرارتی چمک لیے فوزیہ بیگم سے پوچھا. تو فوزیہ بیگم ہوش میں آئیں.

"ماشاءاللہ.... اللہ میری گڑیا کو نظر بد سے بچائے."

فوزیہ بیگم نے کہتے ساتھ ہی اسے گلے سے لگالیا تو پریشے ان کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر حیران ہوئی.

"مما! میں رخصت ہو کہ کہیں اور تو نہیں جارہی. پھر آپ کیوں رو رہی ہیں؟"

پریشے کے کہنے پر فوزیہ بیگم اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولیں.

"میرا بچہ بس یہ سوچ کر آنکھیں نم ہو گئیں کہ میری پریشے آج اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اس کی شادی ہو رہی ہے. جبکہ میں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تم کل ہی پیدا ہوئی ہو."

انہوں نے آنکھیں صاف کیں اور اپنے دائیں جانب موجود خاموش کھڑی ایشا کی طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر بے اختیار اس کو گلے سے لگالیا.

"میری خوبصورت بیٹی' ماشاءاللہ! چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہو. ہمیشہ خوش رہو."

انہوں نے کہتے ساتھ ہی ایشا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور پھر سے ایشا کے ساتھ پریشے کو بھی خود سے لپٹا لیا.

"اور ہمممم....."

کب سے خاموشی سے ان کو دیکھتے ہوئے اب یمنہ اور سوہا کا صبر جواب دے گیا تو دونوں ایک ساتھ زور سے بولیں.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اررے میں کس لیے ہوں... جلدی آؤ."

دروازے میں موجود ثمینہ بیگم نے ان کو دیکھ کر اپنی باہیں وا کیں تو سوہا نے یمنہ کی طرف دیکھا اور پھر دونوں بھاگتی ہوئی ثمینہ بیگم کی باہوں میں سما گئیں. فوزیہ بیگم کے ساتھ ساتھ ایشا اور پریشے بھی ہنس پڑیں.

"اچھا بس کرو اب اور جلدی سے باہر آؤ... سب انتظار کر رہے ہیں."

ثمینہ بیگم کے کہنے پر وہ سب دروازے کی طرف بڑھیں.

****

"اوئے وہ دیکھ آ گئیں..."

NEW ERA MAGAZINE .com

علی نے زور سے ذیشان کے کندھے پر ہاتھ مارا تو اس نے علی کو ایک گھوری سے نوازا. جس پر علی ڈھٹائی سے ہنس دیا. وہ سب ٹیرس پر موجود تھے. ان کو لان میں جانے کی اجازت نہیں تھی. اسی لیے وہ ٹیرس پر آ گئے تھے. لیکن لڑکیوں کا رخ لان کی طرف تھا. جس کی وجہ سے علی اور ذیشان اپنی اپنی دلہنوں کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہے تھے. ذیشان تو خاموش کھڑا رہا لیکن علی سے خاموش نہیں رہا گیا تھا.

"یار یہ کیا بات ہوئی. ان کا رخ ادھر کیوں ہے؟"

علی نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو سب کی ہنسی چھوٹی تھی.

"علی بھائی مجھے نہیں پتا تھا کہ مہندی کا فنکشن لان میں نہیں ٹیرس پر تھا. یار یہ تو سچ میں آپ کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے."

حارث نے علی سے دور ہوتے ہوئے کہا تو علی نے آگے بڑھ کر اس کی گردن دبوچی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Interviews

"تو چپ کر کے کھڑا رہ' نہیں تو سوہا سے اپنی ملاقات بلکہ شادی کو ہی بھول جا."

علی نے حارث کے کان میں کہا اور زور سے اس کے پیٹ میں ایک کہنی ماری. جبکہ حارث جلدی سے سیدھا ہوا.

"ارے نہیں بھائی میں تو مذاق کر رہا تھا. آپ بھی نہ' ہر بات پر سنجیدہ ہو جاتے ہیں."

حارث کے کہنے پر علی نے مسکراہٹ دبائی. حارث حسن حیدر کے قریبی دوست کرنل وسیم خان کا بیٹا تھا. جو حال ہی میں باہر سے انجینئیرنگ کی ڈگری لے کر آیا تھا. مسز کرنل حارث کی شادی کرنا چاہتی تھیں. اور اس سلسلے میں انہوں نے حسن حیدر سے بات کی تو انہوں نے مسز کرنل کو سوہا کے بارے میں بتایا. جس پر وہ بے حد خوش ہوئیں. اور اس طرح دونوں طرف سے ہاں ہو جانے پر ان کی بات پکی کر دی گئی.

"چلو نیچے اس سے پہلے کہ کسی کی نظر ہم پر پڑے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Articles|Books|Poetry|Urdu News

ذیشان نے کہا تو علی کے ساتھ ساتھ حارث بھی سوہا کو نہ دیکھنے کی وجہ سے دل مسوس کر کے رہ گیا. جبکہ سالار اور ذیشان علی کے فورس کرنے پر ہی آئے تھے. پھر سب علی کے کمرے کی طرف بڑھ گئے.

****

"پریشے اٹھ بھی جاؤ یار اور کتنا سوؤ گی. کچھ تو خیال کرو آج تمہاری شادی ہے."

یمنہ پریشے کو کب سے جگانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن پریشے تو جیسے گھوڑے گدھے بیچ کر سوئی ہوئی تھی. جب پریشے کسی صورت اٹھنے کو تیار نہ ہوئی تو یمنہ نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور پریشے پر پلٹ دیا. پریشے ہڑ بڑا کر اٹھی تھی.

"کیا آفت آپڑی ہے یمنییی."

پریشے نے دانت پیستے ہوئے کہا تو یمنہ کھلکھلا کر ہنس پڑی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اٹھ جاؤ اب 'چھوٹی پھوپھو کتنی بار آچکی ہیں. مہمان بھی آنا شروع ہو گئے ہیں. اور دلہن صاحبہ نیند کے مزے اڑا رہی ہیں."

یمنہ نے پریشے کو زبردستی کھڑا کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کو باتھروم کے اندر دھکیل کر آئی تو پریشے نے غصے سے اف کہتے ہوئے دروازہ بند کیا.

"اس لڑکی کی نیند بھی نہ' مجھے تو میرے بھائی پر ترس آرہا ہے."

ایشا نے ہنستے ہوئے کہا. تو سوہا اور یمنہ بھی ہنس پڑیں.

"ہاں' بچارے ساری زندگی اپنی پرنسس کو جگاتے ہی رہیں گے."

یمنہ کے کہنے پر ایک بار پھر سب مسکرا دیں.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ بیوٹیشنز بھی آگئی ہیں."

سوہا نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے اطلاع دی تھی.

آج بھی بیوٹیشنز نے گھر آنا تھا. کیونکہ آغا جان کا حکم تھا کہ دلہنیں پارلر نہیں جائیں گی. اسی لیے احسن صاحب نے بیوٹیشنز کو گھر ہی بلوالیا تھا.

****

"میں چھوڑوں گی نہیں اس پریشے حسن کو' آخر کیوں یہ میری ہر خوشی مجھ سے چھین لیتی ہے. کیا بگاڑا ہے میں نے اسکا."

سارا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پریشے کا قتل کر دے. نتاشا بیگم نے کل ہی اس کو کہہ دیا تھا. کہ پریشے کی بارات میں جانا ہے تیار ہو جانا. لیکن سارہ یہ خبر سن کر بپھر گئی تھی. اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر کیسے وہ اس شادی کو روکے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سارہ تیار ہو گئیں... اررے یہ کیا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی بیٹا پریشے کی شادی ہے آج' جلدی کرو اور ڈرائیور کب سے انتظار کر رہا ہے."

نتاشا بیگم اس کو بیڈ پر اوندھا لیٹا دیکھ کر حیران ہوئیں.

"مام مجھے دس منٹ دیں. میں تیار ہو کے آتی ہوں."

سارہ نے کچھ سوچتے ہوئے نتاشا بیگم سے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے باہر چلی گئیں. جبکہ سارہ نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور کسی کو میسج کرنے لگی. تھوڑی دیر بعد وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی.

"مجھے یقین ہے میرے حویلی پہنچنے سے پہلے ہی تمہارا نکاح کینسل ہو چکا ہو گا پری بیگم."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے گیٹ کی جانب قدم بڑھائے.

****

ذیشان اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا جب اس کے موبائل پر میسج ٹیون کی آواز آئی. اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو کسی انجان نمبر سے ایک ویڈیو بھیجی گئی تھی. اس نے ویڈیو کھول کر دیکھی تو غصے سے جبڑے بھینچے.

"تو میں نے تمہیں سمجھنے میں غلطی کر دی."

ذیشان نے سوچتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچی اور موبائل کو ٹیبل پر پٹخا. اسی لمحے علی کے ساتھ سالار اور حارث کمرے میں داخل ہوئے.

"واہ ذیشان تم دلہا بن کے تو اور بھی پیارے لگ رہے ہو."

NEW ERA MAGAZINE .com

سالار نے آگے بڑھ کر ذیشان کے گلے لگتے ہوئے کہا. حارث بھی اس کے گلے لگ گیا. جب کہ علی ان کو گھورنے لگا.

"میں بھی دلہا ہوں. مجھے تو تم دونوں نہیں ملے اس طرح."

علی کی بات حارث اور سالار ہنستے ہوئے اس کے گلے لگے. پھر علی نے ذیشان کی طرف دیکھا.

"واہ میرے شہزادے..."

علی نے تھوتھو کرتے ہوئے ذیشان کی عورتوں کی طرح نظر اتاری اور آگے بڑھ کر ذیشان کا منہ چوم لیا. جس پر ذیشان بمشکل مسکرایا. جبکہ حارث اور سالار نے بے اختیار قہقہ لگایا تھا. لیکن ذیشان کے اس عجیب رویے کو علی محسوس کر چکا تھا. پھر وہ سب کمرے سے باہر نکلے اور نیچے لان کی طرف بڑھ گئے. آج کا فنکشن بھی لان میں ہی منعقد کیا گیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اسٹیج پر دو جھولے ساتھ ساتھ رکھے گئے تھے. دونوں جھولے لال اور سفید پھولوں سے سجائے گئے تھے. ایک جھولے پر علی کے ساتھ حارث اور دوسرے جھولے پر ذیشان کے ساتھ سالار بیٹھا تھا.

"چلو لڑکو اٹھو اور مردانے کی طرف جاؤ. مہمان خواتین کو لان کی طرف لایا جا رہا ہے."

ثمینہ بیگم نے سالار اور حارث سے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے بیچ میں بنائی گئی ایک پردے کی دیوار کو اٹھا کر دوسری طرف چلے گئے. اب اسٹیج پر علی اور ذیشان رہ گئے تھے.

"ذیشان کیا ہوا ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے موقع ملتے ہی ذیشان سے سوال کیا. ذیشان نے ساری بات بتا دی. اور ساتھ ہی اس کو گھوریوں سے بھی نوازا کیونکہ اس میں علی کی لاپرواہی بھی تھی.

"تو اب اگر اس نے یہ زہر پریشے کے سامنے اگلا تو پریشے اس کے رویے سے ہرٹ ہو گی."

علی نے پریشانی سے کہا تو ذیشان یمنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا دیا.

"اس کا انتظام میں نے کر دیا ہے."

علی نے اچنبھے سے اسکی طرف دیکھا. اسی وقت دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا. تو علی اور ذیشان نے بے اختیار سامنے دیکھا.

ثمینہ بیگم اور یمنہ کے بیچ میں سہج سہج کر قدم رکھتی گہرے لال رنگ کے لہنگے میں ملبوس پریشے سیدھا ذیشان کے دل میں اتر رہی تھی. اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ آج اس کی پرنسس اس کی ہی دلہن کے روپ میں اس کے سامنے موجود تھی. جبکہ دوسری طرف مہرون رنگ کے لہنگے میں ملبوس ایشا سوہا اور فوزیہ بیگم کے درمیان آہستہ سے چلتی ہوئی علی کا دل دھڑکا گئی تھی. اس وقت وہ ایشا سے ناراضگی بھول کر بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھے جا رہا تھا. اور یہی حال ذیشان کا تھا. اس نے دل میں بے اختیار دعا کی کاش یہ وقت تھم جائے.

دونوں دلہنوں کا چہرہ ڈوپٹے کی جالی دار پلو سے چھپایا گیا تھا. جس کی وجہ سے ان کا چہرہ واضح نظر نہیں آرہا تھا. دلہنیں اسٹیج کے قریب آچکی تھیں. کیونکہ ابھی ایشا اور علی کا نکاح نہیں ہوا تھا تو اسی وجہ سے ذیشان نے ایشا کی طرف ہاتھ بڑھایا اور علی نے پریشے کو اسٹیج پر چڑھنے میں سہارا دیا.

پریشے سر جھکائے بورسی بیٹھی تھی جب کسی نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے اوپر کیا. تو وہ یکدم ساکت ہوئی.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مام....آپ..."

پریشے کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے سامنے نتاشا بیگم کھڑی تھیں. جبکہ ساتھ ہی سارہ بھی موجود تھی. جس نے نتاشا بیگم کے ملنے کے بعد خود بھی آگے بڑھ کر بناوٹی انداز میں اس سے پیار جتایا. پریشے کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا.

اسی دوران علی کو دیکھ کر سارہ کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا.

"اوہ نو... یہ یہاں کیا کر رہا ہے... اوہ مائی گاڈ... کہیں یہی تو پریشے کا بھائی نہیں ہے اور میں کیا سمجھ رہی تھی. اوہ نو یہ مجھ سے کیا ہو گیا. اب تک تو ذیشان نے وہ ویڈیو دیکھ بھی لی ہو گی."

سارہ فق ہوتے چہرے کے ساتھ منہ پر ہاتھ رکھے نفی میں سر ہلا رہی تھی. جب اسے اپنے قریب سے ہی کسی کی آواز سنائی دی.

"تو آپ نے کیا سمجھا تھا ڈیئر سارہ آپا کہ آپ وہ ویڈیو ذیشان بھائی کو دکھا کر ان کو پریشے سے بد ظن کر دیں گی. چچ چچ چچ.... آپ کی سازش ناکام ہو گئی ڈیئر سارہ آپا..."

یمنہ نے سارہ کے کان میں مسکراتے ہوئے سیسہ انڈیلا. جبکہ سارہ نے بے اختیار ذیشان کی طرف دیکھا جو سارہ کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر گیا تھا.

دراصل سارہ نے ملک ہاؤس میں ہی ایک رات کو پریشے کے کمرے میں کسی سائے کو جاتے دیکھا تھا تو اپنا موبائل لے کر بھاگتی ہوئی اس کے کمرے کی کھڑکی کے پاس آئی تھی. اور وہاں کسی لڑکے کو سوئی ہوئی پریشے کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے ویڈیو بنالی تھی. اس نے سوچا تھا کہ اس ویڈیو سے وہ پریشے کو بلیک میل کرے گی. لیکن انہی دنوں پریشے اچانک بے ہوش ہونے کی وجہ سے اسپتال میں ایڈمٹ ہو گئی تھی. اور پھر اسپتال سے ہی اس کو ذیشان اپنے خفیہ فلیٹ میں لے گیا تھا. اس کے بعد سارہ کا آج پریشے سے سامنا ہوا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ نو... تو وہ پریشے کا بھائی تھا. جو اس سے چھپ کر ملنے گیا تھا. اور میں کیا سمجھی تھی. اب تو ذیشان کی نظروں میں بھی گر چکی ہوں."

سارہ چکراتے سر کے ساتھ اسٹیج سے اتری تھی.

"سب خواتین پردہ کر لیں. کچھ مرد حضرات نکاح خوان کے ساتھ اسٹیج پر آرہے ہیں."

بی بی جان نے ارد گرد موجود خواتین سے کہا تو وہ جلدی سے ادھر ادھر ہو گئیں. تھوڑی ہی دیر میں آغا جان نکاح خواں کو لے کر آتے دکھائی دیے. ان کے پیچھے احسن حیدر' حسن حیدر اور فیصل صاحب بھی تھے. اور پھر کچھ دیر بعد ایشا احسن حیدر سے ایشا علی حیدر بن چکی تھی. نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے وہ بے اختیار رو پڑی تھی. تو ذیشان اور احسن حیدر ایک ساتھ آگے بڑھے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا.

نکاح ہو چکا تھا. اب خاندان کی کچھ خواتین باری باری اسٹیج پر آکر مبارکباد اور دعائیں دے رہی تھیں. کچھ دیر میں یمنہ اور سوہا نے مل کر کچھ رسمیں بھی کیں.

"بی بی جان پریشے کا نکاح کس وقت ہو گا."

نتاشا بیگم کو حیرانی ہوئی تھی. کیونکہ ابھی تک پریشے اور ذیشان کا نکاح نہیں کیا گیا تھا. اور نتاشا بیگم نے سوال کر کے سارہ کے منہ کی بات چھین لی تھی.

"بیٹا پریشے اور ذیشان کا نکاح تو ان کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا."

بی بی جان کے کہنے پر نتاشا بیگم نے حیرت اور خوشی سے سر ہلایا لیکن سارہ کو لگا جیسے اس پر چھت آ گری ہو.

"میں جس نکاح کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی. وہ تو کئی سال پہلے ہی ہو چکا تھا. بس بہت ہو گیا. اب اور میں یہاں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکوں گی. پریشے اب میں تم سے اتنی دور چلی جاؤں گی کہ تم میری کوئی خوشی نہیں چھین سکو گی."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ پاگلوں کی طرح خود سے باتیں کرتے کھڑی ہوئی تھی. یہ سوچے بغیر کہ اس کے ساتھ موجود نتاشا بیگم ایک ایک لفظ سن چکی ہیں.

"بلکل سارہ.. اب ہمیں یہاں ایک منٹ بھی نہیں رکنا چاہیے... کیونکہ ہم اس قابل ہی نہیں ہیں. بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیے کہ تم نے مجھے اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ میں اب پری کا سامنا کر سکوں."

نتاشا بیگم نے اس کا بازو پکڑا اور باہر کی طرف چل دیں. جبکہ دور سے دیکھتے ذیشان نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر پریشے کی طرف دیکھا جو جھنجھلائی بیٹھی تھی.

"پرنسس کیا ہوا ہے؟"

ذیشان نے آہستہ آواز میں پوچھا تو پریشے جیسے پھٹ پڑی تھی.

"یہ آنٹیاں میری پپیاں کیوں لے رہی ہیں. سارا میک اپ خراب کر دیا میرا... مجھے نہیں بیٹھنا یہاں."

پریشے سخت جھنجلاہٹ کے عالم میں بولی تھی. ذیشان نے بمشکل اپنے قہقے کا گلہ گھونٹا تھا. کیونکہ اسٹیج پر اور بھی لوگ موجود تھے.

" صحیح کہہ رہی ہو' یہ آنٹیاں میرا حق چھیننے کی کوشش کر رہی ہیں...اب کوئی آئے تو سہی ادھر."

ذیشان کے کہنے پر پریشے کا چہرا شرم سے گلنار ہوا. تو ذیشان محفوظ ہوا تھا.

دوسری طرف علی بظاہر منہ بنا کر بیٹھا تھا. جبکہ ایشا نکاح کے بعد پہلے سے زیادہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی. کیونکہ علی کے مزاج بتا رہے تھے کہ وہ ایشا سے ناراض ہے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"پہلے پچاس ہزار نکالیں پھر میں اندر جانے دوں گی. نہیں تو آپ آج رات باہر ہی گزاریں گے."

سوہا نے علی کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی. جبکہ علی نے برا سا منہ بنایا.

"پہلے عجیب و غریب رسموں میں تم اور یمنہ مجھ سے اتنے پیسے بٹور چکی ہو. اب ایک اور رسم... یار کیوں ظالم سماج بنی ہوئی ہو."

علی نے اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے ہوئے سوہا کو گھورا. تو سوہا کھلکھلا کر ہنس پڑی. جبکہ علی کے ساتھ کھڑے حارث نے بے اختیار اسے دیکھا. کیونکہ اس سے پہلے وہ اپنے موبائل لگا ہوا تھا.

"ایکسکیوزمی.... ان رسموں کے پیسے ذیشان بھائی نے دیے تھے آپ نے نہیں. اور آپ نے اندر جانا ہے کہ نہیں؟"

سوہا نے بھی جواب میں علی کو گھورا تو علی نے جیب سے والٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا.

"یہ لو سارا رکھو. اور مجھے بخش دو اب بہنا' میری دلہن بچاری میرا انتظار کر کر کے تھک گئی ہو گی."

علی کے کہنے پر سوہا علی کے کمرے کے دروازے سے ہٹی تو علی جلدی سے اس کی جگہ پر پہنچا. پھر واپس پلٹتے ہوئے بولا.

"ارے... تم دونوں کا آپس میں تعارف کروانا تو میں بھول ہی گیا... حارث یہ سوہا ہے... اور سوہا یہ حارث ہے میرا دوست اور ہونے والا بہنوئی.... اور ہاں سوہا... یہ والٹ خالی ہے... بائے بائے."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

علی تو کہہ کر کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا. لیکن سوہا سن سی کھڑی اب بند دروازے کو گھور رہی تھی. جبکہ حارث نے پہلے حیرانی سے سوہا کو دیکھا اور پھر علی کی آخری بات پر زور سے ہنسا تھا. پھر گلا کھنکھارتے ہوئے بولا.

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے. لان میں چل کر بات کرتے ہیں."

حارث کے کہنے پر سوہا نے مڑ کر اس کو دیکھا اور حیرانی سے بولی.

"کیا بات...."

چلیں تو سہی سوہا....کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں."

حارث کے کہنے پر سوہا نے سر جھکایا پھر حارث کے پیچھے ہی سیڑھیاں اترتی گئی.

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ ذیشان کو سیڑھیوں پر ہی روک چکی تھی.

"پیسے نکالیں شان بھائی...."

یمنہ نے شرارت سے کہا تو ذیشان نے گھورا.

"خبردار جو آئندہ مجھے اس نام سے پکارا تو' اس نام سے پکارنے کا حق تو صرف میری پرنسس کو ہے۔"

ذیشان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا والٹ یمنہ کی طرف بڑھایا۔ لیکن یمنہ سے پہلے ہی وہ والٹ سالار نے اچک لیا۔ یمنہ نے حیرانی سے اس کو دیکھا۔ پھر ذیشان کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے۔

"بھئی میں نے تو پورا والٹ ہی دے دیا اب تم جانو اور سالار جانے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان کہتے ساتھ ہی سیڑھیاں چڑھ گیا۔ جبکہ یمنہ اب سالار کو گھورتے ہوئے بولی۔

"والٹ دیں میرا۔"

کیوں آپ نے میرا ادھار نہیں چکانا۔"

سالار کے کہنے پر یمنہ کو یاد آیا تو وہ حیرانی سے اسے تکنے لگی. پھر شرمندگی سے سر جھکا لیا تو سالار نے جلدی سے والٹ اس کی طرف بڑھایا.

"میں تو مذاق کر رہا تھا. یہ آپ رکھیں."

سالار نے کہا تو یمنہ نے جلدی سے سر اٹھایا.

"نہیں آپ رکھیں یہ...."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو سالار نے زبردستی اس کے ہاتھ میں والٹ دیتے ہوئے کہا.

"یہ رکھیں آپ... لیکن میری ایک بات کا جواب دیتی جائیں پلیز."

سالار کی بات پر یمنہ نے سوالیہ نظروں اسے دیکھا.

"میں آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ کی رضامندی میرے لیے زیادہ اہم ہے. کیا آپ میرا ساتھ ساری زندگی کے لیے قبول کریں گی؟"

سالار کی بات پر یمنہ نے اس کی طرف دیکھا. اس کی آنکھوں میں سچائی تھی.

"ضرور.... لیکن میرے پیرنٹس کی پسند میرے لیے حرف آخر ہو گی."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یمنہ نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے سر جھکایا تو سالار ہلکا سا مسکرا دیا.

"لیکن میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں' اس کے بعد ہی آپ حتمی فیصلہ کیجیے گا. دراصل میری زندگی میں ایک لڑکی...."

"میں نیلم کے بارے میں جانتی ہوں. آپ کو کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں."

سالار ابھی بول ہی رہا جب یمنہ نے اس کی بات نرمی سے کاٹی اور وہاں سے چلی گئی. جبکہ سالار کھل کے مسکرا دیا.

****

ایشا بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی. کیونکہ علی ابھی تک کمرے میں نہیں آیا تھا. تو اس نے وہیں بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگالی. اور بہت کوشش کے بعد بھی وہ اپنی آنکھوں کو بند ہونے سے نہ روک سکی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی کمرے میں آیا تو ایشا بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی. وہ بنا آواز کیے بیڈ تک آیا اور ایشا کے سامنے ہاتھ لہرایا. لیکن وہ واقعی نیند میں تھی. اس نے آہستہ سے ایشا کے چہرے پر جالی دار پلو ہٹایا تو پلکیں جھپکنا ہی بھول گیا. وہ خوبصورت نہیں بلا کی خوبصورت تھی. اس وقت وہ خود کو ایک شرارت کرنے سے روک نہیں سکا تھا. ایشا کسمسائی تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹا. کیونکہ اسے ابھی اپنی ناراضگی قائم رکھنی تھی. وہ اب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا اور آئینے میں سے ایشا کو دیکھنے لگا. جواب اٹھ چکی تھی.

ایشا نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو یکدم ہڑبڑا گئی.

"اوہ میں سو گئی تھی."

وہ سیدھی ہوتے ہوئے بولی. اسے ابھی تک کمرے میں علی کی موجودگی کا علم نہیں ہوا تھا. جبکہ وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائے خاموشی سے اس کو آئینے میں دیکھتا رہا جواب اپنا ڈوپٹا ٹھیک کرتے ہوئے ارد گرد دیکھ رہی تھی. اور اسی وقت اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف اٹھی تو علی کو وہاں کھڑا دیکھ کر وہ گھبرا گئی.

"علی...."

ایشا نے آہستہ آواز میں پکارا. تو علی نے اس کی طرف مڑ کر سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ابرو اچکائے.

"آپ کب آئے...اور مجھے جگادیا ہوتا...میری پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی."

اس نے نروس ہوتے ہوئے کہا. جبکہ علی سے ایشا کا اس کو آپ کہہ کر پکارنا ہضم نہیں ہو رہا تھا.

"میں نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی. تم چاہو تو چینج کر کے سو جاؤ."

علی نے بمشکل خود کو سنجیدہ رکھتے ہوئے بات مکمل کی اور واپس آئینے کی طرف مڑا تھا. کیونکہ اس دشمن جاں کا رونا اس کی برداشت سے باہر تھا. جو رونے کو ٹھان کر بیٹھی تھی.

"علی....آیئم سوری."

ایشا بیڈ سے اتر کر آہستہ سے چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل تک آئی اور علی کے پیچھے سر جھکا کر کھڑی ہو گئی.

"کس لیے؟"

علی نے اس کی طرف رخ کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر سنجیدگی سے پوچھا.

"میں نے آپ پر یقین نہیں کیا نہ اس کے لیے' پلیز مجھے معاف کر دیں آئینہ کچھ بھی ہو جائے میں کبھی آپ پر شک نہیں کروں گی."

NEW ERA MAGAZINE .com

ایشا نے اپنی جھکی پلکیں اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تو اس کا ناراض چہرہ دیکھ کر مزید روتے ہوئے کہنے لگی. جبکہ علی سے مزید اس کا رونا نہیں دیکھا گیا.

"افففف لڑکی کتنا روتی ہو تم...."

علی نے اس کے آنسو صاف کیے اور اسے خود سے لگاتے ہوئے بولا.

"تو آپ ناراض جو تھے."

ایشا اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی.

"تو تم نے سوچا کہ اب آنسوؤں کو اپنا ہتھیار بنا کر علی کو مناتی ہوں... لڑکی یہ مت کیا کرو. مجھ سے تمہارے آنسو برداشت نہیں ہوتے یہ تم اچھی طرح جانتی ہو."

علی کے کہنے پر اس نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں جزبات کے دیے جل رہے تھے. اس نے اپنی پلکیں جھکا لیں تو علی کھل کر مسکرا دیا. پھر اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے بولا.

"اور یہ تم مجھے آپ بھی اسی لیے کہہ رہی تھیں نہ تاکہ میں جلدی مان جاؤں."

علی کے کہنے پر ایشا کھلکھلا کر ہنس پڑی.

"نہیں وہ تو مجھے مما نے کہا تھا کہ اب آپ میرے شوہر ہیں اسی لیے مجھے آپکو 'تم' نہیں کہنا چاہیے۔"

ایشا کے کہنے پر علی نے ابرو اچکائے۔

"تو تم اتنی عزت مما کے کہنے پر دے رہی ہو۔"

ایشا علی کی بات سن کر جلدی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں اپنے دل کے کہنے پر۔"

ایشا کی بات پر علی ہلکا ہنس دیا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر عقیدت سے اپنے لب رکھ دیے۔ جبکہ وہ ساکت کھڑی رہی۔ کیا نہیں محسوس کیا تھا اس نے اس لمحے میں۔ علی کی طرف سے دی گئی عزت 'عقیدت' بھروسا اور محبت۔ ایشا نے ہمیشہ علی کو اپنی عزت کرتے دیکھا تھا۔ وہ لاکھ تنگ کرتا اس کو لیکن کبھی اس کے کسی عمل یا بات سے یہ ظاہر

نہیں ہوا تھا کہ ایشا اس کے لیے کوئی کھلونا ہے. اور یہی بات ایشا کے دل میں علی کی جگہ بناتی گئی تھی.

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

علی اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے ہوئے بولا تو وہ چونکی.

"کچھ نہیں...."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی. تو علی بھی سر ہلاتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا. اور بیڈ کی دراز سے ایک فائل نکالی. ایشا بھی آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اس کے ہاتھ میں موجود فائل کو حیرانی سے دیکھا.

"ایشا یہ تمہارا گفٹ."

علی نے مسکراتے ہوئے وہ فائل ایشا کی طرف بڑھائی تو وہ حیرت سے اس فائل کو دیکھنے لگی.

"یہ کس چیز کی فائل ہے؟"

ایشا نے حیرانی سے علی کو دیکھتے ہوئے کہا تو علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیڈ پر بٹھایا. اور خود بھی اس کے سامنے بیٹھتے ہوا بولا.

"یہ تو تم خود دیکھو. کہ یہ کس چیز کی فائل ہے."

علی کے کہنے پر ایشا نے اس فائل پر سے کور ہٹایا اور پھر اس فائل کو کھول کر دیکھنے لگی. جیسے ہی اس کی نظر پہلے صفحے پر پڑی تو اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں. اس کی زبان حیرت کی زیادتی سے گنگ ہو گئی تھی. وہ پہلے ساکت نظروں سے اس فائل اور پھر علی کو دیکھنے لگی. اور پھر یکدم وہ علی کے گلے جا لگی تھی. علی بھی اسے خود میں سمیٹتے ہوئے اس کی خوشی کو دل سے محسوس کرتے ہوئے پر سکون سا مسکرایا.

"مجھے یقین نہیں آرہا علی...آپ نے تو میرا خواب پورا کر دیا. میں کیسے اس خوشی کو بیان کروں...."

ایشا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اس خوشی کو لفظوں میں بیان کرے.

"لیکن علی...اس میں تو کئی سال لگے ہوں گے نہ...کب سے آپ یہ اسپتال بنوا رہے تھے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشا اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی تو علی نے اس کو گھورا. پھر واپس اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے بولنا شروع ہوا.

"ایشا! تمہیں یاد ہے کہ تم نے ایک بار اپنی سالگرہ پر بڑے پاپا سے فرمائش کی تھی کہ تم جب ڈاکٹر بن جاؤ گی تو وہ تمہیں ایک اسپتال بنوا کر دیں گے. انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا تھا. لیکن کچھ سالوں بعد جب مجھے محسوس ہوا کہ یہ صرف تمہاری

خواہش ہی نہیں خواب بھی ہے. کہ تمہارا اپنے علاقے میں ایک اسپتال ہو. جہاں تم بنا روک ٹوک کے اپنے لوگوں کی خدمت کرو. بس تب سے میں نے تمہارے اس خواب کو پورا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں تھیں. اور وہ جو آغا جان کی نظروں میں آوارہ گردیاں کیا کرتا تھا نہ دراصل میں وہ وقت وہیں گزارتا تھا. اور اس بات سے نہ صرف آغا جان خود بلکہ ذیشان بھی واقف ہے. آغا جان تو بس سب کے سامنے مجھے ڈانٹتے تھے. در حقیقت انہوں نے بھی میری بہت مدد کی ہے اس معاملے میں. پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ جب تمہاری ہاؤس جاب مکمل ہو جائے گی تو تمہیں بتاؤں گا. لیکن پھر پریشے کے معاملے میں الجھ گیا. اور پھر اس کے بعد ذیشان والا حادثہ 'تو میں نے سوچا کہ اب ایک ہی بار تمہیں شادی کی رات ہی یہ سرپرائز دوں گا. تو بتاؤ پھر کیسا لگا میرا گفٹ؟"

علی نے ساری تفصیل سے اسے آگاہ کرتے ہوئے آخر میں پوچھا تو ایشا نے سر اٹھایا اور علی کو دیکھا. اس شخص کے لیے اس کے دل میں عزت اور محبت کئی گنا زیادہ بڑھ گئی تھی. اور پھر ایشا نے آگے بڑھ کر علی کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے ہوئے عقیدت کا

اظہار کر دیا تھا. جبکہ علی کو بھی اپنا جواب مل چکا تھا. اس نے ایشا کو اپنے حصار میں کر لیا. تو ایشا بھی مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی.

****

ذیشان کمرے میں داخل ہوا تو پریشے صاحبہ کمرے میں ٹہلتی ہوئی نظر آئیں.

"پرنسس کیا ہوا' آپ پریشان کیوں ہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان نے اسے ٹہلتے دیکھ کر حیرت سے پوچھا.

"اب میں یہ لہنگہ اتار دوں' اور یہ دو من کے زیور بھی؟"

پریشے کی بات پر ذیشان نے گہرا سانس لیا. وہ سمجھ گیا کہ پریشے اس وجہ سے الجھن کا شکار ہے.

"تو پرنسس... اگر آپ اس سب سے تنگ ہو رہی تھیں تو آپ کمرے میں آتے ہی چینج کر لیتیں یا کم از کم یہ زیور تو اتار دیتیں."

ذیشان مسکراتے ہوئے کہا.

"کیسے چینج کر لیتی. وہ آنٹیاں ہیں نہ پتا نہیں کیا کیا نصیحتیں کر رہی تھیں مجھے کہ میں نے آپ کے آنے تک چینج نہیں کرنا اب آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرنی اور آپ کے آنے تک سونا نہیں ہے فلاں فلاں...."

پریشے ناک چڑھاتے ہوئے بولی تو ذیشان زور سے ہنسا. جبکہ اسے ہنستے دیکھ کر گھورنے لگی. تو ذیشان نے سوری کہنے والے انداز میں ہاتھ اٹھائے.

تھوڑی دیر بعد پریشے چینج کر کے لال رنگ کی شارٹ فراک جو سفید پھولوں سے مزین تھی پہن کر آئی اور ساتھ سفید رنگ کا چوڑی دار پائجامہ پہنا ہوا تھا. پھر اپنے

زیورات تقریباً پھینکنے والے انداز میں اتار کر رکھے. تب تک ذیشان بھی چینج کر کے آچکا تھا. وہ کالے رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس تھا. وہ آہستہ سے پریشے کے پیچھے آ کھڑا ہوا تو وہ جو اپنے ہی خیالوں میں مگن تھی آئینے میں اس کو دیکھ کر اچھلی.

"آرام سے پرنسس....."

ذیشان نے اسے ڈرتے دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے تو وہ گہرے سانس لیتے ہوئے بولی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈرا دیا تھا آپ نے مجھے افففف.."

پریشے کی بات پر ذیشان مسکرا دیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ تک آیا. اور اس کو وہاں بٹھا کر خود بھی بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا. اور پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے بولا.

"پریشے آپ جاننا چاہتی تھیں نہ کہ میں آپ کو پرنسس کیوں کہتا ہوں؟"

ذیشان نے اس کے سر میں نرمی سے انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تو اس نے اس بات میں سر ہلا دیا.

"جب تم پیدا ہوئیں تو اس وقت میں سات سال کا تھا. جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے بے اختیار تمہارے لال سیب جیسے گول مٹول گالوں کو ہاتھ لگا کر چھونا چاہا اور میں نے ایسا کرنا بھی چاہا لیکن پھر ایکدم رک گیا. تب مجھ سے چھوٹی مما نے پوچھا کہ میں رک کیوں گیا. تو میں نے کہا کہ یہ تو اتنی سفید ہے اگر میں نے اسے ہاتھ لگایا تو کہیں یہ میلی نہ ہو جائے. تو سب میری بات پر ہنسنے لگے. اس وقت تمہارے سرخ و سفید گال اور بھوری آنکھوں کو دیکھ کر میری زبان سے بے اختیار پرنسس نکلا تھا. اور اس دن سے آج تک میں آپ کو اسی نام سے پکارتا ہوں."

ذیشان بولتے بولتے خاموش ہوا تھا. تو پریشے بے اختیار بول اٹھی.

"لیکن میں جب سے آپ سے ملی ہوں آپ مجھے دو بار پریشے کہہ چکے ہیں."

اس کی بات پر ذیشان مسکرا دیا. پھر آہستہ سے گویا ہوا.

"صرف دو بار نہیں بچپن میں بھی' لیکن ایسا تب ہوتا تھا جب میں آپ سے کسی بات پر ناراض ہوتا تھا. جب میں آپ سے پریشے کہتا تو آپ سمجھ جاتیں تھیں کہ میں آپ سے ناراض ہوں."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsanay | Articles | Books | Poetry | Interviews

ذیشان بولتے ہوئے مسلسل اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا. جبکہ پریشے جیسے اس کے بولنے پر کہیں کھو سی جاتی. وہ جیسے ہی خاموش ہوا تو پریشے نے ایک اور سوال کیا.

"لیکن میں آپ کو شان کیوں کہتی تھی؟ اور گھر میں تو اور کوئی آپ کو اس نام سے نہیں پکارتا."

پریشے کے سوال پر ذیشان بے اختیار مسکرایا.

"کیونکہ میرا نام آپ کو بہت مشکل لگتا تھا. اور جب کوئی مجھے ذیشان کہہ کر بلاتا تو آپ بھی کوشش کرتیں کہ مجھے ذیشان بلا سکیں لیکن آپ کہ منہ سے ہمیشہ شان ہی نکلتا تھا. اور پھر آہستہ آہستہ آپ مجھے شان ہی بلانے لگیں. اور جب کوئی اور مجھے اس نام سے بلاتا تو آپ مجھ سے ناراض ہو جاتی تھیں کہ میں انہیں منع کیوں نہیں کرتا. کیونکہ آپ چاہتی تھیں کہ اس نام سے صرف آپ ہی مجھے بلائیں."

ذیشان کے بتانے پر پریشے مسکرادی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو میری آپ سے بچپن سے ہی دوستی ہو گئی تھی؟"

ذیشان بھی اس کا سوال سن کر مسکرایا. اسے پریشے کا اپنا ماضی اس طرح کریدنا اور چھوٹے چھوٹے سوال پوچھنا اچھا لگ رہا تھا.

"ہاں جی.... بچپن سے ہی ہماری بہت دوستی تھی. کیوں علی آپ کو تنگ کرتا تھا اور ایشا اپنی اسٹڈی میں بزی رہتی تھی تو آپ آہستہ آہستہ میرے قریب ہوتی گئیں. یہاں تک کہ اسکول میں نہ آپکی کوئی اور دوست بن سکی نہ میرا کوئی دوست بن سکا. ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے کافی تھے."

ذیشان نے اسے تفصیل سے بتایا. تو پریشے کے دماغ میں ایک اور سوال کلبلایا.

"لیکن ہمارا نکاح بچپن میں ہی کیوں ہو گیا؟ اور اس لاکٹ کا کیا سین ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشے نے اپنے گلے میں موجود لاکٹ کی طرف اشارہ کیا. تو ذیشان اس کی سین والی بات پر ہنس دیا.

"جب ماما اسپتال میں تھیں اور شاید انہیں پتا چل گیا تھا کہ وہ اب نہیں بچ سکتیں اسی لیے انہوں نے آغا جان سے ضد کی کہ میرا اور آپ کا نکاح کر دیا جائے. وہ چاہتی تھیں کہ ہمارا گھر اور گھر کے لوگ ایک دوسرے سے پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی سے جڑ

جائیں. جب کہ نکاح کے بعد انہوں نے دو لاکٹ دیے تھے. اس وقت تو میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے رکھ لیے. لیکن پھر ماما کے چلے جانے کے ایک سال بعد جب ہم سب سوات جا رہے تھے. تو اس وقت پتا نہیں میرے دماغ میں کیا سمائی کہ میں نے آپ کی اور اپنی ایک تصویر بنوائی اور ان لاکٹس میں لگا دی پھر ایک آپ کو دے دیا اور ایک میں نے خود رکھ لیا تھا. تب آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ...

دس سال پہلے:

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا ہے شان؟"

دس سالہ پریشے حیرت سے اپنے ہاتھ میں ذیشان کے دیے لاکٹ کو گھور رہی تھی.

"یہ لاکٹ ہے پرنسس... اور اس کو کھول کر دیکھو اس میں میری اور آپ کی تصویریں ہیں. اگر ہم دونوں میں سے کبھی کوئی کھو گیا تو ہم اس لاکٹ کے زریعے ایک دوسرے کو ہمیشہ یاد رکھیں گے."

سترہ سالہ ذیشان نے پریشے کو اس لاکٹ کی اہمیت بتائی. تو پریشے نے سر ہلاتے ہوئے وہ لاکٹ کھولا. اس میں ایک طرف ذیشان کی اور ایک طرف پریشے کی تصویر تھی.

"لیکن شان! یہ لاکٹ تو میرے پاس ہو گا نہ مطلب اگر ہم دونوں میں سے کوئی کھو گیا تو صرف میں ہی آپ کو یاد رکھوں گی آپ تو مجھے بھول جائیں گے نہ..."

دس سالہ پریشے نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دماغ لڑایا تو ذیشان مسکرا دیا.

"یہ دیکھیں پرنسس... میرے پاس بھی ہے ایسا ایک لاکٹ."

ذیشان نے اپنی جیب سے ایک اور ویسا ہی لاکٹ نکال کر پریشے کو دکھایا جیسا اس نے پریشے کو دیا تھا. تو پریشے خوش ہوتے ہوئے سر ہلا گئی تھی.

"اور پھر وہی میری اور آپ کی آخری ملاقات تھی. حالانکہ میں نے تو بس ایک بات کی تھی. مجھے کیا پتا تھا کہ آپ واقعی کھو جائیں گی. اگر پتا ہوتا تو آپ کو کبھی سوات نہ جانے دیتا."

ذیشان دھیرے دھیرے بول رہا تھا. جبکہ پریشے خاموشی سے اس کو بولتا ہوا سن رہی تھی. اور پھر اگلے کئی گھنٹوں تک پریشے اس سے اسی طرح سوال کرتی رہی اور ذیشان مسکراتے ہوئے اس کے سوالوں کے جواب دیتا رہا. پھر پریشے کے خاموش ہو جانے پر ذیشان نے اسے ہلکی آواز میں پکارا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پرنسس...."

ذیشان کے پکارنے پر پریشے نے کوئی جواب نہیں دیا. کیونکہ وہ سو چکی تھی. ذیشان نے اس کا سر تکیے پر رکھتے ہوئے آہستہ سے اس کے چہرے سے کچھ آوارہ گھومتی لٹوں کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا. اور اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ دیے.

"میری پرنسس.... میری جان ہو آپ.... جتنی تکلیفیں سہنی تھی وہ سہہ لیں آپ نے. اب کسی بھی دکھ کو آپ تک آنے سے پہلے کچل کر رکھ دوں گا. اس وقت میں غازی بننے میں دیر نہیں لگاؤں گا."

اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے ہوئے وہ بھی آنکھیں موند گیا تھا.

ختم شد

,,,

قارئین! اگر آپ کو میرا ناول پسند آیا تو اپنے خیالات اور اپنی رائے کا اظہار کرنا مت بھولیے گا. کیونکہ ایک لکھاری کے لیے قارئین کی رائے ایک قیمتی اثاثہ ہوتی ہے.

ان شاءاللہ... جلد ہی اپنا نیا ناول پیش کروں گی تب تک کے لیے اللہ حافظ!❤❤❤

****

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین